الخیرات الحسان فی مناقب النعمان

(عربی، اُردو)

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز تذکرہ

تصنیف

مُفتیٔ حجاز علامہ ابنِ حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

جسٹس مُفتی سیّد شُجاعت علی قادری

الحقائق پبلی کیشنز

اَلْخَیْرَاتُ الْحِسَانْ

فی مناقبِ النُعمان

تصنیف

مفتی حجاز شیخ شہاب احمد بن حجر ہیتمی مکیؒ

متوفی ۹۷۳ھ

ترجمہ

ابنِ مسعود مفتی سیّد شجاعت علی قادری

الحقائق پبلی کیشنز

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

kashifraza786678@gmail.com

0333-7861895 0300-1090045

مُصنّف کے حالات

نام : ابوالعباس شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی، سعدی، انصاری، شافعی

سعدی آپ کو اس نسبت سے کہا جاتا ہے کہ آپ بنو سعد سے تھے اور ہیتمی اس لئے کہ ابوہیتم یا ہیاتم نام کے محلہ میں مصر میں رہتے تھے۔ آپ ۸۹۹ھ میں ابوہیتم کے محلہ میں پیدا ہوئے۔

بچپن اور تعلیم : بچپن ہی سے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا لیکن خوش قسمتی سے آپ کی پرورش کے لئے دو جلیل القدر علماء کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیا۔ یعنی شمس الدین بن ابی الحمائل اور شمس الدین شناوی۔ آپ شمس الدین شناوی کے ہمراہ طنطا میں آگئے یہاں آپنے قرآن کریم حفظ کیا۔ نیز ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر ۹۲۴ھ میں شیخ شناوی آپ کو جامع ازہر میں لے آئے جہاں آپ نے وقت کے جید شیوخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ : آپ نے جلیل القدر شیوخ سے علم حاصل کیا۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ شہاب رملی، شمس اللقانی، شمس سمہودی، شمس مشہدی شہاب بن بخار حنبلی، شہاب بن صائغ۔ سیوطی اور ابوالحسین بکری وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

علوم: آپ فقہ، اصول، حدیث، تفسیر، کلام، تصوف، فرائض، نحو، صرف، منطق اور حساب میں ماہر تھے۔ بیس سال کی عمر تھی کہ آپ کے شیوخ نے آپ کو مسند افتا پر متمکن ہونے کی اجازت عطا کر دی۔

مکہ میں اقامت: آپ سنہ ۹۴۰ھ میں مع اہل وعیال مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے۔ یہاں آپ کو حرمین میں مفتی کے عہدے پر فائز کیا گیا۔

وفات: سنہ میں مکہ مکرمہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مقام "معلاۃ" میں طرحین کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ نور اللہ ضریحہ، وقدس سرہ۔

تصانیف: اگر آپ کی تمام تصنیفات کا ذکر کیا جائے تو ایک لائبریری کی فہرست تیار ہو جائے۔ چند مشہور تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے

فقہ میں شرح مختصر روض، فتح الجواد شرح ارشاد اور ان کے علاوہ کتب ہیں۔ حدیث میں شرح مشکاۃ، فتح المبین شرح اربعین ایضاح شرح احادیث نکاح۔ صواعق محرقہ جامع کرامات اولیاء شواہد الحق، تحفۃ اللہ علی العالمین، فتاویٰ حدیثیہ، الخیرات الحسان وغیرہا متداول کتب ہیں۔ فقط

ابنِ مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری
نزیل کراچی

فہرست اہم مضامین الخیرات الحسان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اختص
العلماء بوراثۃ الانبیاء والتخلق
باخلاقھم وجعلھم القدوۃ
للکافۃ فی معاشھم ومعادھم
ومیز المجتھدین منھم
بقیامھم بمصالحھم وایضاح
الحق لھم فی مصادرھم و
مواردھم وباضطرار الخلق
الیھم فی قوام مابہ حیاۃ
ارواحھم وابدانھم، فھم
الملوک لا بل الملوک تحت
اقدامھم وفی اسر ارائھم
واقلامھم وھم النجوم لا بل
النجوم تستمد من انوارھم
وھم الشموس لا بل الشموس
تستضئ من اضوائھم واشھد
ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ شھادۃ اترقی بھا فی کمالات
معارفھم، واشھد ان محمدا
عبدہ ورسولہ المذیع المحالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفات اس خدا کے لئے ہیں
جس نے علماء کو انبیاء کی وراثت دی اور ان
کے اخلاق دیئے اور ان کو لوگوں کیلئے دین
و دنیا میں پیشوا بنایا خصوصاً مجتہدین کو
انکی بھلائی اور ہر معاملہ میں حق واضح کرنے
کا ذمہ دار بنایا اور لوگوں کو ان کا دست
نگر بنایا تو وہ بادشاہ ہیں بلکہ بادشاہ
انکے زیر قدم ہیں اور ان کی فکر و قلم کے
اسیر ہیں، وہ ستارے ہیں بلکہ ستارے
ان کے نور سے درخشاں ہیں، وہ آفتاب
ہیں بلکہ آفتابوں کو ان سے روشنی ملی اور
میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور اس
کا کوئی شریک نہیں اور اس شہادت سے
میں ان کے مدارج علمیہ کو حاصل کرنا چاہتا
ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے
بندے اور رسول ہیں اور ان کے فضائل
ومناقب کو شائع کرنے والے اور اپنے
نقوش قدم کی اتباع کی توفیق دینے والے
ان حالات میں جن کے باعث وہ دیگر
لوگوں سے سبقت لے کر خلاف کبریٰ کے

مناقبهم وكمالهم المفيض
عليهم من سوابق التوفيق لا
تستفاء آثاره في سائر احوالهم
ما سبقوا به من سواهم الى
الخلافة الكبرى
عنه في الهداية والامداد
للخلق بواطنهم وظواهرهم
صلى الله عليه وسلم وعلى آله
واصحابه الذين حازوا من
قصب السبق في مضمار الكمالات
الصمدانية والمعارف المصطفوية ما
صاروا به القدوة الكبرى
والمحجة البيضاء لاوائل
الخلق واواخرهم صلاة وسلاما
دائمين بدوام العلماء ۔
وظهور سوددهم ومآثرهم
وبعد، فانه ورد علينا من
منذ سنين بمكة المشرفة
زادها تشريفا وتكريما
وجلالة ومهابة وتعظيما۔
رجل من فضلاء القسطنطينيه

منصب پر فائز ہوئے۔
یہ خلافت مخلوق کو رشد و ہدایت
کے لئے ہے، اللہ رحمت و سلامتی نازل
کرے ان کی آل پر اور ان کے اصحاب
پر جو کمالات صمدانیہ اور معارف مصطفویہ
کے میدان میں گوئے سبقت لے گئے اور
اگلے پچھلے لوگوں کے عظیم پیشوا قرار پائے
جب تک علماء کا علم و فضل اور سرداری
باقی ہے یہ صلاۃ و سلام باقی رہے!
حمد و صلوٰۃ کے بعد! چند سال
ہوئے کہ مکہ معظمہ سے ہمارے پاس
قسطنطنیہ کے ایک فاضل صالح تشریف
لائے وہ علوم عقلیہ، نقلیہ، طبیہ، رسمیہ
علم الاخلاق اور علم تصوف، جو ہمارے
سلسلہ جنیدیہ کا ہے حاصل کرنا چاہتے
تھے۔ تو ہم نے باہم دوستانہ
مذاکرات کئے بالکل اسی طرح جس طرح
دو ہم پلہ دوست کرتے ہیں۔
ہوتے ہوتے گفتگو ان ائمہ کرام کے
تذکروں تک پہنچ گئی جو ظاہری باطنی دونوں
ہی علوم کے جامع تھے، جو بارگاہ حق سے

وصلحائهم لجمعه بين العدم
النقليه والعقليه والقوانين
الطبية والرسميه وعوم الاخلاق
والمواهب والاحوال والمطالب
التي فاز بها القوم السالمون من
الاعتراض واللوم ساداتنا الصوفية
وأئمتنا الطائفه الجنيديه۔
فساجلنا وساجلناه مساجلة
الاحبة الذين هم على سرر
متقابلون، ومن بحار المعارف
يغترفون الى ان انجر الكلام
الى الائمة الجامعين بين العلوم
الرسميه والمعارف الوهبيه
المتحفين بدوام الشهود مع
هوامع الكرم والجود فقال
ذلك الفاضل العالم الكامل
اودمنكم مختصرا جامعًا و
دستورا لطيفا مانعا يشتمل
على تلخيص ما اطال به الآئمة
في مناقب الامام الاعظم
والقدوة المقدام ابي حنيفة

جودوکرم کے دھاروں سے نوازے گئے
تھے۔اس فاضل جلیل نے مجھ سے مطالبہ
کیا کہ میں ان کو ابوحنیفہ (خدا ان کی خواب
گاہ کو باران رحمت سے سیراب کرے اور
جنت الفردوس میں مقام عطا کرے) کے
مناقب میں ایک مختصر کتاب لکھ دوں جو
دیگر حضرات آئمہ کے طویل بیانات کا خلاصہ
اور لب لباب ہو میں نے ان کے قطعی حکم
کی بجاآوری میں عجلت کی اور ان مناقب
کو ملخص کرنے میں پوری کوشش کی کیونکہ
یہ ایک اہم مقصد ہے؛ تو بحمداللہ یہ ایک
لطیف مختصر اور عمدہ نمونہ ہوگئی۔چنانچہ
انھوں نے اس کا ایک نسخہ نقل کیا اور
اپنے وطن (قسطنطنیہ) جو علماء فضلاء کی
فرودگاہ ہے) چلے گئے۔پھر ان کے علاوہ
دیگر حضرات نے بھی نسخے نقل کئے اور
متفرق شہروں میں لے گئے اور میرے
پاس اصل نسخے کے علاوہ اور کوئی نسخہ
نہ رہا اسے بھی ایک حنفی نے نقل کرکے
واپس کردینے کے وعدہ پر لے لیا۔

النعمان سقی اللہ مرقدہ شابیب الرحمۃ والرضوان واسکنہ اعلی فرادیس الجنان فبادرت الی امتثال امرہ المحتم وبذلت الجھد فی تلخیص تلک المناقب بانہ مقصد ھجر فجاء بحمد اللہ مختصرا لطیفا وانموذجا شریفا فکتب منہ نسخۃ و ذھب الی بلدہ اعظم بلاد الاسلام ومحط رحال العلماء الاعلام ومنبع الافاضل، ومفزع الاماثل ثم کتبہ الناس بعدہ واقتفوا أثرہ ومجدہ وتفرقوا بہ فی البلدان ولم یبق عندی الا نسخۃ الاصل واللہ المستعان فاستعار ھا بعض الحنفیہ لیکتبھا ویردھا ثم سافر بھا غیر ملتفت الی عظیم وزر فقدھا فتاثرت لذلک واعدت النظر فیما لائمۃ المناقب من المسالک الی ان ظفرت بکتاب جامع فیھا لصاحبنا الشیخ العلامۃ الصالح الفھامہ الثقۃ المطلع والحافظ المتبع الشیخ محمد الشامی الدمشقی ثم المصری فلخصت مقاصدہ ونقحت مصادرہ ومواردہ فی ھذا الکتاب البدیع الجامع المحکم المنیع»

وسمیتہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ ورتبتہ علی مقدمات ثلاث واربعین فصلا»

اور میں نے اس کا نام خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان (رحمۃ اللہ علیہ) رکھا۔ میں نے اس کو تین مقدمات اور چالیس فصول پر مرتب کیا۔

المقدمة الاولیٰ

اعلم ان بعض المتعصبین ممن لم یمنح توفیقا جاء نی بکتاب منسوب للامام الغزالی فیہ من التعصب الفظیع والحط الشنیع علی امام المسلمین واحد الائمۃ المجتھدین ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ما تصم عنہ الاذان ویقول عند سماعہ الموفق المنصف لیت ذالک ما کان کیف وقد ادی ذالک شمس الائمہ الکردری[1] الی ان

پہلا مقدمہ

معلوم ہونا چاہئے کہ ایک بے توفیق متعصب میرے پاس کتاب لایا جو امام غزالی کی طرف منسوب تھی، اس میں امام المجتہدین ابوحنیفہؒ پر وہ طعن و تشنیع تھا کہ اُسے سننے کے لئے کان تیار نہیں ہوتے۔ اُسے سن کر ہر منصف کہہ اٹھے گا کہ کاش یہ نہ ہوتی، کیونکہ اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ شمس الائمہ کردری نے اس کے جواب میں امام شافعیؒ پر اس سے زائد طعن کیا۔ محض یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کتاب امام غزالی کی ہے۔ حالانکہ یہ غزالی

---

[1] شیخ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز الکردری حنفی صاحب فتاویٰ بزازیہ متوفی ۸۲۷ھ۔ مگر شمس الائمہ ان کا لقب نہ تھا یہ لقب حافظ محمد بن احمد مکیؒ المعروف بابن الموفق کا تھا۔ اگرچہ موخرالذکر نے بھی مناقب امام میں کتاب لکھی ہے۔ مگر کردری اوّل الذکر ہیں۔ میرے سامنے دائرۃ المعارف حیدر آباد سے ۱۳۲۱ھ میں طبع شدہ کتاب مناقب الامام ابی حنیفہؒ ہے۔ جس میں ان دونوں حضرات کی کتابیں جمع ہیں۔ مترجم

بسط الكلام فی رد ذلك الكتاب
وقابل مرتفه مقابلة الفاسد
بالفاسد فشنع علی الشافعی
رحمه الله اعظم من ذلك
الشنيع، وبسط الكلام بما لا
يحمد من الصنيع كل ذلك

امام محمد حجۃ الاسلام الغزالی نہیں کیونکہ وہ
تو خود اپنی احیاء العلوم میں امام ابو حنیفہ
کے لئے رطب اللسان ہیں۔ پھر اس
لئے بھی کہ اس کتاب کا جو نسخہ میں نے
دیکھا اس پر لکھا ہے کہ یہ کتاب محمود غزالی
کی تصنیف ہے۔

منه بناء علی أن ذلك الغزالی هو الامام محمد حجة الاسلام
وليس هو هو لما یاتی فی احیائه من مدح ابی حنیفة وترجمة
بما يليق بعلی كماله، وايضا فلان النسخة التی رائيتها
مكتوب عليها ان هذا الكتاب
تصنيف محمود الغزالی ر
محمود هذا ليس بحجة الاسلام
ومن ثمة كتب علی حاشيته
تلك النسخة هذا شخص
معتزلی اسمه محمود الغزالی
وليس هو حجة الاسلام قال
بعض محققی الحنفية ممن
اخذ العلم عن المولی سعد الدين
التفتازانی ونفرض ان ذالك
صدر عن الغزالی حجة الاسلام
فهذا انما صدر عنه حين كان

اور یہ محمود حجۃ الاسلام نہیں ہیں
چنانچہ اس نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ
یہ شخص معتزلی ہے اس کا نام محمود غزالی
ہے اور یہ حجۃ الاسلام نہیں ہے سعد الدین
تفتازانی کے ایک حنفی محقق شاگرد نے کہا
کہ بالفرض اگر یہ بات حجۃ الاسلام ہی سے
صادر ہوتی ہو تو یہ اس دور کی بات ہے
جب آپ علوم جدل و مناظرہ اور طلب علم
کی لذتوں میں مصروف تھے لیکن عمر کے
آخری حصہ میں جب یہ کیفیات ختم ہوئیں
اور شہود و عرفان کی بارشیں ہوئیں
تو آپ نے حق کو حق کے مقام پر رکھا

متلبسا بعلوم الجدل وحظوظ
طلبة العلم اما فى آخر امره حين
تخلى عن تلك الحظوظ وافيضت
عليه سجال المعارف والشهود
فقد عرف الحق واهله واثره
فى محله والدليل على ذلك
كلامه فى الاحياء انتهى ولا بأس
بذكر خلاصة كلامه فى الاحياء
ليعلم نزاهة مؤلفه حجة
الاسلام مما نسب اليه، وقبل
ذلك نقدم عليه مقدمة وهى
ان بعض علماء الهند اختصر
الاحياء اختصارا بليغا سماه
عين العلم لم يسبق الى مثل
اختصاره مع تعدد مختصريه
فانه اشار الى مقاصد لا فى
اوراق قليلة تكاد ان تكون
من جوامع الكلم فلذا وضعت
على كتابه شرحا لانه لفرط
مافيه من الايجاز يكاد ان
يعد من الالغاز وعبارة ذلك

چنانچہ احیاء العلوم کی عبارات اس پر دلیل ہیں
احیاء العلوم میں جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا خلاصہ
ذکر کرنا مناسب ہوگا تاکہ آپ کی طرف
منسوب کردہ چیزوں سے آپ کی برائت
ظاہر ہو جائے۔ خلاصۂ کلام بیان کرنے سے
قبل ہم ایک مقدمہ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ
کہ ہندوستان کے کسی عالم نے احیاء العلوم
کو مختصر کیا ہے اور یہ اختصار حد درجہ کا ہے
اس کا نام "عین العلم" رکھا ہے اگرچہ
احیاء العلوم کے بہت سے مختصرات ہیں مگر
اس جیسا اختصار کسی میں نہیں پایا جاتا
انھوں نے چند ہی اوراق میں اسکو مختصر کر دیا ہے
اس کے کلمات کو "جوامع الکلم" کہا جا سکتا ہے
اسی لئے میں نے اس کی شرح کی کیونکہ یہ
زیادتی اختصار کی وجہ سے پہیلی بن کر
رہ گئی ہے اس مختصر کی عبارت مع میری
شرح کے دوسرے ورق کے آخر میں آئے گی
یہ بہتر ہے کہ انسان چاروں اماموں میں سے
جس کو اپنے نظریہ میں افضل سمجھے اختیار کرلے
کیونکہ اس طرح اس کا دل اسکے قول کو بخوشی
قبول کرے گا پھر ابو حنیفہؒ، مالکؒ اور شافعیؒ

المختصر مع عبارة شرحی له و
تمام العبارة سیأتی فی آخر
الورقة الثانیه" والاولی ان
یختار من الائمة الاربعة من ظن
انه افضل الاربعة واعلمهم
لان نفسه حینئذٍ تنقاد الی
قوله وتخضع لرائه وتبادر
الی امتثاله والعمل به اکثر
ثم کل من ابی حنیفة ومالك
والشافعی رحمة الله علیهم امتاز
باقلیم لا یعرف فیه غیر اتباعه
او یکون اتباعه فیه اکثر۔
کاقلیم الحجاز والیمن، والمصر
والشام، وحلب وعراق العرب
والعجم بالنسبة الی الشافعی
رحمه الله وکالغرب علی باالنسبة
الی مالك رحمة الله وکالروم،
والهند وماوراء النهر بالنسبة
لابی حنیفة رحمه الله ومن
ثمة قال المصنف کابی حنیفة
رحمه الله عندنا معشر الحنفیة

میں سے ہر ایک کسی نہ کسی ملک کے ساتھ
خاص ہو گئے کیونکہ کسی ملک یا تو ایک ہی
کے متبعین ہیں یا ان کی اکثریت ہے، مثلاً
حجاز، یمن، مصر، شام، حلب، عراق، عرب
عجم میں امام شافعی کے ماننے والوں کی
اکثریت ہے۔

اور مغرب کے وسیع و عریض خطہ میں
مالکؒ کے متبعین کی کثرت ہے، روم، ہند
ماوراء النہر میں ابو حنیفہؒ کے متبعین کی
کثرت ہے۔ اس لئے مصنف نے کہا کہ
جیسے ابو حنیفہؒ ہمارے احناف کے نزدیک
کیونکہ مختلف سندوں سے وارد ہوا ہے
جن پر تفصیلی کلام عنقریب ہو گا۔۔۔۔
ابو حنیفہ میری امت کے چراغ ہیں۔ (یا
سورج) اور ان کی فضائل میں ان کی
عبادت، خوف، زہد، سخاوت، باریک بینی
نکتہ سنجی مشہور ہیں اور ان چیزوں کے
ہوتے ہوئے ان کی فضیلت پر ایسی
روایات سے استدلال کرنا جنکے موضوع
ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے غیر مفید ہے
خواب میں سنا گیا کہ خدا نے فرمایا کہ

فقد ورد من طرق يأتي الكلام عليها مبسوطا قريبا.

ابوحنيفة سراج امتي وفضله رحمه الله وما اشتهر عنه من العبادة والورع والزهد والسخاء ورقة النظر وحدة الفكر يغني ان يستدل لفضله بما اطبق المحدثون على وضعه وسمع في المنام الباري يقول انا عند علم ابي حنيفة اي بالحفظ والقبول والرضاء وانزال البركة فيه وفي الاخذين به وسلم المخالفون سبقه في الفقه ومن ثمة قال الشافعي رحمه الله الناس في الفقه عيال على ابي حنيفة ، وقال ايضا من اراد ان يعرف الفقه فليلزم اباحنيفه واصحابه وقال ايضا قلت لمالك كيف رائيت اباحنيفة فقال رائيت رجلا لوكلمك في السارية ان يجعلها ذهبا لقام بحجته ولما دخل الشافعي بغداد قبره وصلى عنده ركعتين فلم يرفع

میں ابوحنیفہؒ کے علم کے پاس ہوں۔ یعنی اس کی حفاظت، اور قبول کرنا، راضی ہونا اور برکت نازل کرنا انہیں اور ان کے شاگردوں میں میرے ذمہ ہے اسی لئے تو امام شافعیؒ نے کہا کہ فقہ میں لوگ ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں۔ نیز فرمایا کہ

جو علم حاصل کرنا چاہے وہ ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کا دامن پکڑ لے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ

میں نے مالک سے دریافت کیا کہ آپ نے ابوحنیفہ کو کیسا پایا؟ تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ وہ ایسے تھے کہ آپ سے اگر ستون کے بارے میں کہیں کہ یہ سونے کا ہے تو ثابت کر کے ہی رہیں،

جب امام شافعی بغداد آئے اور دو رکعت نماز ان کی قبر کے پاس ادا کیں تو رفع یدین نہ کیا۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ دو رکعتیں نماز صبح کی تھیں تو آپ نے ان میں قنوت بھی نہ پڑھی۔

یدیہ فی التکبیر وفی روایۃ ان الرکعتین کانتا صلاۃ الصبح وانہ لم یقنت فقیل لہ فی ذلک فقال ادبًا مع ھذا الامام ان اظہر خلافہ بحضرتہ"

وقال الفضیل بن عیاض وناھیك بہ جلالۃ "کان ابوحنیفہ معروفا بالفقہ مشہوراً بالورع، ومن عظیم ورعہ ما قال الامام عبد اللہ بن مبارك انہ أراد شراء امۃ فمکث عشرین سنۃ یستخیرو یشاور من ای سبی یشتری و قال النضر بن شمیل کان الناس نیاما عن الفقہ حتی ایقظھم ابوحنیفۃ ودخل علی امیر المؤمنین المنصور وعندہ عیسیٰ بن موسیٰ العابد الزاھد فقال للمنصور ھذا عالم الدنیا فقال لہ المنصور عمن اخذت العلم قال عن اصحاب عمر عن عمر وعن اصحاب علی عن علی وعن اصحاب ابن مسعود عن

فضیل بن عیاض نے فرمایا (ان کی جلالت شان محتاج بیان نہیں) کہ "فقہ اور تقویٰ میں مشہور تھے آپ کے ورع اور تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ فرمایا تو بیس سال مشورہ کرتے رہے کہ کون سے قیدیوں میں سے خریدیں نضر بن شمیل فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غافل تھے۔ ابوحنیفہؒ نے ان کو بیدار کیا۔ آپ منصور کے دربار میں آئے تو اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ عابد و زاہد موجود تھے انھوں نے اس سے کہا کہ یہ دنیا کے بڑے عالم ہیں۔ تو منصور نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس سے علم حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے عمرؓ کے ساتھیوں سے۔ انھوں نے

ابن مسعود فقال المنصور
لقد استوثقت ومع ذلك
اراد هلاكه في وقائع جرت
له معه واراد اعلی ان يلی
القضاء فلم يقبل فضرب مائة
سوط وحبس الی ان مات
في الحبس علی قول وضرب ايضا
عشرين سوطا علی ان يلی امر
بيت المال فابی ان يقبل وكان
يقول اذا جاء الحديث عن
رسول الله صلی الله عليه وسلم
فعلی الرأس والعين او عن
اصحابه اخذنا ببعض اقوالهم
فلم نخرج عنها او عن التابعين
زاحمناهم وكان يقوم كل
الليل بعد ان كان يحيی نصفه
فاشار اليه انسان وهو يمشی
فقال هذا هو الذی يحيی كل
الليل »
فلم يزل بعده يحيی كل
الليل وقال انا أستحيی من الله

عمرؓ سے، علیؓ کے ساتھیوں سے انھوں
نے علیؓ سے۔ ابن مسعود کے ساتھیوں
سے، انھوں نے ابن مسعود سے، تو
منصور نے کہا کہ علم تو بہت پختہ
حاصل کیا ہے۔ لیکن اس اعتراف
فضل کے باوجود آپ کے ہلاک
کرنے کے درپے رہا، عہدۂ قضا قبول
کرنے پر زور دیا مگر آپ نے قبول نہ کیا
تو ایک قول کے مطابق اس نے آپ کے
سو کوڑے لگوائے۔ اور پھر قید کر دیا۔
حتیٰ کہ آپ وہیں راہیٔ ملک عدم ہوئے
نیز بیت المال کے عہدہ کے قبول نہ کرنے
پر آپ کو بیس کوڑے مارے گئے۔ آپ
فرماتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیث منقول ہو گی تو وہ ہمارے
سر آنکھوں پر ہے اور جب صحابہ کا قول
ہو گا تو اسے بھی لیں گے اور جب تابعین
کا قول ہو گا تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے
پہلے آپ نصف شب تک عبادت
کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ کسی نے
آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ

ان اوصف بعبادۃ لیس فی وقال بعضھم ما رائیت اصبر علی الطواف والصلوٰۃ والفتیا بمکۃ من ابی حنیفۃ انما کان کل اللیل والنھار فی طلب الآخرۃ، وسمع ھاتفا فی المنام وھو فی الکعبۃ یقول ان یا ابا حنیفۃ اخلصت خدمتی واحسنت معرفتی فقد غفرت لک ای لما کنت علیہ من اخلاص الخدمۃ باحیاء کل اللیل وصیام اکثر الدھر وبذل الجھد فی نشر العلم علی وجہ الاکمل، واحسان المعرفۃ باتقان العلوم الظاھرۃ والباطنۃ، واخلاص فیھا و رفض الدنیا واعراض عنھا رأسا والاقبال علی الآخرۃ وبذل الوسع فی تحصیل اسبابھا ومن ھذہ صفاتہ اقرب الی رجاء المغفرۃ لہ علی وجہ مخصوص لا یبقی لہ ذرۃ تقصیر ولمن

تمام رات عبادت کرتے ہیں تو اس روز سے آپ نے تمام رات عبادت شروع کردی۔

کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ لوگ مجھ کو ایسی عبادت سے متصف کریں جو مجھ میں نہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ میں نے طواف فتوٰی اور نماز پر صابر مکہ میں ابوحنیفہؒ جیسا نہ دیکھا۔ غرض کہ شب و روز طلب آخرت میں رہتے۔ آپ کعبہ میں تھے کہ آپ نے نداء غیبی سنی کہ اے ابوحنیفہؒ تو نے میری خدمت اخلاص سے کی اور میری معرفت اچھی طرح حاصل کی، یعنی اس لئے کہ تم نے خلوص کا مظاہرہ کیا۔ تمام رات نماز میں گذاری اور اکثر و بیشتر روزہ سے رہے اور علم کی نشر و اشاعت میں کوشش کی ان علوم ظاہر و باطنی میں مکمل عبور حاصل کیا جن سے میری معرفت تک رسائی ہوئی دنیا ترک کی اور آخرت کی طلب میں مقدور بھر کوشش کی، اور جس شخص میں یہ صفات

اتبعك ببركة اخلاصك
واحسانك المذكورين الى
قيام الساعة"

وفى هذا من البشرى
له ولاتباعه مايحمل الموفق
منهم على بذل طاقته فى اقتفاء
اثار امامه فيما كان عليه من
تلك الاخلاق العلية، والصفات
الطاهرة الزكية التى قل ان
تجتمع الا للعارفين والآئمه
المجتهدين وتلمذ له كبار
من المشائخ الآئمة المجتهدين
والعلماء الراسخين كالامام
الجليل المجمع على جلالته
وبراعته وتقدمه وزهده
عبد الله بن المبارك و
كالامام الليث بن سعد و
كالامام مالك بن انس،
وناهيك بهؤلاء الائمة و
كالامام مسعر بن كدام و
زفر وابى يوسف ومحمد

پائی جائیں اس کی مغفرت کا ہونا
شک وشبہ سے بالاتر ہے اور تمہارے
مشہور زمانہ خلوص واحسان کے باعث،
تمہارے متبعین کے لئے بھی مغفرت ہوگی
یہ انکے اور ان کے متبعین کے لئے
بہت بڑی بشارت ہے جو اس امر کا تقاضا
کرتی ہے کہ ان کے متبعین انکے بلند
اخلاق، اور پاک صفات (جو عارفین
وائمہ مجتہدین کا ہی نصیب ہیں) کو حاصل
کرنے کے لئے ان کے نقش قدم پر چلیں۔
بہت سے علماء راسخین اور ائمہ مجتہدین
آپ کے شاگرد ہوئے مثلاً امام جلیل
(جنکی زہد وتقویٰ پر اجماع ہے) عبد اللہ
بن مبارک، امام لیث بن سعد، امام
مالک بن انس، ان علماء ہی کا تذکرہ
کافی ہے۔ اور ان کے علاوہ مسعر بن کدام،
زفر، ابو یوسف اور محمد وغیرہم، عہدہ قضا
اور بیت المال کے کلید بردار کے
عہدوں کو ٹھکرا کر آپ نے شدید ایذائیں
برداشت کیں۔

اور یہ محض اس لئے تھا کہ دنیا کے

وغیرهم ومتحمل لتقلد
القضاء ای لاجل ان یتولاه،
وکذا مفاتیح خزائن بیت المال
ما تحمل من العقوبة والضرب
الشدید لما ابی عن ذالک
ایثار العذاب الدنیا علی عذاب
الآخرة ومن ثم لما ذکر عند
عبد الله بن المبارک قال
اتذکرون رجلا عرضت علیه
الدنیا بحذافیرها نفر منها، وما
خالط الظلمة مع سؤالهم له
فی ذالک والحاحهم علیه، و
تهدیده ان لم یفعل، وما
قبل منهم شیا قط، وان قل،
ومن ثمة لما ارسل علیه
ابو جعفر المنصور بعشرة آلاف
درهم علی ید الحسین بن
القحطبة ولم یمکنه ردها
اوصی ابنه حماد انه اذا مات
ودفن یرد للحسین ففعل
فقال له رحمة الله علی ابیک

عذاب کو آخرت کے عذاب پر ترجیح دی
اس لئے جب عبد اللہ ابن مبارک کے
سامنے آپ کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا
کہ کیا تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو کہ
جس پر تمام دنیا پیش کی گئی مگر وہ اس
سے بھاگا، اور باوجود شدید مطالبہ کے
وہ ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہوا
اور ان سے ادنیٰ سی چیز بھی کبھی ہدیہ
قبول نہ کی۔ چنانچہ ابو جعفر منصور نے
جب حسین بن قحطبہ کے ہاتھ آپ کو
دس ہزار درہم بھجوائے اور آپ ان کو
واپس نہ کر سکے تو آپ نے اپنے بیٹے حماد
کو نصیحت کر دی کہ جب میں مرجاؤں
اور دفن ہو جاؤں تو وہ حسین کو واپس
کر دینا۔ چنانچہ انھوں نے یہ وصیت پوری
کر دی تو انھوں نے کہا کہ خدا تمہارے
باپ پر رحم کرے وہ اپنے دین کے
معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ اور انھوں
نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف اسی
وقت بلانا شروع کیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ ہوا۔ حالانکہ

لقد كان شجيعا على دينه وما
اشتغل بالدعوة اى بدعوة
الناس الى مذهبه الا بالا
شارة النبويه فى المنام اليه
ليدعوهم الى مذهبه بعد ما
قصد الانزواء والاستخفاء عنهم
تواضعا واحتقارا لنفسه عن ان
يجعل لها حظا او يروى منها
او لها فعلا حسنا يستحق ان
يجعل دعايته الناس الى الاقتداء
والعمل به، فلما جاء الاذن ممن
فوضت اليه قسمة خزائن الله
تعالى على مستحقيها علم ان
ذٰلك امر حتم لابد منه فدعا
الناس اليه حتى ظهر مذهبه
وانتشر وكثرت اتباعه وخذلت
حساده ونفع الله به شرقا وغربا
وعجما ورزق حظا وافرا فى اتباعه
فقاموا بتحرير اصول مذهبه
وفروعه، وامعنوا النظر فى منقوله
ومعقوله حتى صار بحمد الله

پہلے آپ کا پکا ارادہ تھا کہ اس امر کو
لوگوں سے پوشیدہ رکھیں، اور یہ محض آپ
کی تواضع تھی کیونکہ آپ نہ چاہتے تھے کہ
نفس کو کوئی حظ حاصل ہو یا آپ ایسے
افعال کریں جن کی بنا پر آپ عامۃ الناس
کے مقتداء اور پیشوا بن سکیں۔ لیکن
جب خدا کی رحمت کے خزانے بانٹنے والے
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے اجازت آگئی تو آپ سمجھ گئے کہ یہ
معاملہ قطعی اور یقینی ہے تو آپ نے لوگوں کو
دعوت مذہب دی اور آپ کا مذہب پھیل گیا
اور متبعین کی کثرت ہوئی اور اللہ نے مشرق
مغرب، عرب و عجم کو آپ کے فیض سے مستفیض
کیا۔ پھر آپ کے متبعین آپ کے اصول کی
توضیح و تشریح میں مصروف ہوئے حتی کہ
بحمد اللہ وہ محکم و مفید ہو گیا۔ اس کی
تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ
آپ کے والد ثابت کو بچپن میں حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں دعاء
کے لئے لایا گیا تو انھوں نے ان کے
اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعاء

محکم القواعد معدن الفوائد
ويؤيد ذالك ما حكاه بعض
اصحاب المناقب ان ثابتا والده
اتى به وهو صغير لعلى كرم الله
وجهه الكريم فدعا له بالبركة
ولذريته فكان ما اؤتيه ابوحنيفة
من بركة تلك الدعوة وما استظل
بحائط المديون حين اتاه متقاضيا
تورعا منه عن ان يرتفق بشيء
من اثار هدية واعلاما المدينين
انه لا يرغب في رفق منه فان
قبوله منه وان قل بطريق الشرع
ينافي كمال المرؤة والورع و
محاسن الاخلاق وكان له رحمه
الله من ذلك، ومن تجنب
الشبهة ما امكنه الحظ الوافر
من ثم تصدق بجمع مال اتى
به وكيله اليه لما خلط به ثمن
ثوب معيب بيع حال كونه
مخفيا عيبه من بائعه فهو
وان لم يكن عليه اثم لجهله

کی۔ چنانچہ یہ سب کچھ اسی دعاء کا فیضان
تھا۔ جب آپ کسی مقروض سے قرض
وصول کرنے آتے تو اس کی دیوار کے سایہ
میں بھی نہ بیٹھتے۔ کیونکہ آپ اس کے کسی
ہدیہ کو اس صلے میں قبول کرنا پسند نہ
فرماتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنا شرعاً کمال
مروت اور تقویٰ اور حسنِ اخلاق کے
منافی ہے۔ آپ حرام اور شبہ حرام سے پوری
احتیاط کرتے۔ اس لئے جب آپ کا ایک
وکیل کپڑے کے اس معیوب تھان کو خریدنے
والے کے مطلع کئے بغیر بیچ کر قیمت لایا تو
آپنے اس کے اور اس کے ساتھ بیچے ہوئے
تمام کپڑے کی قیمت صدقہ کردی۔ اب اگرچہ
ان پر اس کا کچھ وبال نہ تھا کیونکہ یہ لاعلمی
کی صورت میں ہوا۔ مگر چونکہ یہ مال مشتبہ
تھا اس لئے اس سے احتراز ضروری ہوا
کپڑا خریدنے والے سے لیکر پیسے اس لئے
واپس نہ کئے گئے کہ خریدنے والے کا پتہ
نہ چل سکا۔ باب التوبہ میں تفصیل سے اس
کا ذکر آئے گا۔ کہتے ہیں کہ یہ مال تیس ہزار
کا تھا۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے

لکن فیہ شبہۃ ما وانما لم یرد ثمنہ لمشتریہ ویستردہ کانہ للجہل بالمشتری مع الیأس من العلم بہ فتصدق بہ لما یأتی مبسوطا فی باب التوبۃ قیل وکان المال ثلاثین الفا ووقع لہ نظائر ذلک متعددۃ کما فی کتب المناقب"

واقعات آپ کے ساتھ پیش آئے جن کا ذکر کتب مناقب میں ہے۔

ومن عظیم ورعہ وزھدہ ما مر من قصۃ الجاریۃ التی اراد ان یشتریہا۔

آپ کے عظیم زہد و تقوی کی مثال اس باندی خریدنے کا واقعہ ہے جو گزر چکا۔

ومن ذلک ایضا انہ ترک لحم الغنم، لما فقدت شاۃ فی الکوفۃ الی ان علم موتہا لانہ سال عن اکثر ما تعیش فقیل لہ سبع سنین فترک اکل لحمہا سبع سنین تورعا منہ لاحتمال ان تبقی تلک الشاۃ الحرام، فیصادف اکل شیٔ منہا فیظلم قلبہ اذ ھذا ھو شان اکل الحرام وان انتفی الاثم للجہل بعین الحرام ولاجل ذلک فاز اھل الورع بما سبقوا بہ غیرھم من نور القلوب وتاھلھم لشہود

آپ کے زہد کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ کوفہ میں ایک بکری گم ہوگئی تو آپ نے معلوم کیا کہ ایک بکری زائد سے زائد کتنا عرصہ زندہ رہ سکتی ہے تو پتہ چلا کہ سات سال چنانچہ آپ نے اس مدت میں بکری کا گوشت کھانا ترک کر دیا کہ مبادا اسی حرام بکری کا گوشت ہو اور اس کو کھا کر دل پر سیاہی آتے کیونکہ اکل حرام کا یہی نتیجہ ہے۔ اگرچہ لاعلمی کی صورت میں کوئی گناہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متقی اور پرہیزگار حضرات نور قلبی میں سب سے آگے آگے ہیں پھر وہ حضرات محبوب میں حاضر باش

المحبوب وقيامهم في خدمته بحسب طاقتهم واعراضهم عن القواطع عنه طوق مقدرتهم وليس ماذكر من مناقب هذا الامام مراد به حصر مناقبه فيه بل هو قطرة من بحر لا ساحل له"

ہیں اور اس حضوری میں مخل چیزوں سے مقدور بھر بچتے ہیں۔ امام صاحب کے جو مناقب ذکر کئے گئے ان سے مراد آپ کے مناقب کا حصر کرنا نہیں بلکہ یہ تو بحر ناپیدا کنار کا ایک قطرہ ہے۔

ومن غررها انه صلى الفجر بوضوء العشاء اربعين سنة، فقيل له ما الذي قواك على هذا قال اني دعوت الله باسمائه على حروف المعجم وهي مجموعة في كل من ايتين الاولي محمد رسول الله الى آخر سورة الفتح، والثانية ثم انزل عليكم من بعد الغم امنة نعاسا الآية في سورة آل عمران وانه كان يختم في رمضان ستين ختمة، ختمة بالليل وختمة بالنهار الى غير ذلك من مناقب آخر

آپ کے فضائل مشہورہ سے یہ بھی ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اس کی کیونکر توفیق ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا کو اس کے ناموں سے حروف معجم کے مطابق پکارا اور وہ اسماء ان دو آیتوں میں جمع ہیں پہلی تو محمد رسول اللہ ﷺ سے اخیر سورۂ فتح تک دوسری ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا۔ سورۂ آل عمران کی مکمل آیت۔ آپ رمضان میں ساٹھ قرآن ختم کرتے۔ تیس دن میں اور تیس رات میں۔ ان کے علاوہ آپ کے بہت مناقب ہیں جن کا شمار کرنا دشوار ہے

لم يسم تعداده فرحمه الله ورضي الله عنه وارضاه و جعل جنات الفردوس متقلبه ومثواه انتهى كلام مختصر الاحياء مع شرحي له وبه يعلم براءة الامام الغزالی حجة الاسلام مما نسب اليه من التعصب حاشاه الله منه"

اللہ ان پر رحم کرے اور ان سے راضی ہو اور ان کو راضی کرے اور جنات فردوس میں ان کا ٹھکانا کرے۔ مختصر الاحیاء کا کلام میری شرح کے ساتھ ختم ہوا اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام غزالی حجۃ الاسلام پر تعصب کا جو الزام لگایا گیا ہے اس سے آپ بری ہیں خدا آپ کو اس الزام سے دور رکھے۔

المقدمة الثانية

في بيان امور يعم نفعها، ويقبح بالطالب جهلها اذبه يقع في ورطة عظيمة ومهواة قبيحة غير مستقيمة فتعين ايرادها اولاً وايضاح ماله بها تعلق مجملا ومفصلاً منها عليك ايها الموفق ان أردت النجاة في الآخرة والسلامة من خطر الوقيعة في احد من اولياء الله تعالى وارث نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم ان تعتقد أن كل واحد من الائمة المجتهدين و العلماء العاملين على هدى من الله ورضوان، وانهم كلهم مأجورون في سائر الحالات باتفاق أئمة النقل والبرهان"

دوسرا مقدمہ

اس میں ایسے امور کا بیان ہے جن کا نفع عام ہے اور طالب علم کی ان سے ناواقفیت بری ہے کیونکہ اس ناواقفی کے باعث انسان عظیم غلطی اور کج روی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ضروری ہوا کہ ہم اسے اجمال اور پھر تفصیل سے بیان کریں تاکہ اے صاحب توفیق تیری نجات آخروی کا سامان ہو۔ اور تو خدا کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وارث اولیاء اللہ کی شان میں فروگذاشت کرنے سے محفوظ رہے۔ اور تمام ائمہ مجتہدین علماء و عاملین کے بارے میں اعتقاد رکھے کہ وہ سب ہدایت اور رضائے الٰہی پر ہیں اور وہ سب بہ اتفاق ائمہ تمام حالات میں ماجور ہیں۔

وقد روى البيهقي انه صلى الله عليه وسلم قال مهما

بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب

أوتيتم من كتاب الله فالعمل
به فلا عذر لاحد في تركه فان
لم يكن في كتاب الله فسنة
ماضية مني، فان لم تكن سنة
مني فما قال اصحابي ان اصحابي
بمنزلة النجوم في السماء فايما
اخذتم به اهتديتم واختلاف
اصحابي لكم رحمة ففيه اخباره
صلى الله عليه وسلم باختلاف
المذاهب بعده في الفروع
من منذ زمن اصحابه الذي
هو زمان الهدى والارشاد
المشهود له من مشرفهم
بانه خير القرون على الاطلاق
ويلزم من اختلافهم اختلاف
من بعدهم لان كل صحابي
مشهور بالفقه والرواية
اخذ بقوله ومذهبه جماعة
ومع ذلك رضي به صلى الله
عليه وسلم واقرهم عليه و
مدحهم حتى جعل نفس

تمہارے پاس اللہ کی کتاب آئے تو
اس پر عمل کرنا ضروری ہے اس کے
چھوڑنے میں کسی کو گنجائش عذر نہیں
اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت
نافذ ہے۔ ورنہ میرے اصحاب کا فرمان
میرے اصحاب آسمان کے ستاروں کی
مانند ہیں تو جس کا دامن تھام لوگے
ہدایت پاؤں گے۔ میرے صحابہؓ کا اختلاف
تمہارے لئے باعث رحمت ہے۔ اس
حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ خبر دی ہے کہ میرے بعد مذاہب میں
فروعی اختلافات ہوں گے اور یہ اختلافات
صحابہؓ ہی کے زمانے سے ہوں گے اور
یہ زمانہ رشد و ہدایت کا زمانہ تھا جس
کے لئے خیر القرون ہونے کی گواہی دی گئی
اور جب صحابہ میں اختلاف ہوگا تو ان کے
بعد والوں میں اختلاف کا ہونا لازمی
ہے۔ کیونکہ ہر وہ صحابی جو فقہ و روایت
میں مشہور ہے اس کا قول ایک جماعت
نے قبول کیا۔ ان تمام چیزوں کے باوجود
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف

ذلك الاختلاف رحمة للامة
وخيرهم في الاخذ لقول من
شاء وامن اصحابه اللازم له
الاخذ بقول من اراد وامن
المجتهدين بعدهم الجارين
على منوالهم والسالكين
لمسالكهم في اقوالهم وافعالهم
وقد اقر صلى الله عليه وسلم
اختلاف اصحابه في وقائع جرت
لهم في زمنه ولم يعترض
احدا فيما قاله ورآءه مخالفاً
لما قاله نظيره ورآءه كما يشهد
بذلك وقائع كثيرة شهيرة "

من ذلك قصة اختلافهم
في اسرى بدر فابو بكر ومن تبعه
اشاروا بالخذ الفداء ومنهم و
عمر ومن اتبعه اشاروا القتلهم
نحكم صلى الله با الاول ونزل
القرآن بتفصيل الرأى الثاني
مع تقرير الرأى الاول نفيه
اوضح دليل على تصويب الرائين

اختلاف رضامندی کا اظہار کیا بلکہ صحابہ
کی اس پر تعریف کی اور اس اختلاف کو
امت کے لئے باعث رحمت قرار دیا۔
اور امت کو اختیار دیا کہ صحابہ میں سے
جس کے قول پر چاہیں عمل کریں اسکا لازمی
نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کے بعد مجتہدین امت
میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کر لینا
جائز رہا کیونکہ یہ حضرات صحابہ ہی کے
نقش قدم پر ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے زمانہ میں واقع ہونے والے
واقعات میں صحابہؓ کو ان کے اختلافات پر
باقی رکھا اور کسی کی نہ مخالفت فرمائی اور
نہ ہی اعتراض کیا چنانچہ اس سلسلے میں
بہت سے مشہور واقعات شاہد ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی صحابہؓ کا بدر
کے قیدیوں میں اختلاف ہے۔ ابوبکرؓ اور ان
کے ساتھیوں نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا
مشورہ دیا۔ جبکہ عمرؓ اور ان کے ساتھیوں
نے قتل کر ڈالنے کا حکم دیا تو حضورؐ نے
پہلے قول پر فیصلہ دیا اور قرآن نے دوسری
رائے کو صحیح قرار دیتے ہوئے دوسری

وان كلا من المجتهدين مصيب ولو كان الرأى الاول خطائم يحكم به صلى الله عليه وسلم وقد اخبر تعالى بانه عين حكمه بقوله لولا كتاب من الله سبق وطيب الفداء بقوله تعالى فكلوا مما غنمتم حلالا طيبًا وانما وقع العتب على اختيار غير الافضل»

ومن ثم كان اكثر مايقع الترجيح فى المذاهب بالنظر الى الافضل من حيث قوة الادلة والقرب من الاحتياط والورع وذلك فى مسائل معدودة - لا من حيث مجموع المذهب واما بالنظر الى التصويب فكله صواب وحق لا شبهة فيه»

ومن هذا كانت طريقة الصوفية اعدل الطرق وافضلها وهى الاخذ بالاشد والاحوط

رائے کو افضل قرار دیا۔ دونوں آراء کے صحیح ہونے کے سلسلہ میں یہ بہت واضح دلیل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مجتہد صحیح ہیں۔ اگر پہلی رائے غلط ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مطابق فیصلہ نہ فرماتے خود اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ یہ فیصلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ارشاد فرمایا کہ " لولا کتاب من اللہ سبق الخ اور فدیہ کو حلال فرمایا اور فرمایا کہ جو مال غنیمت ہاتھ لگا ہے اسے کھاؤ اور تمہارے واسطے حلال وطیب ہے اور عتاب غیر افضل کو اختیار کرنے پر ہوا اس لئے مذہب میں اکثر و بیشتر ترجیح افضلیت کے لحاظ سے واقع ہوتی ہے جو قوت دلائل، قرب احتیاط، اور ورع کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ یہ معدودے چند مسائل میں ہے مجموعی طور پر تو سب ہی صحیح ہیں

اسی وجہ سے صوفیاء کرام کا راستہ اعدل ترین طریقہ اور افضل ترین طریقہ ہے۔ صوفیاء کا طریقہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ

في كل مسئلة بحيث يخرجون
من جميع الاقاويل ويأتون
بعبادة مجمع على صحتها ويوافق
ذلك قول أئمتنا بحسن الخروج
من كل خلاف لم يضعف
مدركه ولم يخالف سنة
صحيحة اي مخالفة صريحة
لا يمكن تاويلها وقد صرحوا بانه
يسن الوضوء من كل ما قيل فيه
انه ناقض، وكان ابن سريج يغسل
اذنيه مع وجهه ويمسحهما مع
رأسه ويمسحهما منفردتين
احتياطا في الكل وخروجا من
الخلاف"

ومن ذلك ايضا قصة اختلافهم
في قوله صلى الله عليه وسلم حين
اراد غزو بني قريظة لا يصلين
احد الظهر الا في بني قريظة
فانهم لما خرجوا من المدينة
اليهم وقد ضاق وقت الظهر
اختلفوا فصلى جماعة منهم

میں اشد اور احوط کو اختیار کیا جائے
وہ چاہتے ہیں کہ تمام اقوال سے ہٹ کر
ایسی عبادت کریں جس کی صحت پر سب
کا اتفاق ہو۔ یہ بات ہمارے آئمہ
کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ ہر
ایسے اختلاف سے پرہیز اچھا ہے کہ
جس کا بانی ضعیف نہ ہو اور وہ قول
سنت، صریحہ، کے ایسا مخالف نہ ہو
کہ قابل تاویل ہی نہ ہو اس لئے تصریح
کی گئی ہے کہ ہر وہ چیز جس کو ناقص وضو
بتایا گیا ہے اس کی وجہ سے وضو کر لینا
مسنون ہے ابن سریج اپنے کان چہرے کے
ساتھ دھوتے تھے اور سر کے ساتھ ان کا
مسح بھی کرتے تھے۔ اسی سے صحابہؓ کے
اختلاف کا وہ واقعہ ہے جو اس وقت
پیش آیا جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے بنو قریظہ سے جنگ کا ارادہ فرمایا آپ نے
فرمایا کہ تم سے کوئی شخص بھی نماز ظہر نہ پڑھے
مگر بنو قریظہ میں پہنچ کر اب جب صحابہؓ مدینہ
سے نکلے تو نماز ظہر کا وقت تنگ ہو گیا اب
ایک جماعت نے تو نماز ظہر راستہ ہی میں

الظهر خشية خروج وقتها واحتجوا بانه صلى الله عليه وسلم انما قال ذلك تحريضا على الاستعجال ولم يرد اخراج الصلوٰة عن وقتها فاستنبطوا من النص معنى بينوا به ان الحصر فى قوله الا فى بنى قريظة اضافى لا حقيقى وامتنع اخرون عن صلاة الظهر الى ان وصلوا بنى قريظة بعد دخول وقت العصر واحتجوا بانه صلى الله عليه وسلم اطلق الحصر ولم يبينه وكان المراد به حقيقته ثم بلغه اختلافهم وفعلهم فلم ينكر على احد من الفريقين و اقر كلا على ما فهمه اشارة الى ان الكل مجتهدون مأجورون على هدى من الله تعالى فلا لوم على احد منهم ولا ينسب اليه خلل ولا تقصير لا سيما مع استحضار لقوله

ادا کرلی کہ وقت نہ نکل جائے اور دلیل یہ قائم کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان محض اس لئے تھا کہ ہم تیز چل کر جلد پہنچنے کی کوشش کریں۔ اب انہوں نے نص سے یہ استنباط کیا کہ حضور علیہ السلام کے قول الا فی بنی قریظہ میں حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔ دوسری جماعت نے نماز ادا نہ کی اور بنو قریظہ میں پہنچ کر ادا کی حتیٰ کہ عصر کا وقت داخل ہو چکا تھا انہوں نے یہ استنباط کیا کہ آپ نے حصر مطلق رکھا اور اس میں کچھ توضیح نہ فرمائی۔ پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کسی پر ناراضگی نہ فرمائی اور ہر ایک کے فعل کو صحیح قرار دیا اس میں اشارہ تھا کہ ہر دو فریق مجتہد ہیں اور اپنے اجتہاد میں ماجور عند اللہ ہیں۔ سب ہدایت یافتہ ہیں ان میں سے کسی پر نہ تو ملامت ہے اور نہ کسی پر الزام و تقصیر ہی ہے بالخصوص جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو پیش نظر رکھا جائے کہ تم جس کو بھی اپنا مقتدا بنا لو گے ہدایت

صلی اللہ علیہ وسلم فایما اخذتم
بہ اهتدیتم فجعل الکل
مهتدین فکیف مع ذلك ینسب
لاحد منهم خطأ او تقصیر و
اخرج ابن سعد والبیهقی عن
ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ قال
کان اختلاف اصحاب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم رحمۃ للناس
واخرج ابن سعد عن عمر بن
عبد العزیز رضی اللہ عنہ انہ
قال ما یسرنی باختلاف اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حمر النعم رواہ البیهقی بلفظ
ما یسرنی ان اصحاب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم لم یختلفوا لانهم
لو لم یختلفوا لم یکن رخصۃ۔

یافتہ ہو جاؤ گے آپ نے سب کو ہدایت
یافتہ فرمایا تو اب کسی کو کیونکر خطا وار
قصور وار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ ابن سعد
اور بیہقی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لئے
رحمت تھا، ابن سعد نے عمر بن العزیز
سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف میرے
نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے
اور بیہقی نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا
کہ اگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف
نہ کرتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی کیونکہ اگر
اختلاف نہ ہوتا تو لوگوں کے لئے
رخصت نہ ہوتی۔

ولما اراد هٰرون الرشید
ان یعلق موطا مالك فی الکعبۃ
ویحمل الناس علی ما فیہ قال
لہ مالك لا تفعل یا امیر المؤمنین
فان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

جب ہارون رشید نے ارادہ کیا کہ
امام مالک کی موطا کو کعبہ میں آویزاں
کرائے اور لوگوں کو اس کی تعلیم پر
ابھارے تو امام مالک نے منع کیا اور
کہا کہ اے امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ

عليه وسلم اختلفوا في الفروع و
تفرقوا في البلدان وان اختلاف
العلماء رحمة من الله تعالى على
هذه الامة، كل تتبع ما صح
عنده وكل مصيب وكل على
هدى فقال له هرون وفقك
الله يا ابا عبد الله ووقع له
ذلك مع المنصور ايضاً، لما
اراد ان يرسل الى كل مصر نسخة
من كتب مالك ويامرهم ان
يعملوا بما فيها ولا يتعدوه
الى غيره فقال له مالك لا تفعل
هذا فان الناس قد سبقت
اليهم اقاويل وسمعوا احاديث
ورووا روايات واخذ كل قوم
بما سبق اليهم ودانوا به من
اختلاف الناس فدع الناس
وما اختار اهل كل بلد منهم
لانفسهم وبما تقرر يظهر اتجاه القول
بان كل مجتهد مصيب"
وان حكم الله تعالى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
فروع میں مختلف تھے اور علماء کا اختلاف
اس امت کے لئے باعث رحمت ہے
جس کے نزدیک جو بات صحیح ہے وہ اسکی
اتباع کرتا ہے اور سب حق و ہدایت پر ہیں
تو ہارون نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ خدا
تمہیں توفیق دے یہی واقعہ آپ کو
منصور کے ساتھ پیش آیا۔ جب منصور
نے ارادہ کیا کہ ہر شہر میں موطا کا ایک نسخہ
بھیج دے اور حکم دے کہ اس پر عمل کیا
جائے اور کسی کتاب پر عمل نہ کیا جائے تو امام
مالک نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کریں کیونکہ
لوگ بہت سے اقوال سن چکے ہیں اور ان
تک بہت سی احادیث پہنچ چکی ہیں اور
وہ مختلف روایات کر چکے ہیں اور ہر قوم
نے اس قول پر عمل کیا جو اس تک پہنچا۔
تو جس شہر کے لوگوں نے جو مذہب اختیار
کیا ہے ان کو اس پر چھوڑ دیجئے۔ اس
تقریر سے اس قول کی وجہ معلوم ہوگئی کہ
کہ ہر مجتہد حق پر ہے۔
اللہ کا ہر حکم ہر واقعہ میں ظن مجتہد

فی کل واقعة تابع لظن المجتهد وهو احد القولین للائمة الاربعة ونسب ترجیحه لاکثر الشافعیة والحنفیة والباقلانی ولا ینافیه الخبر الصحیح المصرح بان للمصیب اجرین" وللمخطئ اجر لانه محمول کما قال الحافظ الجلال السیوطی علی ان المخطئ من المجتهدین انما اخطأ فی عدم ادراکه الافضل والاولی کما عتب علی الصحابة فی اختیار الفداء لانه غیر الافضل مع انه حکم صواب"

کے تابع ہے اور یہ آئمہ اربعہ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے اس کی ترجیح اکثر شافعیہ، اور حنفیہ اور باقلانی کی طرف منسوب ہے اس کے مخالف یہ حدیث صحیح نہیں کہ مصیب کو دو ثواب ملیں گے اور مخطی کو ایک کیونکہ یہ بقول حافظ جلال الدین سیوطیؒ اس پر محمول ہے کہ خطا کرنے والے مجتہد نے افضل و اولیٰ کے پہچاننے میں خطا کھائی جیسے کہ صحابہ کو فدیہ اختیار کرنے پر ہوا۔ کیونکہ وہ افضل نہ تھا۔ اگرچہ صحیح تھا۔

وقد قال الفقهاء فیمن صلی رباعیة الی اربع جهات کل رکعة الی جهة بالاجتهاد لا قضاء علیه مع القطع بان ثلاث رکعات منها الی غیر القبلة"

فقہا نے فرمایا کہ جس شخص نے چار رکعت والی نماز اجتہاد سے چار مختلف سمتوں میں اس طرح پڑھی کہ ہر سمت میں ایک رکعت تو اس پر قضاء نہیں حالانکہ یہ قطعی بات ہے کہ تین رکعات قبلہ کی طرف نہ ہوئیں۔

واختلف اجتهاد عمر رضی الله عنه فی الحد یقضی فیه

حضرت عمرؓ کا اجتہاد حد کے بارے میں مختلف ہوا جس میں آپ نے

بقضايا مختلفة وكان يقول ذلك على ما قضينا وهذا على ما نقضي»

مختلف فیصلے دیئے آپ فرماتے تھے کہ یہ فیصلہ ہم دے چکے ہیں اور اب یہ فیصلہ دیتے ہیں۔

واخرج البيهقي مرسلا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقضي القضاء وينزل القرآن بغير ما قضى فيستقبل حكم القرآن ولا يرد قضاءه الاول انتهى»

بیہقی نے مرسلا روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما دیتے تھے اور قرآن میں اس کے خلاف فیصلہ صادر ہوتا تو آپ قرآن کا فیصلہ قبول فرماتے لیکن آپ اپنے فیصلہ کو بھی واپس نہ لیتے بیہقی کے اس قول پر اعتراض ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد خطا سے بچا ہوا ہے اور اس میں صواب ہی متعین ہے، ہاں دوسروں کے اجتہاد میں یہ بات نہیں۔

وفيما قاله واستدل به نظر واضح لا سيما ما ذكره آخرا اذا اجتهاده صلى الله عليه وسلم معصوم من الخطاء على الصواب بخلاف اجتهاد غيره»

ونقل الكردري عن الشافعي رحمه الله ان المجتهدين القائلين بحكمين متباينين بمنزلة رسولين جا آ بشريعتين مختلفتين وكلاهما حق و صدق»

کردری نے امام شافعیؒ سے روایت کی دو مجتہد جو دو مختلف قول کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دو رسول دو مختلف شریعتیں لے کر آئے وہ دونوں حق اور صحیح ہیں۔ امام مازری کہتے ہیں کہ یہ کہنا کہ حق دونوں طرف ہے اکثر اہل تحقیق

وقال الامام المازری القول بان الحق فی طرفین هو ما علیه اکثر اهل التحقیق من العلماء والمتکلمین وهو مروی عن الآئمة الاربعة واحتجوا بانه صلی الله علیه وسلم جعل له اجرا ولو لم یصب لم یؤجر۔

علماء اور متکلمین کا مذہب ہے اور یہی آئمہ اربعہ سے منقول ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطا کار کو ماجور قرار دیا اور اگر وہ فی الواقع حق پر نہ ہوتا تو ماجور کیوں ہوتا اب رہی یہ بات کہ حدیث میں اس کو خطا کیوں کہا گیا۔

واجابوا عن اطلاق الخطا فی الخبر بانه محمول علی من ذهل عن النص واجتهد فیما لا یسوغ الاجتهاد فیه من القطعیات مما خالف الاجماع فان مثل هذا اذا اتفق الخطاء فیه هو الذی یصح اطلاق الخطاء فیه"

واما من اجتهد فی مسئلة لیس فیه نص ای قاطع ولا اجماع فلا یطلق علیه الخطاء واطال الامام المازری فی تقریر ذلک۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو نص کی طرف سے غیر متوجہ رہا اور ایسی اشیا میں اجتہاد کیا جس میں اجتہاد جائز نہ تھا مثلاً قطعیات، جن میں اجماع کی مخالفت ہو کیونکہ ان جیسے مسائل میں اجتہاد کیا جس میں نہ تو نص قطعی ہے اور نہ اجماع تو اس پر خطا کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ امام مازری نے اس کی مفصل تقریر کی۔

وفی الشفا لعیاض القول بتصویب المجتهدین هو الحق

شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ مجتہدین ثواب پر ہیں ہمارے نزدیک

والصواب عندنا = وقد قال صاحب جمع الجوامع والمتکلمون علیہ ونعتقد ان اباحنیفۃ ومالکا والشافعی واحمد و السفیانین والاوزاعی وابن جریر وسائر آئمۃ المسلمین علی ھدی من اللہ تعالی ، ولا التفات الی من تکلم فیھم بما ھم بریئون منہ ، فقد أوتوا من العلوم اللدنیہ و المواھب الالٰھیہ والاستنباطات الدقیقۃ والمعارف العزیزۃ والدین، والورع والعبادۃ ، و الزھادۃ ، والجلالۃ بالمحل الذی لایسامیٰ انتھیٰ "

بھی حق وصواب یہی ہے صاحب جمع الجوامع نے کہا اور متکلمین کا بھی یہی قول ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، دونوں سفیان، اوزاعی اور ابن جریر اور باقی تمام ائمہ مسلمین ہدایت پر ہیں جن لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے ہیں وہ اعتراضات قابل التفات نہیں اور یہ حضرات ان سے بری ہیں کیونکہ یہ حضرات علوم الدنیہ، مواہب الٰہیہ دقیق استنباط، قیمتی معارف ، دین ورع ، عبادۃ ، زہد اور جلالت شان میں وہ مقام رکھتے ہیں جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ورأی بعض الائمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسالہ عن اختلاف المجتھدین ، فقال کل فی اجتھادہ مصیب فذکر لہ الرائی قول ابی حنیفۃ المجتھدان مصیبان والحق فی واحد وقول

کسی امام نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ مجتہدین کے اختلاف کی کیا حیثیت ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اجتہاد میں حق پر ہے تو اس شخص نے عرض کی کہ ابو حنیفہ فرماتے ہیں دونوں

الشافعي المجتهد ان مصيب ومخطي معفوعنه، فقال صلى الله عليه وسلم هما قريبان في المعنى وان كانا مختلفان في اللفظ فقلت ايهما اولى بالاخذ من الفريقين فقال صلى الله عليه وسلم كلاهما على الحق»

مجتہد صواب پر ہوتے ہیں مگر حق ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور امام شافعی کا قول ہے کہ دونوں مجتہد صواب پر ہیں اور خطا کار کو معاف کیا جائے گا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں قول معنی میں قریب ہیں اگرچہ الفاظ میں مختلف ہیں تو اس نے دریافت کیا کہ کس فریق کے قول پر عمل کرنا چاہیئے تو آپ نے فرمایا کہ دونوں حق پر ہیں۔

ومنها عليك ايضا ان تعتقد ان اختلاف آئمة المسلمين من اهل السنة والجماعة في الفروع نعمة كبيرة ورحمة واسعة وفضيلة واضحة وله سرّ لطيف ادركه العلماء العاملون وعمي عنه الجاهلون، حتى قال بعضهم ان النبي صلى الله عليه وسلم جاء بشرع واحد فمن اين مذاهب اربعة، ووجه ذلك ان الله تعالى خص هذه الشريعة برفعه عن اهلها الآصار والاثقال التي كانت

آپ کو یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ آئمہ مسلمین اہل سنت وجماعت کا فروعی اختلاف بڑی نعمت ہے اور عظیم رحمت ہے اور اس میں لطیف بھید ہے جس کو علماء عاملین نے پالیا اور جاہل اس سے اندھے رہے۔

حتیٰ کہ بعض کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی شریعت لیکر آئے تو یہ مذاہب اربعہ کہاں سے آگئے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شریعت کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بوجھ جو دوسری

علی الامم قبلھا کتحتم القصاص فی شریعۃ موسیٰ علیہ السلام لانہ ارسل بالجلال الصرف وتحتم الدیۃ فی شریعۃ عیسیٰ علیہ السلام والتخییر بینھما فی شریعتنا۔ وکقرض محل النجاسۃ من البدن فی شرعھم وغسلھا بالماء فی شرعنا۔ ومن ثمۃ استعظموا نسخ القبلۃ. وککتبھم فانھا لا تقرأ الا علی حرف واحد وکتابنا یقرا علی حروف سبعۃ بل عشرۃ کل ذلک لقولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" وقولہ عز قائلا "وما جعل علیکم فی الدین من حرج"

شریعت کے ماننے والوں پر تھے اس امت سے اٹھا لئے گئے ہیں۔ جیسا قصاص کا متعین ہونا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں کیونکہ آپ محض شان جلالی کے ساتھ مبعوث کئے گئے۔ اور عیسیٰ کی شریعت میں دیت متعین تھی اور ہماری شریعت میں دونوں چیزوں کا اختیار ہے یا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں مقام نجاست کا کاٹ ڈالنا اور ہماری شریعت میں اس کا پانی سے دھوڈالنا اسی لئے قبلہ کی تبدیلی ان پر گراں گذری یا انکی کتابیں کہ وہ ایک ہی قرأت پر پڑھی جاتی ہیں اور ہماری کتاب سات پر بلکہ دس قراتوں پر پڑھی جاتی ہے۔ یہ صرف اسلئے کہ خدا کا فرمان ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں۔ نیز فرمایا اللہ نے تم پر دین میں کچھ حرج اور تنگی نہیں رکھی۔

وقال صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

طرکہ متناع النسخ فی شریعۃ الیھود وجوازہ فی شرعنا ومن ثمۃ استعظموا

لہ اور جیسے یہود کی شریعت میں نسخ کا نہ ہونا اور ہماری شریعت میں ہونا۔

بعثت بالحنيفة السمحة، فمن سماحتها ويسرها ورفع الاصار عنها وقوع اختلاف آئمتنا في الفروع لكون المذاهب على اختلافها كشرائع متعددة حتى لا يضيق الامر عليهم بالتزام شئ واحد وحتى يثاب كل عامل بمذهب صحيح و يمدح عليه وحتى ان من راى له فسحة في غير مذهبه جاز له بشرطه الانتقال اليه والعمل به وبكل هذه نعمة عظيمة الموقع واسعة الرزق لا سيما وهي موذنة بغاية رفعته صلى الله عليه وسلم وتميزه على بقية الانبياء بالتوسعة لاجله على امته بتخييرهم في الامر الواحد بالعمل بكل ما فيه سهولة لهم لتصويب كل مجتهد منهم ومدحه وان فرض خطوه وقد قرر السبكي ان جميع الشرائع السابقة

کہ میں آسان شریعت حنفیہ دیکر بھیجا گیا ہوں اور اس کی آسانی کی شکل یہی ہے کہ ہمارے آئمہ نے فروع میں اختلاف کیا۔ کیونکہ مذاہب کا اختلاف متعدد شریعتوں کے مانند ہے اور یہ اس لئے کہ ایک ہی چیز کے لازم کر دینے سے دشواری اور تنگی ہو جاتی ہے پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہر مذہب پر عمل کرنے والے کو اجر دیا جائے گا اور اس کی ستائش کی جائے گی حتی کہ اگر کوئی شخص دوسرے امام کے مذہب میں آسانی پائے تو اس کی شرائط کے ساتھ وہ اس کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہو سکتا ہے اور یہ سب عظیم نعمتیں ہیں، بالخصوص یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان اور آپ کی امتیازی حیثیت کے ہم پلہ ہے کہ آپ کی خاطر امت پر فراخی کی گئی ہے کہ ان کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک ہی چیز پر وہ جس طریقہ میں سہولت پائیں عمل کریں، کیونکہ ان میں سے ہر مجتہد مصیب ہے اور اس کی تعریف کی گئی ہے اگر اس کی خطا کا امکان بھی ہے۔ سبکی نے ثابت کیا

رائع له صلى الله عليه وسلم و
لانبياء صلوات الله عليهم
ا النواب عنه لانه نبي وآدم
بين الروح والجسد، فهو اذ ذلك
نبي الانبياء وهذا هو معنى
قوله صلى الله عليه وسلم بعثت
الى الناس كافة فهو مبعوث
الى الخلق كلهم من لدن آدم
الى قيام الساعة انتهى واذا تقرر
ان شرائع الانبياء شرائع له
زيادة فى تعظيمه، فالشرائع
التى استنبطها اصحابه وتابعوهم
باحسان من اقواله وافعاله على
تنوعها شرائع متعددة له من
باب اولى خصوصا وقد اخبر بوقوعها
ووعد بالهداية على
الاخذ بها ورضى بها ومدحنا عليها
وجعل ذلك رحمة اى رحمة و
منة اى منة كما مر بيان ذلك
ومن ثمة لما جعل اختلاف هذه
الامة رحمة اخبر بان اختلاف

ہے کہ تمام پچھلی شریعتیں حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی شریعت میں موجود ہیں اور
دیگر انبیاء کرام علیہ السلام آپ کے نائبین کے
مانند تھے کیونکہ آپ اس وقت نبی ہو چکے تھے
جبکہ ابھی آدم آب و گل ہی کے درمیان تھے
اور یہی آپ کے اس فرمان کا مقصد ہے
کہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا
ہوں گویا آپ تمام مخلوق کی طرف رسول
ہیں از آدم تا قیام قیامت۔ جب یہ ثابت
ہو گیا کہ تمام شرائع آپ کی شریعت میں
ہیں آپ کی عظمت کی زیادتی کے لئے تو
وہ شرائع جو آپ کے صحابہ اور تابعین نے
آپ کے اقوال سے مستنبط کی ہیں وہ باوجود
اختلاف کے آپ ہی کی شریعت ہیں آپ نے
ان شرائع کے پیدا ہونے کی خبر دی
اور ان پر عامل ہونے والوں سے ہدایت کا
وعدہ فرمایا۔ اور اس پر راضی ہوئے اور
ہماری تعریف کی اور اس کو عظیم رحمت
اور احسان قرار دیا جیسا کہ اس کا بیان
گذرا اور چونکہ اس امت کے اختلاف
کے رحمت ہونے کی خبر دی اس لئے

الامم السابقة هلاك وعذاب اي لانهم لم يوسع لهم كما وسع لهذه الامة فكان اختلافهم محض كذب، وتقول على انبيائهم بما هم بريئون منه ومنها ياكد عليك غاية التاكد الذي لا رخصة فيه ان لا تفضل بعض المذاهب على بعض يودي الى تنقيص المفضل عليه فان ذلك يودي الى المقت والخزي في الدنيا و الآخرة وسيأتي عن الله تعالى انه قال من اذى لي وليا فقد اذنته بالحرب وعلماء المسلمين العاملون كلهم اولياء الله تعالى من غير شك ولا ريب وكثيرا ما يودي التفضيل الى الخصام القبيح بين السفهاء ومن لا خلاق بهم ولا دين ولا تقوى الى ان يظهر من بعضهم قبيح العصبية وحمية الجاهلية ويفضي ذلك بهم الى ترجيح

سابقہ امتوں کے اختلاف کو باعث ہلاکت ہونے کو بتایا کیونکہ ان کے لئے یہ وسعت اور گنجائش نہ رکھی گئی تھی تو ان کا اختلاف محض جھوٹ اور انبیاء پر بہتان تراشی تھا جس سے وہ قطعاً بری تھے۔

اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کسی ایک مذہب کو دوسرے پر اس انداز سے ترجیح نہ دیں جس سے مذہب مرجوح کی توہین و تنقیص ہوتی ہو کیونکہ یہ دنیا و آخرت دونوں کی رسوائی کا باعث ہے عنقریب اس حدیث قدسی کا بیان آئے گا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی کو ایذا پہنچائی تو میں نے اس سے اعلان جنگ کر دیا۔ اور مسلمانوں کے علما بلا شبہ اولیاء اللہ ہیں، کبھی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے سلسلے میں، بے وقوف بے نصیب، خدا ناترس لوگوں میں سخت جھگڑا ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ وہ جاہلانہ حمیت و عصبیت کے مظاہرے کر بیٹھتے ہیں

نحبهم ونعظمهم بما نرجوبه
ان نحشر معهم على الارائك
ان من احب قوما حشر معهم
كما اخبر به مورثهم و
مشرفهم وكفى من انتقص
احدا منهم ان يحرم
هذه المرافقة فى ذلك
المجمع الاكبر وان ينادى
عليه فيه هذا عدوّ اولياء
الله فليس له الّا الخزى و
العذاب " فى الحشر "

محبت رکھے گا اس کا حشر اسی کے سا
ہوگا، جو شخص ان ائمہ میں سے کسی کی تو
کرتا ہے تو اس کے لئے سزا کے طور پر یہ
کافی ہے کہ وہ اس عظیم اجتماع (قیامت
میں انکی صحبت سے محروم کیا جائے گا
اور خدا کے دوستوں کا دشمن کہہ کر پکارا
جائے گا تو اس کے حصے میں رسوائی اور
عذاب کے سوا کیا آئے گا۔

المقدمة الثالثة
فيما ورد من
تبشير النبي صلى الله عليه وسلم بالامام ابي حنيفة رحمه الله

اعلم ان اعظم ذلك واجله واصحه واكمله ما اخرجه البخاري ومسلم عن ابي هريرة وابو نعيم عنه والشيرازي والطبراني عن قيس بن سعد بن عبادة والطبراني عن ابن مسعود رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لو كان العلم عند الثريا لتناوله رجال من ابناء فارس ولفظ الشيرازي وابي نعيم لو كان العلم معلقا عند الثريا ولفظ الطبراني عن قيس لا تناله العرب لناله رجال من ابناء فارس ولفظ مسلم لو كان الايمان عند الثريا لتناوله رجال من

تیسرا مقدمہ ان روایات میں
کہ جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حنیفہؒ کی بشارت دی۔

ان سب سے زائد واضح اور کامل وہ روایت ہے جو، بخاری، مسلم نے ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ ہی سے ابو نعیم نے، اور شیرازی اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم اگر ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کو اولاد فارس میں سے کچھ لوگ حاصل کرتے۔ شیرازی اور ابو نعیم نے الفاظ یہ ہیں کہ "اگر علم ثریا سے لٹکا ہوتا" اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ عرب اگرچہ اس کو حاصل نہ کر سکتے لیکن اولاد فارس کے کچھ لوگ حاصل کر لیتے، حافظ محقق جلال الدین سیوطی

ابناء فارس قال الحافظ المحقق
الجلال السيوطي هذا أصل
صحيح يعتمد عليه في البشارة بابي
حنيفة رحمه الله وفي الفضيلة
التامة له نظير الحديث الذي
في مالك رحمه الله وهو قوله
صلى الله عليه وسلم يوشك ان
يضرب الناس اكباد الابل يطلبون
العلم يجدون اعلم من عالم
المدينة والحديث الذي في
الشافعي رحمه الله وهو قوله
صلى الله عليه وسلم لا تسبوا
قريشا فان عالمها يملأ الارض
علما وهو حديث حسن له
طرق كثيرة وزعم بعضهم
وضعه وزيفوه وشنعوا على
زاعمه ومخترعه قال العلماء
عالم المدينة في الحديث
الاول مالك وعالم قريش
في الحديث الثاني الشافعي قال
بعض تلامذة الجلال دواجزم

نے کہا کہ یہ حدیث ابوحنیفہؒ کی بشارت
میں اصل صحیح ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث
امام مالک کی فضیلت میں وارد ہوئی
اور وہ یہ ہے کہ قریب ہے کہ لوگ
اونٹوں پر سوار ہو کر تلاش علم میں نکلیں
گے تو مدینہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم
نہ پائیں گے۔ یا جیسے کہ ایک حدیث امام
شافعیؒ کی فضیلت میں وارد ہوئی کہ
قریش کو گالی نہ دو کیونکہ ان کا عالم زمین
کو علم سے بھر دے گا۔ یہ حدیث حسن ہے
اور کثیر سندوں سے مروی ہے بعض
لوگوں کا گمان ہے کہ یہ حدیث ضعیف
ہے چنانچہ انھوں نے اس کے واضع کو
برا بھلا کہا ہے۔ علماء فرماتے ہیں پہلی
حدیث میں عالم مدینہ امام مالکؒ ہیں۔
اور دوسری میں عالم قریش امام شافعیؒ
ہیں۔ جلال الدین سیوطی کے بعض
شاگردوں کا کہنا ہے کہ ہمارے شیخ
نے اس بات کا یقین کیا کہ اس
حدیث سے مراد ابوحنیفہؒ ہی ہیں کیونکہ
ان کے زمانے میں ابنائے فارس سے

به شیخنا من ان الامام اباحنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاهرٌ لاشك فیه لانه لم یبلغ احد ای فی زمنه من ابناء فارس فی العلم مبلغه ولا مبلغ اصحابه و فیه معجزة ظاهرة للنبی صلی الله علیه وسلم حیث اخبر بما سیقع ولیس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم وهم الفرس وسیاتی ان جد الامام ابی حنیفة منهم علی ما علیه الاکثرون، وفی خبر عن الدیلمی خیر العجم فارس قال الجلال وبهذا الخبر ای المتفق علی صحته یستغنی عن الخبر الموضوع المروی فی حق ابی حنیفة رحمه الله قال تلمیذه المذکور اشار شیخنا بهذا الی رد ما ذکره بعض اصحاب المناقب ممن لیس له درایة بعلم الحدیث فان

کوئی شخص ان کا سا مبلغ علم نہ رکھتا تھا بلکہ ان کے شاگردوں کے مبلغ کا بھی مدمقابل نہ تھا۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری معجزہ ہے کہ آپ نے آئندہ ہونے والی بات کی خبر دیدی اور فارس سے مراد خاص شہر نہیں ہے بلکہ عجمی قوم ہے جن کو فارسی کہتے ہیں، ابھی ہم بتائیں گے کہ ابو حنیفہؒ کے دادا فارسی ہی تھے اور یہی اکثر کا قول ہے۔

دیلمی کی ایک حدیث میں ہے۔ کہ عجمیوں میں بہتر فارسی ہیں جلال الدین فرماتے ہیں کہ اس متفق علیہ صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے گھڑنت احادیث کی ابو حنیفہؒ کے فضائل میں ضرورت نہیں رہتی جلال الدین کے شاگرد کا کہنا ہے کہ ہمارے شیخ کا ارشاد اصحاب مناقب کی بیان کردہ اس روایت کی جانب ہے جس کے سلسلہ رواۃ میں کذاب اور وضاع راوی ہیں۔ اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ میری امت میں ایک شخص ابو حنیفہ نامی ہوگا وہ قیامت تک

فی سندہ کذابین وضاعین و
لفظ خبرهما یکون فی امتی
رجل یقال لہ ابو حنیفة
النعمان ھو سراج امتی الی
یوم القیامة وفی لفظ یکون فی
امتی رجل اسمہ النعمان وکنیة
ابو حنیفة ھو سراج امتی ھو
سراج امتی، وفی لفظ سیاتی
من بعدی رجل یقال لہ نعمان
بن ثابت ویکنی اباحنیفة یحیی
دین اللہ تعالیٰ وسنتی علی یدیہ
وفی لفظ فی کل قرن من امتی
سابقون وابو حنیفة سابق
ھذہ الامة »

میری امت کا سورج ہے اور ایک روایت
میں ہے کہ میری امت میں ایک شخص
ہوگا جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہؒ
ہے وہ میری امت کا سورج ہے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ میرے
بعد عنقریب ایک شخص آئے گا جس کا
نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہؒ
ہوگی وہ اللہ کے دین اور میری سنت کو
زندہ کرے گا۔ اور ایک روایت میں
ہے کہ ہر صدی میں سابقین ہوں گے
اور ابو حنیفہؒ تمام امت کے سابق
ہیں۔

وفی لفظ عن ابن عباس
رضی اللہ عنهما یطلع بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بدر علی جمیع خراسان یکنی
بابی حنیفة »
وفی لفظ اخر عنہ ان الرای
لحسن وانہ یکون بعدنا رای

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام
خراسان پر ایک چاند طلوع کرے گا۔
جس کی کنیت ابو حنیفہؒ ہے اور انہی سے
روایت ہے کہ رائے اچھی ہے اور بیشک
ہمارے بعد رائے حنیف ہوگی جس
سے تابقائے اسلام احکام جاری ہوں

حنيف يجري به الاحكام ما بقي
الاسلام وانه كرايئنا واحكامنا
يقوم به رجل يقال له نعمان
بن ثابت الكوفي ويكنى بابي
حنيفة وهو من اهل الكوفة
جهيد في العلم والفقه يصرف
الاحكام على وجهها حنيفي
الدين والراي الحسن" وفي
لفظ عن ابن سيرين انه لما
قص عليه منامه الاتي قال له
اكشف عن ظهرك ويسارك
فكشف فرأى بين كتفيه
اوعضد يساره خالا فقال
صدقت انت ابوحنيفة الذي
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم في حقه يخرج من امتي
رجل يقال له ابوحنيفة بين
كتفيه خال،،

وفي رواية على يساره
خال يحيي دين الله تعالى
وسنتي على يديه وهذه كلها

گے اور بے شک وہ ہماری رائے اور
احکام کی طرح ہوں گے اس کا بانی
ایک شخص ہوگا جس کو نعمان بن ثابت
کوفی کہا جائے گا اور اس کی کنیت ابوحنیفہؒ
ہوگی وہ اہل کوفہ سے ہوگا علم وفقہ
میں پوری کوشش کرنے والا ہوگا
احکام کو ان کے صحیح طریق کے موافق
چلائے گا دین حنیفی اور رائے رکھے
گا اور ابن سیرین کے الفاظ یہ ہیں۔

جب انھوں نے اپنا خواب
بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا کہ آپ اپنی
پیٹھ اور بائیں بازو کھولئے آپ نے
کھولا تو آپ کے دونوں شانوں یا بائیں
بازو کے قریب تل تھا تو بول اٹھے
کہ آپ نے سچ کہا آپ ہی ابوحنیفہ
ہیں جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت
میں ایک شخص ابوحنیفہ نامی ہوگا جس
کے شانوں کے درمیان تل ہوگا اور
ایک روایت میں ہے کہ بائیں بازو
پر تل ہوگا۔ وہ اللہ کے دین اور

موضوعات لا تروج علی من
له ادنی المام بنقد الحدیث
وقد اوردها ابن الجوزی فی
الموضوعات واقره الذهبی
وشیخنا الحافظ الجلال السیوطی
فی مختصریهما والحافظ ابوالفضل
شیخ الاسلام ابن حجر فی لسان
المیزان وتبعهم الامام الحافظ
الذی انتهت الیه ریاسته
مذهب ابی حنیفة فی زمنه
الشیخ قاسم الحنفی ومن ثمّة
لم یورد شیا منها ائمة الحدیث
الذین صنفوا فی مناقبه کالطحاوی
وصاحب طبقات الحنفیه
محی الدین القرشی وآخرین
کلهم حنفیون ثقات اثبات
نقاد لهم اطلاع کثیر انتهی
حاصل کلام تلمیذ الجلال
رحمهما الله تعالی ومن
اطلع علی ما یاتی فی هذا الکتاب
من احوال الامام ابی حنیفة

میری سنت کو زندہ کرے گا یہ سب
حدیثیں موضوع ہیں جس کو تھوڑا سا
بھی فن تنقید حدیث سے لگاؤ ہے
اس کے سامنے یہ نہیں چل سکتیں
ابن جوزی نے ان کو موضوعات کی
فہرست میں رکھا ہے۔ ذہبی اور ہمارے
شیخ حافظ جلال الدین نے اپنی اپنی
مختصر میں اس کی تائید کی اور حافظ
ابوالفضل شیخ الاسلام ابن حجر نے
لسان المیزان میں بھی تائید کی اور ان
کی اتباع کرتے ہوئے امام حافظ مذہب
ابوحنیفہؒ کے رئیس اعظم شیخ قاسم حنفیؒ
نے بھی تائید کی۔ اس لئے ائمہ حدیث
جنھوں نے آپ کے مناقب لکھے انھوں
نے اس قسم کی کوئی حدیث نہ لکھی مثلاً
طحاوی، اور صاحب طبقات حنفیہ
محی الدین قرشی وغیرہم اور یہ سب حنفی،
پختہ علم والے نقاد ہیں ان کی معلومات
وسیع ہیں، یہ تھا حاصل جلال الدینؒ
کے کلام کا خلاصہ جس شخص کو امام ابوحنیفہؒ
کے اخلاق وکرامات، سیرت وکردار کے

وكراماته واخلاقه وسيرته علم .
انه غنی عن ان يستشهد علی
فضله بخبر موضوع او لفظ موضوع
لا سيما مع ما تقرر من حديث
البخاری ومسلم وغيرهما المحمول
علی ابی حنيفة كنظرائه من
العجم وممن هو اعلی منه
واجل كسلمان فارسی رحمه الله
ومما يصلح للاستدلال
به علی عظم شان ابی حنيفة
رحمه الله ما روی عنه صلی
الله عليه وسلم انه قال ترفع
زينة الدنيا سنة خمسين
ومائة ومن ثمة قال شمس
الائمة الكردری بفتح الكاف
ان هذا الحديث محمول
علی ابی حنيفة لانه مات
تلك السنة رحمة الله
عليه »

متعلق اس کتاب سے معلوم ہوگا وہ
سمجھ لے گا کہ آپ کی شان گھڑنت اور
موضوع روایت کی محتاج نہیں،
بالخصوص اس حدیث کی موجودگی
میں جو بخاری ومسلم نے روایت کی
جس کا مصداق ابو حنیفہؒ اور ان کے
امثال ہیں یا وہ جو ان سے اعلی اور
بزرگ تر ہیں جیسے سلمان فارسی
رحمۃ اللہ۔

ابو حنیفہؒ کی شان میں حضور
علیہ السلام کے اس ارشاد سے بھی
استدلال ہو سکتا ہے کہ دنیا کی
رونق سنہ ایک سو پچاس میں اٹھ
جائے گی اسی لئے شمس الائمہ کردری
(کاف کے زبر سے) نے فرمایا کہ یہ حدیث
ابو حنیفہ پر صادق آتی ہے کیونکہ آپ
ہی کا اس سنہ میں انتقال ہوا۔
رحمۃ اللہ علیہ۔

"الفصل الاوّل فی بیان الاسباب الحاملة علی تالیف هذا الکتاب"

پہلی فصل ان اسباب کے بیان میں جن کی وجہ سے یہ کتاب تالیف ہوئی

الاول ماجاء عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم بسند حسن بل ذکرہ مسلم فی مقدمة صحیحه وابن خزیمة فی صحیحه قالت امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ننزل الناس منازلهم وفی روایة للخرائطی انزل الناس منازلهم فی الخیر والشر وفی اخری انزلوا الناس منازلهم وداؤوا الناس بعقولکم وجاء عن علی کرم الله وجهه من انزل الناس منازلهم رفع المؤنة عن نفسه"

پہلے تو وہ روایت ہے جس کی راوی حضرت عائشہؓ ہیں اور جس کی سند حسن ہے بلکہ مسلم نے اس کو اپنی صحیح کے مقدمہ میں۔ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو ان کے مقام پر رکھیں اور خرائطی کی ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو ان کے مقام پر رکھو، بھلائی میں بھی اور برائی میں بھی اور ایک روایت میں ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مقام پر رکھیں اور لوگوں کو اپنی عقلوں سے دیکھیں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جس نے لوگوں کو ان کے مقام پر رکھا وہ بری الذمہ ہے دوسرے یہ کہ خطیب نے اپنی تاریخ اور ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی منتظم میں چند ایسی چیزوں کا ذکر کیا ہے جو ابو حنیفہؒ کی شایان شان

الثانی" انه وقع فی تاریخ الخطیب ومنتظم

ابی الفرج بن الجوزی ذکر
اشیاء تنافی کمال ابی حنیفۃ
رحمہ اللہ علی ان الخطیب
ذکر من فضائلہ بعد ذلک
باسانید المشہورۃ ما یبہر
العقل ذکرہ بل کل من جاء
بعدہ انما یستمد فی ترجمۃ
الامام منہ" وکذلک وقع
فی المنخول المنسوب للامام
الغزالی حجۃ الاسلام ذکر
اشیاء من ذلک" وانما قلنا
المنسوب لانہ لم یصح نسبتہ
جمیع ما فی ھذا الکتاب الیہ
فیحتمل ان تکون تلک الالفاظ
الشنیعۃ اختلفت علیہ بدلیل
انہ مدحہ فی کتاب احیاء علوم
الدین المتواتر عنہ بما یلیق
بکمال ابی حنیفۃ رحمہ اللہ
واجاب بعض المحققین من
الحنفیۃ کما مر بانہ بتقدیر
صدور ھذا من الغزالی

نہیں لیکن اس کے بعد خطیب نے آپ کے
کمالات میں چند چیزیں مشہور اسانید سے
ذکر کی ہیں، یہ چیزیں محیر العقول ہیں
بلکہ ان کے بعد والے علماء امام صاحب
کے حالات بیان کرنے میں اس سے
مدد لیتے ہیں اسی طرح منخول (جو امام
غزالی کی طرف منسوب ہے) میں چند
چیزیں مذکور ہیں۔ منسوب اس لئے
کہا گیا ہے کہ اس کی تمام باتیں امام
کی نہیں، اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ
یہ ناموں الفاظ امام غزالی کے نہیں
بلکہ کسی نے ان کے سر تھوپ دیئے
ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ تو اپنی
کتاب احیاء علوم الدین (جس کی نسبت
ان کی طرف تواتر سے ثابت ہے) میں
ان کے حسب شان ان کی تعریف کرتے
نظر آتے ہیں احناف کے محققین علماء
نے جواب دیا ہے کہ اگر بالفرض یہ
کتاب غزالی ہی کی ہے تو یہ اُن کے
ابتدائی حالات کی تصنیف ہے آپ
ابتداء میں متعصب فقہا کی تردید میں

فهو في حال ابتداء امره حين
كان شان الفقهاء المتعصبين
فلما تولى عن ذلك وظهر اخلاقه
ووصل الى ما وصل اليه من
الكمالات رجع عن ذلك وذكر
الحق في كتاب الاحياء كما
يدل لذلك قوله فيما حدث
من الخلافيات والمجادلات
فيها والتحريرات والتصنيفات
فاياك وان تحوم حولها فاجتنبها
اجتناب السم القاتل فانه الداء
العضال وهو الذي رد الفقهاء
كلهم لطلب المنافسة والمباهاة
على ما سيأتيك تفصيل غوائلها
وآفاتها وهذا الكلام ربما يسمع
من قائله فيقال الناس اعداء
ما جهلوا ولا تظنن ذلك فعلى
الخبير سقطت واقبل هذه
النصيحة ممن ضيع عمره فيه
زمانا وزاد فيه على الاولين
تصنيفا وتحقيقا وجدلا وبيانا

مشغول تھے لیکن جب اخلاق کے
اعلیٰ مراتب پر فائز ہو گئے اور معراج
کمالات پر پہنچ گئے تو ان باتوں سے
رجوع فرما کر جو حق بات تھی اپنی کتاب
احیاء دین میں لکھدی چنانچہ آپ نے
پیدا شدہ اختلافات اور اختلافی
تصنیفات کے بارے میں فرمایا کہ ان
سے اس طرح پرہیز کرو جیسے زہر قاتل
سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لاعلاج
مرض ہے اور یہی چیز وہ ہے جس میں
فقہائے بحث اور مباحثہ سے رد کا
ہے چنانچہ اس کے مصائب و نقصانات
کا بیان ہم کریں گے۔ بسا اوقات
یہ بات سننے والے کہہ دیتے ہیں کہ
جو چیز لوگ نہیں جانتے اس کے دشمن
بن جاتے ہیں" لیکن آپ یہ خیال نہ
کریں کیونکہ یہ ایسے تجربہ کار شخص کی
نصیحت ہے جس نے اس دشت کی
سیاحی میں اپنی عمر کا ایک طویل حصہ
گنوا دیا اور تصنیف و تالیف، تحقیق
و تمحیص میں اپنے اسلاف پر گوئے

ثم الهمه الله تعالى رشده و
اطلعه على عيبه فهجره واشتغل
بنفسه انتهى» وكذلك وقع
كما مر بسط الكلام فيه من
بعض المتعصبين ممن يسمى
بالغزالي حتى ظن انه الامام
حجة الاسلام وليس كذلك
وانما هو شخص آخر مجهول له
تاليف مستقل في الحط الشنيع
على ابي حنيفة رحمه الله مع
نزاهته وبراءته عما نسب اليه
فيه على انه غير بعيد ان بعض
الزنادقة والمحرومين من
الخير اختلق ذلك ونسبه الى
ذلك الامام الكبير والعلم
الشهير الذي هو حجة الاسلام
ليروج على الناس ما افتراه
فكان بسبب ذلك ممن اضله
الله واعماه فحينئذٍ تعين على
كل من قدر على تزييف ما
في الكتب وتسفيهه ان يبطل

سبقت لے گیا پھر اللہ نے اس کی
رہبری فرمائی اور اس کو اس کے عیوب
دکھائے تو اس نے اس مشغلہ کو چھوڑ
دیا اور اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا۔
اور یہ کام کسی متعصب کا ہے جس کا
نام غزالی ہے اور جس کو حجۃ الاسلام
سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ نہیں
یہ تو ایک مجہول شخص ہے جس نے ایک
مستقل کتاب لکھی ہے جس میں امام
صاحب کی توہین کی ہے۔ اور امام
صاحب ان تمام اعتراضات سے
بری ہیں جو اس کتاب میں آپ پر
لگائے گئے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے
کہ بعض بے دینوں نے یہ الزام
حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کے سر تھوپ
دیا ہو تاکہ لوگ اس کے دھوکے میں
آجائیں تو ایسا شخص اپنی اس حرکت
سے گمراہ اور ہدایت الٰہی سے اندھا
ہوگیا۔ اس کام کے بعد اب اس
کتاب کو اور اس میں لکھی باتوں کو
غلط سمجھنا چاہئے اور اس کے گھڑنے

جمیع ما فیها وان یکذب واضعها
ومختلفیها بما اطبق علیه العلماء
المعتبرون والائمة المجتهدون
من تعظیم ذلك الامام الاعظم
والحبر المقدم امتثالا للاحادیث
السابقة واللاحقة»

الثالث تبین خطا المتعصبین
فی قولهم ما تکلمنا فی ابی حنیفة
وغیره الا لان ذلك متعین علیه
علینا لتباین احوال الرجال
وتمایز اوصافهم التی علیها
مدار الروایة والنقد والکمال
وکلامهم هذا من منوال کلام
الخوارج الذی قال فیه علی کرم
الله وجهه الکریم لما احتجوا
علیه به کلمة حق ارید بها باطل
فکذلك کلام اولئك کلام حق
فی نفسه لکن ارید به باطل
وای باطل ان لم یعتمدوا فی
ذلك الا علی کلمات صدرت
من بعض معاصریه فی حقه

والوں کی تکذیب وتردید کرنی چاہئے
کیونکہ علماء مجتہدین اور ائمہ کرام سب
ہی امام اعظم کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔
تاکہ آپ کے بارے میں وارد شدہ
سابق ولاحق احادیث کے ماننے والے
قرار پائیں۔ تیسرے یہ کہ جب ان
متعصب لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ
ابوحنیفہؒ اور ان جیسے دیگر حضرات
کی شان میں آپ نے جو کہا ہے وہ غلط
ہے اور آپ خطا پر ہیں تو وہ کہتے ہیں
کہ صاحب ہمیں تو ان کے بارے میں
یہی معلومات بہم پہنچ چکی ہیں۔ کیونکہ
اس کا دارومدار راویوں پر ہے جن کی
روایات مختلف ہوتی ہیں ان کی یہ
بات خوارج کے اس قول کی طرح ہی
جس کے جواب میں حضرت علیؓ نے
کہا تھا کہ بات تو حق ہے مگر ارادہ اس
سے باطل کا ہے اسی طرح ان لوگوں کی
بات تو ٹھیک ہے مگر اس سے مقصود
غلط ہے۔ اور باطل وغلط کیوں نہ ہو
کیونکہ انھوں نے محض ان باتوں پر بھروسہ

حسد الہ علی ما اتاہ اللہ من
فضلہ ام یحسدون الناس علی
ما اتاھم اللہ من فضلہ وکذا
صدر من بعض من جاء بعدہ
کلمات تسبوھا الیہ لا تصدر
ممن لہ ادنی کمال بل دین
ولیس قصدھم الا تشینہ
واخمال ذکرہ ویابی اللہ الا
ان یتم نورہ ولو کرہ المشرکون
وکفاھم فی زجرھم ونکالھم
ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بسند جید ایما رجل
اشاع علی رجل بکلمۃ وھو منھا
بریٔ یشینہ بھ فی الدنیا کان
حقا علی اللہ تعالی ان یحبسہ
فی جہنم حتی یاتی بنفاذ ما قال
وفی روایۃ صحیحۃ من قال
فی مومن بما لیس فیہ اسکنہ
اللہ تعالی ردغۃ الخبال حتی
یخرج مما قال ولیس بخارج
وردغۃ الخبال لفتح فسکون

کرلیا جو امام صاحب کے بعض معاصرین
نے ان کی شان میں کی تھیں اور یہ ان کا
حسد بیجا تھا کہ عطائے الہی پر کیونکر حسد
کیا جا سکتا ہے اسی طرح ان کے بعد میں
آنے والے بعض حضرات نے کچھ ناگفتنی
کلمات ان کی طرف منسوب کردیتے ہیں
جو ایک صاحب کمال تو کیا بلکہ ایک
متدین انسان سے بھی متصور نہیں اور
اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ امام صاحب پر
عیب لگایا جائے اور انکی شہرت پر زد
آئے۔ لیکن خدا اپنے نور کو پورا ہی کر کے
رہے گا چاہے مشرک کتنا ہی برا کیوں نہ
منائیں، ان لوگوں کی تردید کو یہ حدیث
ہی کافی ہے جو سند صحیح سے مروی ہے کہ
جس شخص کسی شخص کی جانب سے ایسی
بات مشہور کر دی، جس سے وہ فی الواقع
بری ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں اسوقت
تک قید رکھے گا جب تک وہ شخص اپنی
کہی ہوئی بات کو سچ نہ کر دکھلائے۔ اور
ایک روایت صحیحہ میں ہے کہ جس نے کسی
مومن کے بارے میں ایسی بات کہی

الدال المهملة فمعجمة فخاء
معجمة مفتوحة فموحدة
عصارة اهل النار كما في
حديث مرفوع"

الرابع تبين انه رحمة
الله كسائر ائمة الاسلام ممن
صدق عليهم قوله تعالى الا
ان اولياء الله لاخوف عليهم
ولاهم يحزنون الذين امنوا
وكانوا يتقون لهم البشرى
في الحيوة الدنيا وفي الآخرة
ووجه ذلك الصدق ان كلا
من اولئك الائمة المجتهدين
والعلماء العاملين صحت عنه
كمالات باهرة للعقول واحوال
وكرامات لا ينكرها الا المعاند
الجهول فهم الاولياء على
الحقيقة والجامعون بين
الحقيقة والشريعة واذ قد
تمهد ذلك فمنتقص احد منهم
ممن حقت عليه كلمة

جس سے وہ بری ہو اللہ اس شخص کو جہنم
والوں کے پیپ میں رکھے گا حتی کہ وہ اس
سے نکلنے کی راہ پیدا کرلے اور وہ راہ
پیدا نہیں کر سکے گا۔

چوتھے یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
ان ائمہ اسلام میں ہیں جو خدا کے اس
فرمان کا مصداق ہیں کہ "آگاہ ہو جاؤ
بلا شبہ اللہ کے اولیاء کو نہ ڈر ہے اور
نہ غمگین ہوں گے جو ایمان لائے اور
تقویٰ کرتے تھے ان کے لئے بشارت
ہے دنیا اور آخرت کی زندگی میں۔ اور
اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ائمہ مجتہدین و
علماء و عاملین میں سے ہر ایک
محیر العقول کمالات رکھتا تھا۔ اور ان
سے ایسے احوال و کرامات کا صدور ہوتا
تھا جن کا سوائے جاہل معاند کے کوئی
انکار نہیں کر سکتا تھا تو یہ حضرات دراصل
شریعت و حقیقت کے جامع تھے۔

اس تقریر و تمہید سے واضح ہوا
کہ جو بھی ان میں سے کسی کی توہین کرے گا
راندۂ بارگاہ ایزدی ہوگا اور غضب

الظن ددا المقت کیف وھو قد ا دخل نفسہ فیما لا طاقۃ لہ بہ من محاربۃ اللہ تعالی ورسولہ ومن حارب اللہ ھلک ھلاکا ابدیا نعوذ باللہ من ذلک"

الٰہی کا مستحق بنے گا۔ کیونکہ ایسے شخص نے خدا سے جنگ مول لی ہے اور جو اللہ سے جنگ کرے گا وہ ابدی ہلاکت میں پڑے گا۔ ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

والدلیل علی ھذا مارواہ الائمۃ البخاری وغیرہ من طرق کثیرۃ تزید علی خمسۃ عشر طریقا عن جماعۃ من الصحابۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ تعالی قال من عادی اوازل اوآذی اواھان روایات لی ولیا وفی روایۃ ولی المومنین فقد اذانتہ ای اعلمتہ بالحرب وفی روایۃ فقد استحل محاربتی وفی اخری فقد بارزنی بالمحاربۃ وقولہ لی ظرف لغو ویجوز ان یکون مستقرا لانہ حال

اس کی دلیل وہ روایت ہے جسکو بخاری و دیگر ائمہ حدیث نے پندرہ سے زائد سندوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی کی تذلیل کی یا ایذا دی، یا اہانت کی (مختلف روایات ہیں) اور ایک روایت میں ہے کہ مومنین کے ولی کی، تو میں اس سے اعلان جنگ کردوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ میری جنگ کا مستحق ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے مجھ سے اعلان جنگ کردیا۔ اللہ تعالے کا قول لی ظرف لغو ہے۔ اور مستقر بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ حال ہے، ونکرہ ہونے کی بنا پر ذوالحال سے مقدم کردیا

قدمت على صاحبها لتنكيره
والمحاربة فيه من باب يخادعون
الله وعاقبت اللص وحكمة
ايثاره المخاطبة بما ينفعهم
اذ الحرب ينشا من العداوة
الناشئة عن المخالفة وغايتها
اللازمة لها الهلاك اى من
كره من احبته عادانى وعاندنى
ومن عاندنى فقد تعرض لاهلاكى
اياه اشد الهلاك واطلق لفظ
الحرب واريد لازمها واذ قد
علمت هذا علمت ان فيه
من الوعيد الشديد والزجر الا
كيد والمنع البليغ ما يحمل
من له ادنى مسكة من عقل
فضلا عن دين على ان يتجنب
الخوض فى شي مما ينتقص به
احدا من ائمة الاسلام ومصابيح
الظلام وان يبالغ فى البعد عن
ايذائهم بوجه من الوجوه فانه
يؤذى الاموات ما يؤذى الاحياء

گیا ہے، اور اس حدیث میں محاربہ
اسی طرح ہے جس طرح یخادعون اللہ
میں مخادعۃ اور عاقبت اللص معاقبہ
ہے اور اس سے مراد ہلاکت ہے یعنی
جس نے میرے پسندیدہ بندوں کو
برا جانا اس نے مجھے دشمنی اور عناد کیا
داس نے اپنے آپ کو ورطۂ ہلاکت میں
ڈال لیا تو جنگ کا لفظ بول کر اس کا
لازمی نتیجہ مراد لیا گیا۔ جب اپنے اس
حدیث میں وارد شدہ سخت وعید کو
سن لیا تو آپ بخوبی سمجھ سکیں گے کہ
جس میں تھوڑی بہت بھی عقل ہے تو
وہ خاصان خدا کی شان میں توہین و تنقیص
کے شائبہ سے بھی اجتناب و احتراز
کرے گا اور دیندار انسان کا تو کہنا
ہی کیا؟ ایک صاحب عقل ان کی
ایذا رسانی سے دور اور بہت دور
رہے گا کیونکہ جس سے زندوں کو تکلیف
ہوتی ہے اس سے مردوں کو بھی تکلیف
ہوتی ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے اولیاء کے

وکیف یسع احد ان یقدم علی شی من ذلک واللہ تعالی یقول انی لاغضب لاولیائی کما یغضب اللیث للجرو وفی روایۃ عند الامام احمد رحمہ اللہ عن وھب بن منبہ قال قال اللہ عزوجل لموسی علیہ السلام حین کلمہ ربہ جل وعلا اعلم ان من اھان لی ولیاً فقد بارزنی بالمحاربۃ وناوانی وعرض نفسہ ودعانی الیھا وانا اسرع شی الی نصرۃ اولیائی أفیظن الذی یحاربنی ان یقاومنی او یظن الذی یبارزنی ان یعجزنی او یسبقنی او یفوتنی کیف وانا ثائر لھم فی الدنیا والآخرۃ فلا اکل نصرتھم الی غیری "

فتامل ثم تامل واحذر ان تخوض غمرۃ ھذہ اللجۃ المھلکۃ فان اللہ تعالی لا یبالی بک فی ای واد ھلکت ومن ثمۃ قال الحافظ

لئے اس طرح ناراض ہوتا ہوں جیسے شیر اپنے بچے کے لئے، امام احمدؒ نے وہب بن منبہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالٰے نے موسیٰؑ کو شرف کلام عطا فرمایا تو ارشاد کیا کہ اے موسیٰؑ یقین کرو کہ جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی تو اس نے مجھے دعوت جنگ دی اور مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ میں اپنے اولیاء کی مدد بہت جلدی کرتا ہوں۔ کیا مجھ سے جنگ کا ارادہ رکھنے والا اس گھمنڈ میں ہے کہ کہ وہ مجھ سے تاب مقابلہ رکھتا ہے یا وہ میرے قبضہ وقدرت سے باہر آسکتا ہے میں اپنے اولیاء کا انتقام دنیا وآخرت میں لوں گا اور ان کی مدد میں خود ہی کرونگا۔ تو آپ کو بار بار غور کرنا چاہیئے اور اس مہلک گہرائی میں داخل ہونے سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا آپ کی پرواہ نہ کرے گا اور آپ ہلاکت کی وادی میں پڑ جائیں گے اسی لئے حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی (کتاب الاشعری) میں فرمایا کہ

ابو القاسم بن عساكر فی كتابه تبيين كتاب المفتری فيما نسب للامام ابی الحسن الاشعری لحوم العلماء مسمومة وهتك استار منتقصيهم معلومة"

وقال ايضا لحوم العلماء سم من شمها مرض ومن ذاقها مات قال وقد جمع العلمأ فضائلهم واعتنوا بسيرهم واخبارهم فمن قرء فضائل ابی حنيفة ومالك والشافعی رحمهم الله بعد فضائل الصحابة والتابعين رضوان الله عليهم اجمعين اعتنی بها ووقف علی كريم سيرهم وهديهم كان ذلك له عملا زاكيا نفعنا الله تعالی بحب جميعهم ومن لم يحفظ من اخبارهم الا ما يذكر من قول بعضهم فی بعض علی الحسد والهفوات والغضب حرم

علماء کے گوشت زہر آلودہ ہیں اور ان کی شان میں توہین کرنے والوں کی پردہ دری طے شدہ ہے۔ نیز فرمایا کہ علماء کا گوشت زہر ہے۔ جو سونگھے گا بیمار پڑے گا اور جو چکھے گا مرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ علماء نے ان کے فضائل کو جمع کیا اور ان کی سیرتوں اور واقعات کو درخورِ اعتنا رلائے جس شخص نے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل پڑھنے کے بعد ابو حنیفہ، مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے فضائل کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے سیر و واقعات پر اطلاع حاصل کی ان سے بہترین عمل کیا خدا ہم کو ان سب کی محبت سے مستفید فرمائے اور جس نے ان حضرات کے بارے میں محض اتنا ہی جانا جتنا کہ بعض لوگوں نے ان میں سے بعض سے حسد کرتے ہوئے کہدیا اور اظہار ناراضگی کردیا تو وہ توفیق سے محروم

التوفيق ودخل فى الغيبة وحاد
عن الطريق جعلنا الله واياك
ممن يستمع القول فيتبع احسنه
امين»

الخامس ان أئمة حفاظا
ترجموا هذا الامام واطالوا
فى ترجمة قديما وحديثا
فقصدت ان انتظم فى
سلكهم لتعود على بركة
هذا الامام كما عادت
عليهم وقد روى ابن الجوزى
عن سفيان بن عيينه انه قال
عند ذكر الصالحين تنزل
الرحمة وان الخص جميع
ما ذكروه باوجز عبارة وابلغ
اشارة معرضا عن ذكر الاسانيد
معولا على ما بسطوه منها فى
كتبهم مما يزيل الشك
والترديد لاعراض الناس
عن المطولات واكبابهم
على المختصرات لمنان الهمم

رہا اور غیبت کرنے والوں میں شامل ہوا
اور جادہ مستقیم سے منحرف ہوا۔ خدا ہمیں
اور آپ کو اچھی بات کے سننے اور اس کی
اتباع کرنے والوں میں کر دے۔

پانچویں یہ کہ آئمہ حفاظ نے ان امام
کے ساتھ اظہار مہربانی کیا اور قدیم و
جدید زمانوں میں ان کے حالات کو
تفصیل سے بیان کیا۔ تو میں نے بھی
ارادہ کیا کہ میں ان کی صف میں شامل
ہو جاؤں۔ تاکہ میں بھی اس امام کی
برکت حاصل کروں جس طرح کہ ان
حضرات نے حاصل کی۔ ابن جوزی
نے سفیان بن عینیہ سے روایت کی
کہ نیکوں کے تذکرے کے وقت
رحمت نازل ہوتی ہے اور میں ان
کے کلام کا خلاصہ مختصر عبارت میں
ذکر کروں اور سندوں کے ذکر کو چھوڑ دوں
کیونکہ سندیں ان حضرات نے اپنی کتب
میں اس تفصیل سے ذکر کر دی ہیں کہ
کسی کو مجال شک نہ رہے اور یہ اختصار
اس لئے ہے کہ طویل چیزوں کو پسند کرتے

قد تقاصرت والاغراض الفاسدة
المتنافية للادأب في العلوم
قد تكاثرت فلا ترى الاذهانا
اسلت اشعة القمر يحسبها
قضبان الذهب اوغريقا في
بحر شهواتها اتى اشغلته عن
التطلع الى ادنى كمال او دب

ہیں۔ اب لوگوں کے اغراض اور انکے مقاصد
علوم سے اچھے نہیں رہے اور ان کا حال اس
شخص کا سا ہو گیا ہے جو چاند کی کرنوں کو
سونے کی سلاخیں سمجھ کر پکڑنے لگے یا اس
شخص کا سا جو شہوتوں کے سمندر میں
غرق ہو گیا ہو اور کوئی کمال حاصل نہ
کر سکے۔ اور کوئی ادب اس کو نہ مل سکے۔

"الفصل الثاني في ذكر نسبه"

اختلفوا فيه فقال اكثرهم
وصححه المحققون انه من
العجم وعليه ما اخرج الخطيب
عن عمر بن حماد ولده انه
ابن ثابت بن زوطى اى بضم الزاى
كموسى وبفتحها كسلمى ابن
ماه من اهل كابل اى بضم
الموحدة بلدة من اقليم
ناحية الهند ملكه بنو تيم
الله بن ثعلبة فاسلم فاعتقوه

دوسری فصل انکے نسب کے بیان میں

اکثر کا قول ہے اور محققین کے
نزدیک صحیح بھی ہے کہ آپ عجمی تھے اس
کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو خطیب نے
ان کے صاحبزادے حماد سے نقل کی
ہے وہ ثابت کے بیٹے ہیں اور وہ بیٹے
ہیں زوطی کے زای کے پیش سے جیسے
موسیٰ اور زبر سے بھی پڑھ سکتے ہیں جیسے
سلمیٰ بیٹے ماہ کے کابل کے رہنے والے
بل کے ضمہ سے اقلیم ہند کا ایک شہر ہے
یہ بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے غلام تھے،

وولد ثابت على الاسلام وقيل
من اهل الانبار بفتح الهمزة
ثم انتقل لنسا بفتح اوليه و
بالقصر فولد له بها ابوحنيفة
فلما ترعرع انتقل به"
وقيل من اهل ترمذ ولا مانع
انه نزل هذه البلاد الاربعة
فنقل كل ماحفظه"

وترمذ بتثليث اوله وضم
الميم وكسرها وبالذال المعجمة
مدينة على طرف جيحون،

واخرج ايضا عن اسمعيل
بن حماد اخي عمر المذكور انه
قال ان ثابت بن نعمان ابن
المرزبان اي بفتح فسكون
فضم الزاي وقد يفتح مُعرّب
الرئيس من ابناء الفارس الا
حرار والله ما وقع لنا رق
قط ذهب ثابت الى الامام علي
بن ابي طالب كرم الله وجهه
صغيرا فدعا له بالبركة وفي

اسلام لے آئے اور آزاد کر دیئے گئے
اور ثابت بحالت اسلام پیدا ہوئے
اور کہا گیا کہ آپ اہل انبار میں سے تھے
ہمزہ کی فتح سے پھر نسا کی طرف منتقل
ہوئے نون اور سین کی فتح سے الف
مقصورہ سے وہیں ابوحنیفہ پیدا ہوئے
جب وہ جوان ہوئے تو ان کے والد
ان کو لے کر منتقل ہو گئے۔ اور کہا
گیا کہ آپ ترمذ کے رہنے والے تھے
اور ان اقوال میں کچھ تضاد نہیں کیونکہ
ہو سکتا ہے کہ آپ ان چاروں شہروں
میں آئے ہیں اور ہر ایک نے اپنی یاد
داشت کے مطابق بیان کر دیا ہو۔
اور تُرمُذ کے پہلے لفظ پر تینوں حرکتیں
ہو سکتی ہیں۔ میم کو مضموم اور مکسور
دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں اور ذال
معجمہ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک شہر جیحون
کے کنارے پر ہے۔

اور اسماعیل بن حماد عمر مذکور
کے بھائی سے بھی روایت کی کہ انھوں
نے کہا کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان

ذریتہ ونحن نرجو من اللہ
ان یکون استجاب ذلک فبناو
اھدی النعمان الی علی کرم اللہ
وجھہ فالوذجا یوم النیروز ای
بفتح اولہ معرب یوم جدید
من اعیادھم فقال نوروزنا
کل یوم،

وقیل کان فی المھرجان
ای معرب محبتہ الروح ھکذا
مرکب من مھر بکسر اولہ
وجان فقال علی کرم اللہ وجھہ
مھرجونا کل یوم،

وتخالف الاخوین فی ان
والد ثابت النعمان او زوطی
وجدہ المرزبان اوماہ اجبت
عنہ بانہ یحتمل ان یکون
لکل اسمان او اسم ولقب او معنی
زوطی النعمان والمرزبان ماہ
تخالفھما فی مس الرق" یجاب
عنہ بان من اثبتہ اراد فی
الجد ومن نفاہ اراد فی الاب

یعنی زبر اسکے بعد سکون اور پھر زاء کا
ضمہ ہے اور کبھی فتح بھی پڑھا جاتا ہے
یہ لفظ معرب ہے رئیس کے معنی میں ہے
آزاد فارسی نژاد۔ اور بخدا ہم پر کبھی
غلامی طاری نہ ہوئی حضرت ثابت
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے
تو آپ نے ان کی اولاد کے لئے برکت کی
دعا دی ہمارے حق میں قبول کرلی ہے
اور نعمان نے نیروز کے دن فالودہ ہدیۃً
کیا (نیروز پہلے لفظ کی فتح سے ہے معرب
ہے ان کی عیدوں میں سے ایک نیا دن
ہے) تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا ہر دن نو
روز ہے۔ اور کہا گیا یہ واقعہ مہرگان
کے دن ہوا۔ (یہ لفظ محبۃ الروح سے
معرب ہے یہ مرکب ہے مہر پہلے لفظ
کے کسرہ سے اور جان سے، تو حضرت علیؓ
نے فرمایا کہ ہمارے لئے ہر دن مہرجان
ہے اور دوسروں کے اختلاف کہ ثابت
کے والد نعمان تھے یا زوطی اور ان کے
دادا مرزبان تھے یا ماہ تھے۔ میں نے
یہ جواب دیا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ

الذی هو ثابت لکن قال ولد
لاسمعیل المذکور انهم موالی
وان السبی من کابل هو ثابت
فاشترته امراۃ من بنی یتم اللہ
فاعتقته، وقیل ثابت بن طاؤس
بن هرمز ملک بن ساسان،
وقیل انہ عربی فزوطی من
بنی یحییٰ بن زید بن اسد" و
فی نسخۃ ابن راشد الانصاری
ورد وقد رجح جماعۃ من
اصحاب المناقب ما مرعن
حفیدیه فانهما اعرف بنسب
جدهما،

ہر شخص کے دو نام ہوں یا ایک نام ہو
اور ایک لقب یا زوطی کے معنی نعمان
ہوں اور مرزبان کے معنی ماہ ہوں۔
اور غلامی کے بارے میں ان دونوں
بھائیوں کا اختلاف تو اس کا جواب یہ
دیا گیا ہے کہ جس نے غلامی ثابت کی ہے
تو اس نے دادا میں غلامی کو ثابت کیا
ہے اور جس نے اس کا انکار کیا ہے
تو باپ میں انکار کیا ہے جن کا باپ
ثابت ہے۔ لیکن اسمٰعیل مذکور کے
بیٹے کا کہنا ہے کہ وہ لوگ غلام تھے
اور یہ بھی کہا کہ ثابت کو کابل سے قید
کیا گیا اور ان کو بنو تیم اللہ میں سے
ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ثابت بن طاؤس
بن ہرمز بنو ساسان کے بادشاہ تھے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ عربی تھے اور زوطی
بنو یحییٰ بن زید بن اسد سے تھے۔ اور ابن راشد انصاری کے نسخہ میں ہے کہ
اصحاب مناقب کی ایک جماعت نے اس چیز کو ترجیح دی جو ان کے پوتوں سے
مروی ہے کیونکہ وہ اپنے دادا کے نسب کو زائد جاننے والے ہیں۔

"الفصل الثالث في مولده

الاكثرون على انه ولد
سنة ثمانين بالكوفة في
خلافة عبد الملك بن مروان
وردوا ما شذ به بعضهم انه
ولد سنة احدى وستين"

تیسری فصل ان کی پیدائش کے بیان میں

اکثر علماء کے بیان کے مطابق
آپ عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت
میں ۸۰ھ میں بمقام کوفہ تولد ہوئے اور
علماء نے اس قول کی تردید کی ہے کہ
آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

"الفصل الرابع في اسمه"

اتفقوا على انه النعمان وفيه
سر لطيف اذا اصل النعمان الدم
الذي به قوام البدن ومن
ثمة ذهب بعضهم الى انه
الروح فابوحنيفة رحمه الله
به قوام الفقه ومنه منشا مداركه
وعويصاته، أو نبت[1] احمر طيب

چوتھی فصل اُن کے نام کے بیان میں

تمام تر علمأ کا اتفاق ہے کہ آپ کا نام
نعمان تھا اور اس میں ایک لطیف نکتہ ہے
وہ یہ کہ نعمان کے معنی لغت میں اس خون
کے ہیں جس سے بدن کا قوام ہوتا ہے
اور اسی وجہ سے بعض علمائے نے کہا کہ اس
لفظ کے معنی روح کے ہیں تو معنی یہ ہوئے
کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کا قوام

---

[1] یا سرخ گھاس ہے خوشبودار جسے گل لالہ یا ارغوان کہتے ہیں۔ ۱۲۔

الريح الشقيق أو لا رجوان بضم الهمزة فابوحنيفة رحمه الله طابت خلاله وبلغ الغاية كماله أو فعلان من النعمة فابوحنيفة نعمة الله على خلقه وتحذف ال عند التنكير والنداء والاضافة وحذفها لغير ذلك نادر"

وقال ابن مالك حذفها واثباتها سيان واعترض على ان كنية ابوحنيفة مونث حنيف وهو الناسك او المسلم لان الحنف الميل والمسلم مائل الى الدين الحق * قيل سبب تكنيته بذلك ملازمته للدواة المسماة حنيفة بلغة العراق"

وقيل كانت له بنت تسمى بذلك" ورد بانه لا يعلم له ولد ذكر ولا انثى غير حماد" واخرج الخطيب وغيره عنه بسند فيه انقطاع لا يكنى

ہے اور اس کی معلومات ومشکلات کا آپ سرچشمہ ہیں (ہمزہ کے پیش سے) تو ابوحنیفہ کی خصلتیں عمدہ تھیں اور وہ کمال میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے (یا یہ لفظ نعمۃ سے مشتق ہے اور فعلان کے وزن پر ہے) چنانچہ ابوحنیفہ اللہ کی مخلوق پر اس کی نعمت ہیں اور الف لام کو تنکیر، نداء، اور اضافت کے ساتھ حذف کر دیتے ہیں اور اس کے سوا الف لام کا حذف کرنا نادر ہے

ابن مالک نے کہا کہ الف لام کا حذف کرنا اور باقی رکھنا دونوں برابر ہیں ان کی کنیت ابوحنیفہ ہے جو حنیف کا مؤنث ہے جس کے معنی ہیں عبادت گزار یا مسلمان کیونکہ حنیف کے معنی مائل ہونے کے ہیں اور مسلمان دین حق کی جانب مائل ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمیشہ دواۃ ساتھ رکھتے تھے اور عراقی زبان میں حنیفہ دواۃ کو کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حنیفہ نامی ایک لڑکی تھی۔ لیکن اس قول کو رد کیا گیا ہے کیونکہ

بکنیتی بعدی الا مجنون قالوا فرأینا عدة تکنوا بها وکانت عقولهم ضعیفة وعورضوا بانه کنی بها ثلاثین وکانوا ائمة علماء کالایقانی والدینوری ولم یسبق بهذه الکنیة لغم وجدت لتابعین مجهولین"

آپ کے یہاں کسی لڑکے یا لڑکی کا پتہ نہیں چلتا سواد کے۔ خطیب اور انکے علاوہ دیگر حضرات نے ابو حنیفہ سے سند مقطوع سے روایت کی ہے کہ میرے بعد میری کنیت وہی رکھے گا جو دیوانہ ہو لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے متعدد اشخاص دیکھے جنھوں نے یہ کنیت رکھی اور وہ کمزور عقل والے تھے لیکن انکے خلاف یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ تیس اشخاص نے یہ کنیت رکھی اور سب آئمہ اور علماء تھے۔ جیسے ایقانی اور دینوری امام صاحب سے پہلے یہ کنیت کسی کی نہ تھی ہاں کچھ غیر معروف تابعین کی یہ کنیت تھی۔

"الفصل الخامس فی صورته"

قال ابو یوسف رحمه الله کان ربعة من احسن الناس صورة وابلغهم نطقا واکملهم ایرادا واحلاهم نغمة وابینهم حجة علی مایرید وقال حماد ولده کان طویلا یعلوه سمرة جمیلا

پانچویں فصل ان کی صورت کے بیان میں

ابو یوسف نے کہا کہ ابو حنیفہ میانہ قد اور حسین ترین انسان تھے بے حد فصیح و بلیغ اور خوش آواز تھے اپنے مقصود پر اچھی طرح واضح دلائل پیش کرتے تھے آپ کے صاحبزادے حماد نے کہا کہ آپ دراز قد تھے گندم گوں حسین وجمیل

حسن الوجه هيوبا اذ تيكلم الاجوابا ولا يخوض فيما لا يعنيه ولا تنافى بين كونه ربعة وبين كونه طويلا لانه قد يكون مع كونه ربعة اقرب الى الطول كما حررته فى شرح شمائل الترمذى وقال ابن المبارك كان حسن الوجه حسن الثياب"

بارعب تھے جب گفتگو فرماتے توکسی جواب دینے کے لئے ہی فرماتے بیکار باتوں میں غور نہ فرماتے۔ دراز قد اور درمیانہ قد ہونے میں کچھ منافاۃ نہیں۔ کیونکہ کبھی میانہ قد درازی کی طرف مائل ہوتا ہے جیساکہ میں نے شمائل ترمذی میں اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کردیا ہے اور ابن مبارک نے کہا کہ آپ خوبصورت اور خوش پوش تھے۔

"الفصل السادس فيمن ادركه من الصحابة رضى الله عنهم"

چھٹی فصل ان صحابہ کے بیان میں جن سے آپ نے ملاقات کی

صح كما قاله الذهبى انه راى انس بن مالك وهو صغير وفى رواية رايته مرارا وكان يخضب بالحمرة واكثر المحدثين على ان التابعى من لقى الصحابى وان لم يصحبه

بروایت صحیحہ ذہبی سے منقول ہے کہ آپنے انس بن مالک کو بچپن میں دیکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا میں نے انس بن مالک کو کئی مرتبہ دیکھا۔ وہ سرخ خضاب لگاتے تھے اور اکثر محدثین کا اتفاق ہے کہ تابعی

وصححه النووی کابن الصلاح
وجاء من طرق انه روی عن
انس احادیث ثلاثة لکن قال
آئمة الحدیث مدارها علی
من اتهمه الائمة بوضع
الاحادیث"
وفی فتاوی شیخ الاسلام
ابن حجر انه ادرك جماعة
من الصحابة کانوا بالکوفة
بعد مولده بها سنة ثمانین
فهو من طبقة التابعین ولم یثبت
ذلك لاحد من آئمة الامصار
المعاصرین له کالاوزاعی
بالشام والحمادین بالبصرة
والثوری بالکوفة ومالك
بالمدینة الشریفه واللیث
بن سعد بمصر انتهی وحینئذ
فهو من اعیان التابعین الذین
شملهم قوله تعالی والذین اتبعوهم
باحسان رضی الله عنهم ورضوا
عنه واعد لهم جنات تجری من

وہ ہے کہ جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو
اگرچہ اس کی صحبت نہ اٹھائی ہو۔ اس قول
کو نووی اور ابن صلاح نے صحیح قرار دیا ہے
اور متعدد طرق سے مروی ہے کہ آپ نے
انسؓ سے تین احادیث روایت کیں لیکن
آئمہ حدیث نے کہا کہ ان احادیث کا
دارو مدار ان لوگوں پر ہے جن کو آئمہ حدیث
نے حدیثیں گھڑنے پر مہتم کیا ہے۔
شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں ہے
کہ ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے
ملاقات کی جو کوفہ میں ۸۰ھ میں آپ کی
پیدائش کے بعد موجود تھے لہذا وہ تابعین
کے طبقہ میں داخل ہیں اور یہ فضیلت آپ
کے ہم زمانہ شہری آئمہ میں سے کسی کے لئے
ثابت نہیں جیسے شام کے اوزاعی اور بصرہ
کے دونوں حماد اور کوفہ کے ثوری اور مدینہ
شریفہ کے مالک اور مصر کے لیث بن سعد
لہذا وہ اعلیٰ درجہ کے تابعین میں ہوئے
جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ صحابہ
کی تابعداری کی اللہ ان سے راضی ہوئے

تحتها الانهار خالدين فيها ابدا
ذلك الفوز العظيم"
وذكر جماعة ممن صنف فى
المناقب وغيرهم انه سمع ايضا
من جماعة من الصحابة غير
انس منهم عمرو بن حريث و
اعترض بان الصحيح انه مات
سنة خمس وثمانين والقول
بانه عاش الى سنة ثمان و
تسعين لم يثبت واجيب بان
الصواب الذى عليه جمهور
المحدثين واستقر عليه العمل
ان الصغير اذا ميز صح سماعه
وان كان ابن خمس سنين،
ومنهم عبد الله بن انيس
الجهنى واعترض بانه مات
سنة اربع وخمسين واجيب
بان هذا اسم لخمسة من الصحابة
فلعل من روى عنه ابوحنيفة
واحد غير الجهنى المشهور
ورد بان غير هذا لم يدخل

اور اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کیں جن
کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ
رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔
مناقب کی کتابیں لکھنے والوں نے اور
ان کے علاوہ دیگر علماء نے بھی ذکر کیا ہے کہ
ابوحنیفہؒ نے حضرت انسؓ کے علاوہ صحابہ کی
ایک جماعت سے حدیث سنی ان میں سے
ایک عمرو بن حریث ہیں لیکن اس پر یہ
اعتراض ہے کہ ان کا (عمرو بن حریثؓ) کا
انتقال صحیح قول کے بموجب ۸۵ھ میں
ہوا اور ۹۸ھ تک ان کا زندہ رہنا ثابت
نہیں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قول
صحیح جس پر جمہور محدثین ہیں اور معمول
یہ ہے کہ بچہ جب تمیز کرنے کے قابل ہو
جائے۔ تو اس کا سمع صحیح ہوتا ہے۔ خواہ
وہ پانچ سال ہی کا کیوں نہ ہو اور انھیں
میں سے عبد اللہ بن انیس جہنی ہیں اور اس
پر یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال تو
۵۴ھ میں ہو چکا تھا اور اس کا جواب
یہ ہے کہ پانچ صحابہ کا نام ہے شاید وہ
صحابی جن سے ابوحنیفہ نے روایت کی ہے

الكوفة واخرج بعضهم
بسنده الى ابي حنيفة قال
ولدت سنة ثمانين وقدم
عبد الله بن انيس صاحب رسول
الله صلى الله عليه وسلم الكوفة
سنة اربع وتسعين ورأيته
وسمعت منه عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم حبك
الشيء يعمي ويصم واعترض
بان هذا السند مجهول وبان
الذي دخل الكوفة ابن انيس
الجهني وقد تقرر انه مات قبل
ولادة ابي حنيفة بدهر ومنهم
عبد الله بن الحارث بن جزء الز
بيدي بفتح الجيم وسكون
الزاي وبالهمزة والزبيدي
بضم الزاي مصغرا واعترض
بانه مات سنة ست وثمانين
بمصر اي بسقط ابي تراب قرية
من الغربية قريب سمنود و
المحلة وكان مقيما بها واما

جہنی مشہور کے سوا کوئی اور ہوں لیکن
اس بات کو یوں رد کیا گیا ہے کہ ان کے
علاوہ کوئی اس نام کا صحابی کوفہ میں داخل
ہی نہیں ہوا۔ بعض علماء نے اپنی اس
سند سے روایت کی جو ابو حنیفہ تک پہنچتی
ہے کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبد اللہ
بن انیس صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ۹۴ھ میں کوفہ میں داخل ہوئے
اور میں نے ان کی زیارت بھی کی اور ان سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث
سنی کہ "تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھ کو اندھا
اور بہرا کر دیتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہے
کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ کہ کوفہ میں داخل
ہونے والے انیس جہنی کے بھائی تھے اور
یہ امر ثابت شدہ ہے کہ وہ ابو حنیفہؒ کی
ولادت سے قبل ہی وفات پا چکے تھے،
اور ان میں سے عبد اللہ بن حارث بن جزء
زبیدی ہیں (جیم کے فتح اور زاء کے سکون
اور ہمزہ سے) اور زبیدی (زاء کے ضمہ سے
بصیغۂ تصغیر ہے) اس پر یہ اعتراض ہے
کہ وہ مصر میں ۸۶ھ میں وفات پا چکے تھے

ماجاء عن ابی حنیفة من انه
حج مع ابیه سنة ست وتسعین
وانه رای عبد الله هذا یدرس
بالمسجد الحرام وسمع منه
حدیثا فردّه جماعة منهم
الشیخ قاسم الحنفی من مشایخ
مشائخنا بان سند ذلك فیه
قلب وتحریف وفیه کذاب
اتفاقا وبان ابن جزء مات بمصر
ولابی حنیفة ست سنین وبان
عبدالله بن جزء لم یدخل
الکوفة فی تلك المدة ومنهم
جابر بن عبد الله واعترض بانه
مات سنة تسع وسبعین قبل
ولادة ابی حنیفة بسنة ومن
ثمة قالوا فی الحدیث المروی
عن ابی حنیفة عن جابر انه
صلی الله علیه وسلم امر من
لم یرزق ولدا بکثرة الاستغفار
والصدقة ففعل فولد له تسعة
ذکور انه حدیث موضوع ومنهم

یعنی سقط ابو تراب میں یہ ایک بستی ہے
سمنود اور محلہ کے قریب۔ آپ یہاں اقامت
پذیر تھے اور یہ روایت کہ ابو حنیفہ نے فرمایا
کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ۹۶ھ میں حج
کیا اور عبداللہ مذکور کو مسجد حرام میں درس
دیتے سنا اور ان سے حدیث سنی تو اس
روایت کو علماء کی ایک جماعت نے رد
کیا جن میں شیخ قاسم حنفی ہیں جو ہمارے
مشائخ کے مشائخ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا
کہ اس سند میں قلب ہے اور تحریف ہے
اور اتفاقاً اس میں کذاب ہے نیز ابن جزء
مصر میں وفات پا چکے تھے اور ابو حنیفہؒ
ابھی چھ سال ہی کے تھے اور ابن جزء اس
عرصہ میں کوفہ میں سرے سے داخل ہی
نہ ہوئے۔ اور ان میں سے جابر بن عبد اللہ
ہیں اور اس پر اعتراض ہے کہ ان کا
انتقال ابو حنیفہؒ کی ولادت سے ایک
سال قبل سنہ میں ہو گیا تھا اس لئے
محدثین نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا
جو ابو حنیفہ سے روایت ہے اور وہ جابرؓ
سے روایت کرتے ہیں اور رسول اللہ

عبد الله بن ابی اوفی وتعقب بانه
مات سنة خمس او سبع وثمانین
واجیب بما مر فی عمرو بن حریث
ومن ثمة جاء عن ابی حنیفة
انه روی عن عبد الله هذا
الحدیث المتواتر من بنی لله
مسجداً ولو کمفحص قطاة
ای بفتح المیم بنی الله له بیتا
فی الجنة قال بعضهم لعل
اباحنیفة سمعه منه وعمره
خمس او سبع "

ومنهم واثلة بکسر المثلثة
ابن الاسقع بالقاف روی عنه
حدیثین لا تظهر الشماتة باخیك
فیعافیه الله ویبتلیك ودع ما
یریبك الی ما لا یریبك الاول
رواه الترمذی من وجه آخر
حسنه والثانی جاء من روایة
جمع من الصحابة وصححه
الائمة واعترض بانه مات
سنة ثلاث او خمس وثمانین

صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اولاد کو بکثرت
استغفار اور صدقہ کا حکم دیا چنانچہ آپ نے
اس عمل کو کیا اور تو آپ کے لوڑکے پیدا
ہوئے یہ من گھڑت ہے اور ان میں سے
عبد اللہ بن ابی اوفی ہیں لیکن اس پر یہ
اعتراض ہے کہ ان کا انتقال پچاسی یا
ستاسی ہجری میں ہوا اس کا جواب
وہی ہے جو عمرو بن حریث کے سلسلے میں
گزرا اور اسی لئے ابو حنیفہ سے مروی ہے
کہ انھوں نے عبد اللہ سے اس حدیث
متواتر کو روایت کیا ہے کہ جس نے اللہ
کے لئے مسجد بنائی اگرچہ بھٹ تیتر کے
گھونسلے کے برابر (مفحص میم کے فتح سے)
تو اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا
بعض علماء نے کہا کہ شاید ابو حنیفہ نے
ان سے یہ حدیث بعمر پانچ یا سات سال
میں سنی ہوگی۔ اور ان میں سے واثلہ (ثاء
کے کسرہ سے) ابن الاسقع (قاف سے)
ہیں آپ نے ان سے دو حدیثیں روایت
کیں ایک تو یہ کہ " اپنے بھائی کی مصیبت
پر خوشی کا اظہار نہ کر تاکہ اللہ اس کو نجات

وجوابه مامرّ آنفا ومنهم
معقل بن يسار واعترض بانه
مات في امارة معاوية رضي
الله عنه ومعاوية مات سنة
ستين، ومنهم ابو الطفيل عامر
بن واثلة ووفاته سنة ثنتين
ومائة بمكة وهو آخر الصحابة
موتاً۔

ومنهم عائشة بنت
عجرد واعترض بان حاصل
كلام الذهبي وشيخ الاسلام
ابن حجر ان هذه لا صحبة
لها وانها لا تكاد تعرف وبذلك
رد ماروى ان ابا حنيفة روى
عنها هذا الحديث الصحيح
اكثر جند الله تعالى في الارض
الجراد لا اكله ولا احرمه"

ومنهم سهل بن سعد و
وفاته سنة ثمان وثمانين وقيل
بعدها۔ ومنهم السائب بن
خلاد بن سويد ووفاته سنة

دے اور تجھ کو مبتلا کر دے" اور دوسری
یہ کہ "جو چیز تم کو شک میں ڈالے اس کو
چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کرو جو شک میں نہ
ڈالے۔ پہلی حدیث کو ترمذی نے دوسرے
طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن
کہا اور دوسری صحابہ کی ایک جماعت سے
مروی ہے اور اس کو ائمہ حدیث نے صحیح
کہا۔ اس پر اعتراض کہ ان کا انتقال تراسی
یا پچاسی میں ہوا اس کا جواب ابھی گزر چکا
اور انہی میں معقل بن یسار ہیں اور اس پر
یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال تو حضرت
معاویہؓ کے دورِ حکومت میں ہوا جبکہ
معاویہؓ کی وفات سنہ ۶۰ھ میں ہوئی اور
انہی میں ابوالطفیل عامر بن واثلہ ہیں اور
انکی وفات سنہ ۱۰۲ھ میں بمقام مکہ میں تمام
صحابہؓ سے آخر میں ہوئی اور انہی میں
عائشہ بنت عجرد ہیں اور اس پر یہ اعتراض
ہے کہ ذہبی اور شیخ الاسلام ابن حجر
کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عورت
کو شرف صحابیت حاصل نہیں۔ نیز یہ
ایک غیر معروف عورت ہے یہیں سے یہ

احدى وتسعين ومنهم السائب
بن يزيد بن سعيد ووفاته سنة
احدى او اثنتين او اربع و
تسعين،
ومنهم عبد الله بن بسرة
ووفاته سنة ست وتسعين"
ومنهم محمود بن الربيع
ووفاته سنة تسع وتسعين،
ومنهم عبد الله بن جعفر
واعترض بانه مات سنة ثمانين
بارض حمص ومنهم ابو امامة
واعترض بانه مات سنة احدى
وثمانين بارض حمص

بھی معلوم ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ابو حنیفہؒ
نے انہی عائشہ سے یہ حدیث صحیح روایت
کی ہے۔ زمین میں اللہ کا سب سے زائد لشکر
ٹڈیوں کا ہے میں نہ تو انہیں کھاتا ہوں اور
نہ ہی حرام کرتا ہوں"۔ انہی میں سہل بن سعد
ہیں اور ان کی وفات ۸۸ھ میں اور ایک
قول کے مطابق اس کے بھی بعد ہوئی اور
انہی میں سائب بن خلاد بن سوید ہیں۔
جن کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی اور انہی
میں سے سائب بن یزید بن سعید ہیں
جن کی وفات ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۴ھ
میں ہوئی اور انہی میں سے عبداللہ بن
بسرہ تھے جن کی وفات ۹۶ھ میں ہوئی
اور انہی میں سے محمود بن ربیع تھے جنکی
وفات ۹۹ھ میں ہوئی اور انہی میں سے
عبداللہ بن جعفر تھے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کی وفات ۸۰ھ میں سرزمین
حمص میں ہوئی اور انہی سے ابو امامہ تھے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ انکی وفات
۸۱ھ میں سرزمین حمص میں ہوئی۔

"تنبیہ"

قال بعض متاخری المحدثین
ممن صنف فی مناقب الامام
ابی حنیفة کتابا حافلاً ما
حاصله جزم خلائق من آئمة
الحدیث بانه لم یسمع من احد
من الصحابة شیئاً واحتجوا
باشیاء منها ان أئمة اصحابه
الاکابر کابی یوسف ومحمد و
ابن المبارك وعبد الرزاق و
غیرهم لم ینقلوا عنه شیئا
من ذلك ولو کان لنقلوه فانه
مما یتنافس فیه المحدثون
ویعظم افتخارهم به فان کل
سند فیه انه سمع من صحابی لا
یخلوا من کذاب وباشیاء اخر
قالوا واما رؤیته لانس وادراکه
لجماعة من الصحابة بالسن
فصحیحان لا شك فیهما وما

تنبیہ

متاخرین محدثین میں سے بعض نے ایک
جامع کتاب ابوحنیفہؒ کے فضائل میں تصنیف
کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر یقینی ہے
کہ ابوحنیفہ نے کسی صحابی سے حدیث نہیں
سنی اور اس پر چند چیزوں سے استدلال
کیا ان میں سے ایک چیز تو یہ ہے کہ اصحابِ
ابوحنیفہ میں سے ابویوسف، محمد، ابن
مبارک اور عبدالرزاق جیسے ائمہ نے
امام صاحبؒ سے اس قسم کی کوئی چیز نقل
نہیں کی اور اگر اس قسم کی کوئی چیز
ہوتی تو یہ حضرات اس کو ضرور نقل
کرتے پھر یہ چیز محدثین کے لئے باعث
رغبت و افتخار ہے۔ کیونکہ ہر ایسی سند
جس میں یہ بات مذکور ہو کہ اس راوی
نے صحابی سے سنا کذاب سے خالی نہیں ہوتی
اور اسی طرح دوسری خرابیوں سے بھی
پاک نہیں ہوتی۔ علمائے فرمایا کہ ابوحنیفہ
کا حضرت انسؓ کی زیارت کرنا اور صحابہ

وقم لعینی انہ اثبت سماعہ من الصحابۃ ردہ علیہ صاحبہ الشیخ الحافظ قاسم الحنفی و الظاہر ان سبب عدم سماعہ ممن ادرکہ من الصحابۃ انہ اول امرہ اشتغل بالاکتساب حتی ارشدہ الشعبی لمارای من باہر نجابتہ الی الاشتغال بالعلم ولا یسع من لہ ادنے المام بعلم الحدیث ان یذکر خلاف ماذکرتہ انتھی"

حاصل کلام ذلک المحدث وقاعدۃ المحدثین ان راوی الاتصال مقدم علی راوی الارسال والانقطاع لان معہ زیادۃ علم تویں ما قالہ لعینی فاحفظ ذلک فانہ مہم

کی ایک جماعت کو پانا یہ دونوں باتیں صحیح ہیں اور شک وشبہ سے بالاتر ہیں اور عینی نے ابوحنیفہؒ کا صحابہ سے سماع جو ثابت کیا ہے اس کو انہی کے ساتھ شیخ حافظ قاسم حنفی نے رد کیا ہے۔ ابوحنیفہ نے جن صحابہ کو پایا ان سے حدیث نہ سننے کا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابتدائی دور میں کسب دنیا میں مشغول رہے بعد میں شعبی نے جب ان کا علم سے شغف دیکھا تو انکی رہنمائی کی جس شخص کو فن حدیث سے ذرا بھی تعلق ہوگا اس کو اس چیز سے مجال انکار نہ ہوگی جو میں نے ذکر کی۔ اس محدث کے کلام کا خلاصہ یہاں ختم ہو۔ اور محدثین کا یہ قاعدہ کہ اتصال کا راوی ارسال وانقطاع کے راوی پر مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا علم زائد ہوتا ہے عینی کے قول کی تائید کرتا ہے اسے یاد رکھو کیونکہ یہ سب سے اہم چیز ہے۔

"الفصل السابع في ذكر شيوخه"

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم وقد ذكر منهم الامام ابو حفص الكبير اربعة الاف شيخ وقال غيرُه له اربعة الاف شيخ من التابعين فما بالك بغيرهم منهم الليث بن سعد وكذا مالك بن انس امام دار الهجرة على ما ذكره الدارقطني وجمّاً اخرهم ابو محمد العيني بل قال بعضهم انه راى فى مسند الامام ابى حنيفة التحديث عن مالك وهذان امامان من جملة الاخذين عنه وعدد بعض المترجمين مشائخه بما يطول ذكره فلذا حذفته"

ساتویں فصل ابو حنیفہ کے شیوخ کے بیان میں

آپ کے شیوخ بہت زائد ہیں ان کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں نہیں آسکتی امام ابوحفص کبیر نے ان میں سے چار ہزار شیخ ذکر کئے ہیں۔

اور بعض نے کہا کہ چار ہزار شیوخ تو تابعین سے تھے۔ اب آپ خود سوچئے کہ ان کے سوا اور کتنے ہوں گے ان میں سے لیث بن سعد ہیں اور امام دارالہجرہ انس بن مالک جیسا کہ دارقطنی اور ایک جماعت نے جس کے آخر میں ابومحمد عینی ہیں ذکر کیا بلکہ بعض علمار کا بیان ہے کہ انھوں نے مسند ابوحنیفہ میں دیکھا کہ وہ مالک سے حدیث روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں امام ابوحنیفہ کے خوشہ چینوں میں ہیں۔ بعض مترجمین نے ان کے مشائخ کی تعداد بھی بیان کی جس کا ذکر طوالت سے خالی نہ ہوگا اس لئے میں نے اس کو حذف کر دیا۔

"الفصل الثامن فی ذکر الاخذین عنہ الحدیث والفقہ"

قیل استیعابہ متعذر لا یمکن ضبطہ ومن ثمۃ قال بعض الائمۃ لم یظہر لاحد من ائمۃ الاسلام المشہورین مثل ما ظہر لابی حنیفۃ من الاصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا بہ وباصحابہ فی تفسیر الاحادیث المشتبہۃ والمسائل المستنبطۃ والنوازل والقضاء والاحکام جزاھم اللہ خیرا! وقد ذکر منھم بعض متاخری المحدثین فی ترجمۃ نحو الثمانمائۃ مع ضبط اسمائھم ونسبھم بما یطول ذکرہ۔

آٹھویں فصل آپ سے علم حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کے بیان میں

کہا جاتا ہے کہ ان حضرات کا شمار ناممکن ہے اس لئے بعض ائمہ کا قول ہے کہ مشاہیر ائمہ اسلام میں کسی کے اتنے اصحاب اور شاگرد نہ ہوئے جتنے کہ ابو حنیفہؒ کے اور علماء و عوام کو کسی سے اس قدر فیض نہ پہنچا جتنا کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب سے مشتبہ احادیث کی تفاسیر مسائل مستخرجہ جدید پیش آمدہ مسائل قضاء اور احکام میں خدا ان حضرات کو جزائے خیر دے بعض متاخرین محدثین نے ابو حنیفہ کے تذکرہ میں ان کے شاگردوں کی تعداد تقریباً آٹھ سو لکھی ہے۔ مع ان کے ناموں اور انساب کے بخوف طوالت ہم اسے حذف کرتے ہیں۔

الفصل التاسع في مبدا امره ونشاءته وسبب اشتغاله بالعلم

سبق ان الصحيح انه ولد بالكوفة ونشاء بها وانه لم يجد فی حال صغره من يرشده الی الاخذ عمن ادركه من الصحابة فاشتغل بالبيع والشراء الی ان قيض الله له الامام الشعبی فايقظه الی النظر فی العلم و مجالسة العلماء لما رای فيه من اليقظة والنجابة فوقع فی قلبه قوله فترك السوق واخذ فی العلم فنظر فی علم الكلام وبلغ فيه مبلغا يشار اليه فيه بالاصابع واعطی فيه جدلا فمضی عليه زمن به يخاصم وعنه يناضل حتی دخل البصرة لان

نویں فصل آپ کے ابتدائی حال اور علم سے شغف پیدا ہونے کے بیان میں

یہ پہلے بیان ہو چکا کہ صحیح قول کے مطابق آپ کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے اور یہ کہ بچپن میں آپ کو کوئی شخص ایسا نہ مل سکا جو آپ کو آپ کے زمانے میں صحابہ سے علم حاصل کرنے کی رہنمائی کرتا لہٰذا آپ نے تجارت کا کاروبار شروع کر دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے امام شعبی کو مقرر کر دیا جنھوں نے آپ کو علم کے حاصل کرنے اور علماء کی صحبت اختیار کرنے پر برانگیختہ کیا آپ میں ہوشمندی اور نجابت کے آثار ظاہر تھے ابوحنیفہ کے دل پر آپ کی بات اثر کر گئی چنانچہ بازار چھوڑ کر علم کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے آپ نے علم کلام کا گہرا مطالعہ کر کے اس میں کمال حاصل کیا چنانچہ ایک زمانے تک آپ مسلسل اس علم کے ذریعہ بحث و مناظرہ میں مشغول رہے حتےٰ کہ بصرہ میں

اكثر الفرق كان بها نيفا و
عشرين مرة يقيم في بعض المرات
سنة او اكثر نيازع اولئك الفرق
لانه كان يعد الكلام ارفع
العلوم وافضلها لكونه في اصول
الدين ثم الهمه ان الصحابة
والتابعين لم يكونوا كذلك مع
انهم عليه اقدر وبه اعرف
بل نهوا عنه اشد النهي ولم يخو
ضوا الا في الشرائع وابواب الفقه
وتعليم الناس فكره طرائق الجدل
واكد ذلك عنده ان كان يجلس
بالقرب من حلقة حماد فجاءته
امراة فسالته عن رجل يريد
ان يطلق امراءته للسنة كيف
يقول فلم يجد جوابا فامرها ان
تسئل حماد اثم تعلمه بجوابه
فترك الكلام وجلس
في حلقة حماد فكان يحفظ جميع
مايقوله ويخطي فيه اصحابه فا
جلسه بحذائه في صدر الحلقة

وارد ہوئے کیونکہ اسلام کے اکثر فرقے یہاں
آباد تھے۔ آپ بصرہ میں بیس سے زائد مرتبہ
داخل ہوئے کبھی کبھی تو آپ یہاں ایک
ایک سال سے زائد قیام فرماتے تھے
کیونکہ آپ کے نزدیک علم کلام تمام علوم
میں افضل تھا۔ کیونکہ یہ دین کے اصول
سے ہے پھر انہیں الہام ہوا کہ صحابہ اور
تابعین ایسا نہ کرتے تھے۔ حالانکہ وہ اس
علم کو نسبتاً زائد آسانی سے استعمال کر
سکتے تھے اور وہ اس کو زائد جاننے والے
تھے بلکہ اس کے برعکس اس کی سختی سے
ممانعت کی۔ بلکہ صحابہ کا مشغلہ علم شرائع
حاصل کرنا اور ابواب فقہ حاصل کرنا اور
لوگوں کو تعلیم دینا تھا چنانچہ آپ نے
مناظرہ کے طریقہ کو ناپسندیدہ قرار دیا آپ
کے اس خیال کو مزید تقویت یوں ہوئی
کہ آپ حماد کے حلقہ درس کے قریب بیٹھتے
تھے کہ آپکے پاس ایک عورت آئی اور اس
نے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال
کیا جو اپنی عورت کو طلاق سنت دینا چاہتا
تھا تو کس طرح دے تو آپ کو اس کا جواب

عشر سنين فنازعته نفسه
ان ينفرد عنه ويستقل بحلقة
لنفسه فجلس اليه ليلة عزمه على
فعل ذلك فى صبيحتها فجاءه
حينئذ نعى قريب له لا وارث
له غيره فاحتاج للسفر لاخذ
ماله فاستخلفه فى حلقته وغاب
شهرين ثم قدم وقد سئل عن
ستين مسئلة لم يكن سمعها
منه فاجاب فيها ثم عرضها عليه
فوافقه فى اربعين وخالفه فى
عشرين فالى على نفسه ان لا
يفارقه حتى يموت واخرج الخطيب
وغيره عنه انه لما اراد الاشتغال
بالعلم تصور غايات العلوم
وان غاية الكلام قليلة وصاحبه
اذا كمل واحتيج اليه لا يقدر
يتكلم جهاراً ويرمى بكل
سوء" وغاية علم ادب والنحو
والقراءة الجلوس الى الاحداث
لتعليمهم اياها"

سنا آیا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ حماد سے
پوچھ کر آؤ اور پھر مجھ کو اطلاع دو عورت
بھول گئی۔ چنانچہ آپ نے علم کلام چھوڑ دیا
اور حماد کے حلقۂ درس میں شریک ہو گئے
آپ حماد کے تمام اقوال کو یاد کر لیتے تھے
اور اپنے ساتھیوں کی غلطیاں نکالتے
تھے۔ چنانچہ حماد نے آپ کو حلقہ کے درمیان
اپنے سامنے بٹھا لیا اور دس سال تک
یہ سلسلہ جاری رہا پھر آپ کے خیال میں
آیا کہ اپنا حلقۂ درس علیحدہ قائم کریں۔
جس دن آپنے حلقہ قائم کرنے کا ارادہ کیا
اسکی رات کو آپ حماد کے پاس بیٹھے تھے
کہ اچانک ان کو اطلاع ملی کہ ان کے
قریبی رشتہ دار کا انتقال ہو گیا ہے اور
آپکے سوا اس کا کوئی وارث نہیں چنانچہ حماد
تو اپنا مال لینے کے لئے سفر پر روانہ ہوئے
اور ابو حنیفہ کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ حماد دو
ماہ کے بعد آئے اس اثنا میں ابو حنیفہ سے
ساٹھ ایسے مسائل دریافت کئے گئے جو
آپنے حماد سے نہ سنے تھے لیکن از خود ان کا
جواب دیا اور حماد کو دکھایا۔ حماد نے چالیس

وغاية الشعر المدح، والهجو والكذب، والحديث يحتاج الى العمر الطويل ولعل صاحبه يرمي بالكذب وسوء الحفظ فيصير ذلك وصمة فيه الى يوم القيامة قال ثم فكرت في الفقه فكلما قلبته وادرته لم يزد الا حلاوة ولم اجد فيه عيبا ورايت امر الا يستقيم طلب الدنيا والآخرة الا بصيرته فاشتغلت به

"تنبیہ"

احذر ان تتوهم من ذلك ان اباحنيفة لم يكن له خبرة تامة بغير الفقه حاشا لله كان في العلوم الشرعية من التفسير والحديث والآلة من العلوم الادبية والمقاييس الحكمية بحرا لا يجارى واماما لا يمارى وقول بعض اعدائه فيه خلاف ذلك منشؤه الحسد

میں موافقت کی اور بیس میں مخالفت کی اس دن سے آپنے قسم کھائی کہ تا مرگ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں گے خطیب وغیرہ نے ابوحنیفہ سے روایت کی کہ جب آپنے علم میں مشغول ہونے کا ارادہ تو علوم کے فوائد پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ علم کلام کا فائدہ کم ہے اور جب کبھی علم کلام جاننے والے کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ کھلم کھلا کلام بھی نہیں کر سکتا اور اسکی طرف ہر برائی منسوب کی جاتی ہے۔ اور علم ادب نحو اور قرأت کی غایت یہ ہے کہ بچوں میں بیٹھ کر انکو تعلیم دی جائے۔ اور شعر کی غایت کسی کی تعریف اور کسی کی برائی اور جھوٹ بولنا ہے اور علم حدیث والے کو لمبی عمر چاہیئے اور شاید کہ اس کو جھوٹ اور حافظہ کی خرابی کی طرف منسوب کیا جائے تو یہ قیامت تک اس میں عیب ہو جائے گا۔ پھر میں نے فقہ میں غور کی تو اس میں جتنی غور کی اتنی ہی مٹھاس پائی اور اس میں کوئی عیب نہ پایا اور دنیا و آخرت کے کسی کام کو اس کے بغیر درست نہ پایا چنانچہ میں اس میں مشغول ہو گیا۔

وحجة الترفع على الاقران و
رميهم بالزور والبهتان ويابى
الله الا ان يتم نوره ومما يكذب
ذلك ان له مسائل فقهية نبنى
اقواله فيها على علم العربية بما
ان وقف عليه من تامله لقضى
بتمكنه من هذا العلم بما يبهر
العقل وان له من النظم البليغ
ما يعجز عنه كثير من نظرائه و
قد انفرد بها بالتاليف الزمخشري
وغيره على ما ياتي وسياتي انه صح
عنه انه كان يختم فى شهر رمضان
ستين ختمة وانه كان يقرأ القرآن
كله فى ركعة فزعم بعض حاسديه
انه كان لا يحفظ القرآن بهت
منه وكذب شنيع ، وقال
ابو يوسف ما رأيت اعلم بتفسير
الحديث من ابى حنيفة وكان
ابصر بالحديث الصحيح منى
وفى جامع الترمذى عنه ما رأيت
اكذب من جابر الجعفى ولا افضل

تنبیہ

یہ خیال نہ ہونا چاہیئے کہ اس سے تو معلوم
ہوا کہ ابو حنیفہ کو فقہ کے علاوہ دیگر علوم پر
اطلاع تام حاصل نہ تھی۔ حاشا اللہ آپ
علوم شرعیہ، تفسیر، حدیث، اور علوم ادبیہ
وحکمیہ میں سمندر ناپیدا کنار تھے اور ان میں
سے ہر فن کے امام تھے اور بعض دشمنوں کا
انکے بارے میں اس کے خلاف کہنا حسد
کی وجہ سے ہے اور اسکی وجہ محض ہمعصروں
پر تفوق حاصل کرنا اور ان پر کذب و بہتان
باندھنا ہے لیکن خدا چاہتا ہے کہ اس کا
نور پورا ہو اور اس قول کی تکذیب اس
چیز سے ہوتی ہے کہ آپ کے کچھ فقہی مسائل ہیں
اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ
آپ کو اس علم پر حیرت انگیز کمال حاصل
تھا آپ کی ایک فصیح و بلیغ نظم ہے جس سے
انکے ہمعصر عاجز ہیں اس کی تالیف
زمخشری وغیرہ نے کی ہے جس کا ذکر
آئے گا اور بروایت صحیحہ اس کے بارے
میں معلوم ہے کہ وہ رمضان میں ساٹھ
قرآن ختم کرتے تھے اور وہ ایک رکعت میں

من عطاء بن ابی رباح وروی البیھقی عنہ انہ سئل عن الاخذ عن سفیان الثوری فقال اکتب عنہ فانہ ثقۃ ماعدا الاحادیث ابی اسحٰق عن جابر الجعفی وروی الخطیب عن سفیان بن عیینہ انہ قال اول من اقعدنی للحدیث بالکوفۃ ابوحنیفۃ قال لھم ھذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار وبھذا یعلم جلالۃ مرتبتہ فی الاحادیث ایضا کیف وھو یستامر فی الثوری ویجلس "ابن عیینہ"

پورا قرآن ختم کرتے تھے تو بعض حاسدین کا یہ کہنا کہ ان کو قرآن یاد نہ تھا بہتان صریح اور کذب شنیع ہے اور ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد علم تفسیر کا عالم نہیں دیکھا اور وہ حدیث صحیح کو مجھ سے زائد جاننے والے تھے جامع ترمذی میں ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر جعفی سے زائد جھوٹا نہ دیکھا اور عطار بن رباح سے افضل نہ دیکھا اور بیہقی نے ان سے روایت کی کہ ان سے سفیان ثوری سے علم حاصل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ قابل اعتماد ہیں ان سے احادیث لکھو سوائے ان احادیث کے جو جابر جعفی نے ابو اسحاق سے روایت کی ہیں اور خطیب نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی کہ سب سے پہلا شخص جس نے مجھ کو حدیث کے لئے کوفہ میں بٹھایا۔ ابو حنیفہؒ ہیں جنھوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ تمام لوگوں میں سب سے زائد عمرو بن دینار احادیث کو جاننے والے ہیں اس سے ابو حنیفہ کی جلالت فی الحدیث معلوم ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ سفیان ثوری کے بارے میں ان سے مشورہ لیا جائے اور ابن عینیہ کو وہ کوفہ میں بٹھائیں۔

الفصل العاشر فی ابتدا جلوسه للافتاء والتدريس

لما مات شيخه حماد ابن سليمان
وكانت انتهت اليه رياسته
لكوفته والناس به اغنياء احتاج
الناس لمن يجلس لهم مجلس
ابنه واختلف اليه اصحاب
ابيه فلم يجدوا عنده ما يغنيهم
من الغالب عليه النحو والكلام
فجلس موسى بن كثير فاحتمله
الناس للقيه الاكابر وان لم يكن
فائقا في الفقه فخرج حاجا فاجمع
رايهم على ابی حنيفة فاطاعهم
وقال ما احب ان يموت العلم
فاختلفوا اليه فوجدوا عنده من
العلم العزيز في كل باب وحسن
المواساة والصبر عليهم مالم
يجدوه عند غيره فلزموه و
تركوا غيره ثم تخرجوا به طبقة

دسویں فصل آپ کے فتویٰ اور تدریس کیلئے بیٹھنے کی ابتدا کے بیان میں

جب آپ کے شیخ حماد ابن سلیمان کا انتقال
ہوا تو چونکہ علم میں کوفہ کی امارت آپ کے
ہاتھ تھی اور لوگ آپ سے مستفید ہوتے
تھے اس لئے اب فکر ہوئی کہ ان کے بیٹے
کی مجلس جمائی جائے لہٰذا ان کے باپ کے
مصاحب ان کے پاس آئے لیکن ان کے
پاس ایسا علم نہ تھا جو ان کی سیرابی کا باعث
ہوتا کیونکہ ان پر نحو اور علم کلام کا رنگ
غالب تھا۔ پھر موسیٰ بن کثیر بیٹھے تو لوگوں
نے ان کو قبول کیا کیونکہ وہ بڑے بڑے
مشائخ سے مل چکے تھے۔ اگرچہ فقہ میں وہ ماہر
نہ تھے۔ وہ حج کے لئے روانہ ہوئے ادھر
لوگ ابو حنیفہ پر متفق ہو گئے آپ نے ان کی یہ
پیش کش قبول کر لی اور فرمایا کہ میں پسند
نہیں کرتا کہ علم مر جائے چنانچہ لوگ آپ کے
پاس آنے جانے لگے اور انھوں نے آپ کے
پاس ہر فن کا کثیر علم پایا نیز ہمدردی اور

بعد طبقة"

حتی صاروا ائمۃ فی العلم
والدین ومن الطبقۃ الثانیہ
ابو یوسف و زفر وآخرون ثم
لم یزل امرہ یزداد علوا ویکثر
اصحابہ حتی صارت حلقتہ
اعظم حلقۃ فی المسجد و
انصرفت وجوہ الناس الیہ و
اکرمہ الامراء وذکرہ الخلفاء
وحمدہ الکل وعمل اشیاء
اعجزت غیرہ ومع ذلک کثر
حُسادہ ومعادوہ لان ذلک
سنۃ اللہ فی خلقہ ولن تجد
لسنۃ اللہ تبدیلا ومما زاد
فی اقبالہ علی الافتاء والتدریس
بعد انقباضہ عنہما انہ رای
کانہ ینبش قبر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وجمع عظامہ
فوضعہا علی صدرہ بعد ان
استخرجہا وفی روایۃ انہ لما
استخرجہا صار یولف بعضہا

غم خواری کے ایسے اوصاف پائے جو دوسروں
میں نہ ملے چنانچہ لوگ سب کو چھوڑ کر آپ
کے حلقہ بگوش ہوئے اور آپ سے کسب علم
کیا حتیٰ کہ وہ علم اور دین کے امام ہو گئے
دوسرے طبقہ میں ابو یوسف اور زفر وغیرہ
ہیں پھر آپ کی شان دن بدن بڑھتی رہی
اور اصحاب زائد ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ کا
حلقہ مسجد میں سب سے بڑا حلقہ ہو گیا بڑے
بڑے شرفاء اور امراء آپ کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور خلفا آپ کی تعریف میں
رطب اللسان ہوئے اور ہر شخص آپ کا
مداح ہوا آپ نے ایسے کارنامے انجام دیئے
جن سے دوسرے لوگ عاجز رہے لیکن اس
کے باوجود آپ کے دشمن بھی بہت لوگ ہوئے
اور یہ اللہ کی سنت ہے اسکی مخلوق میں
اور اللہ کی سنت میں تم کبھی تبدیلی نہ
پاؤ گے۔ آپ فتویٰ اور تدریس سے رک
گئے تھے لیکن ایک روز آپ نے دیکھا کہ
آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
کھول کر آپ کی ہڈیوں کو اپنے سینے پر
رکھ رہے ہیں اور ایک روایت میں ہے

على بعض فانزعج ذلك فزعا
شديدا فلقر الى ان عادة اخوانه
فارسل الى ابن سيرين فاولها
بان صاحبها يفتح للناس من
سنن النبي صلى الله عليه وسلم
وتاويلها مالم يسبقه احد اليه
فعند ذلك انبسط في المسائل
واتى فيها بما يبهر العقل"
وفي رواية ان بعض اصحابه
لما راه متوجعا ولم يرى به
مرضا سال عن حاله فاخبره
برؤياه فقال هنا صاحب لابن
سيرين ندعوه لك فقال لا انا
آتيه فاتاه فقصها عليه فقال ان
كان ما تقوله حقا لتتعلمن في اقامة
السنة علما لم يسبقك اليه احد
ولتدخلن في العلم مدخلا
بعيدا وهذا لاينافي ماقبله
لانه لا مانع انه قصت على
ابن سيرين وعلى تلميذه
فتوافقا على ماذكره والله اعلم"

کہ بعض کو بعض سے جوڑ رہے ہیں یہ حال
دیکھ کر آپ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوئی
حتّٰی کہ آپ کے دوست آپ کی عیادت
کو آئے۔ آپنے اپنا خواب ابن سیرین کی
طرف بھجوایا۔ آپنے اس کی یہ تاویل
بتائی کہ اس خواب کا دیکھنے والا حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے
اور ان کی تاویل سے وہ پردے
اٹھائے گا جن کی طرف کسی کا ذہن منتقل
نہیں ہوا۔ اس واقعہ کے بعد آپ پر
کیفیت انبساط طاری ہوئی اور ایسے
مسائل بیان کئے جن سے عقل حیران ہوئی
ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کے
کسی شاگرد نے آپ کو بلا مرض کے درد مند
دیکھا تو حال دریافت کیا تو آپنے اپنا
خواب بیان کیا تو اس شاگرد نے کہا کہ یہاں
ابن سیرین کے ایک شاگرد ہیں ہم ان کو
آپکے لئے بلائے دیتے ہیں تو آپنے فرمایا
نہیں بلکہ میں خود ان کے پاس جاتا ہوں
چنانچہ آپ خود ان کے پاس تشریف
لے گئے اور اپنا خواب بیان کیا تو انہوں نے

کہا کہ اگر آپ کی بات صحیح ہے تو آپ سنت کی ترویج میں ایسا علم حاصل کریں گے جس کی نظیر کہیں نہ ملے گی اور آپ علم میں خوب اچھی طرح داخل ہوں گے - یہ یہ واقعہ پچھلے واقعہ سے کچھ زیادہ مخالف نہیں کیونکہ اس میں کیا تعارض ہے کہ وہ خواب ابن سیرین اور ان کے شاگردوں پر بیان کیا گیا ہو اور دونوں نے ایک ہی جیسا جواب دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

"الفصل الحادی عشر فیما بنی علیہ مذھبہ"

گیارھویں فصل انکے مذہب کی بنیاد کے بیان میں

اعلم انہ یتعین علیک ان لا تفھم من اقوال العلماء عن ابی حنیفۃ واصحابہ انھم اصحاب الرای ان مرادھم بذلک تنقیصھم ولا نسبتھم الی انھم یقدمون رایھم علی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا علی قول اصحابہ لانھم براء من ذلک"

یہ خوب اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ علما نے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں جو کہا ہے کہ وہ اصحاب الرائے تھے اس سے ان کی مراد انکی نہ توہین ہے اور نہ ہی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے اقوال پر اپنی رائے کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ اس سے بری ہیں۔

فقد جاء عن ابی حنیفۃ من طرق کثیرۃ ما ملخصہ انہ اولا یاخذ مما فی القرآن فان

اسلئے کہ ابو حنیفہ سے متعدد طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے قرآن سے اخذ کرتے ہیں اور اگر قرآن میں نہ پاتے تو سنت کی

لم يجد فبالسنة فان لم يجد
فبقول الصحابة فان اختلفوا
اخذ بما كان اقرب الى القرآن
او السنة من اقوالهم ولم
يخرج عنهم فان لم يجد
لاحد منهم قولا لم يأخذ
بقول احد من التابعين بل
يجتهد كما اجتهدوا و
قال الفضيل بن عياض ان كان
في المسئلة حديث صحيح تبعه
وان كان عن الصحابة او
التابعين فكذلك والا قاس
فاحسن القياس"

وقال ابن المبارك روايته
عنه اذا جاء الحديث عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم فعلى
الراس والعين"

واذا جاء عن الصحابة
اخترنا ولم نخرج عن اقوالهم
واذا جاء عن التابعين
زاحمناهم"

طرف رجوع کرتے ورنہ قول صحابہ کی
طرف اور اگر ان میں بھی اختلاف پاتے
تو جس کے قول کو قرآن و سنت کے زائد
مطابق پاتے اسے قبول فرماتے اور انکے
قول سے پہلو تہی نہ فرماتے اور کسی صحابی
کا قول نہ پاتے تو کسی تابعی کے قول کو نہ
لیتے بلکہ خود اجتہاد فرماتے جیسے کہ انہوں
نے اجتہاد کیا اور فضیل بن عیاض نے
کہا کہ اگر مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہوتی
تو اس کی اتباع کرتے اور اگر صحابہؓ اور
تابعین کا قول ہوتا تب بھی یہی کرتے
اور اگر ایسا نہ ہوتا تو قیاس فرماتے اور
بہترین قیاس کرتے۔

اور ابن مبارک نے ابو حنیفہ سے روایت
کی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
ہو تو میرے سر آنکھوں پر ہے اور اگر
صحابہ سے ہو تو ہم اسے پسند کریں گے
اور اس سے عدول نہ کریں گے اور جب
تابعین سے کوئی قول منقول ہوگا تو
ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ امام ابوحنیفہ
سے منقول ہے کہ لوگوں پر تعجب ہے

وعنه ايضا عجبا للناس
يقولون افتی بالرای ما افتی
الا بالاثر وعنه ايضا ليس لاحد
ان يقول برأيه مع كتاب
الله تعالى ولا مع سنة رسول
الله صلی الله علیه وسلم ولا
مع ما اجمع عليه اصحابه"
واما ما اختلفوا فيه فنتخير
من اقاويلهم اقربه الى كتاب
الله تعالى او الى السنة ونجتهد
وما جاوز ذلك فالاجتهاد
بالرائی لمن عرف الاختلاف
وقاس وعلى هذا كانوا" وعن
المزنی سمعت الشافعی يقول
الناس عيال على ابی حنيفة فی
القياس انتهی" ولدقة قياسات
مذهبه كان المزنی يكثر
من النظر فی كلامهم حتی حمل
ذلك ابن اخته الامام الطحاوی
على ان انتقل من مذهب
الشافعی الى مذهب ابی حنيفة

کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں
حالانکہ میں تو حدیث ہی سے فتویٰ دیتا ہوں
اور آپ ہی سے منقول ہے کہ کسی شخص کو حق
حاصل نہیں کہ اللہ کی کتاب اور اس کے
رسولؐ کی سنت اور صحابہ کے اجماع کے
ہوتے ہوئے اپنی رائے دے۔ ہاں جس مسئلہ
میں صحابہ کا اختلاف ہوگا تو ہم اس میں سے
وہ قول اختیار کریں گے جو اللہ کی کتاب سے
زائد قریب ہوگا۔ اور جو اس سے متجاوز ہوگا
اس میں اجتہاد کیا جائے گا اپنی عقل سے
اور یہ اس شخص کیلئے ہے جو اختلاف کو جاننے
والا ہو اور قیاس کرے اور اس پر فقہاء عامل
رہے۔ مزنی سے مروی ہے کہ امام شافعی فرماتے
تھے کہ قیاس کے معاملہ میں لوگ ابو حنیفہ
کے محتاج ہیں اور انکے مذہب کے قیاسات
کی تاریکی کی بنا پر مزنی بکثرت انکے کلام میں
غور و فکر کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے بھانجے
طحاوی اس وجہ سے شافعی کے مذہب سے
منتقل ہو کر حنفی مذہب کے پیروں بن گئے
ہیں، جیسے کہ خود طحاوی نے اسکی تصریح کردی
حسن بن صالح سے مروی ہے کہ ابو حنیفہ

كما صرح بذلك الطحاوی بنفسه"

وعن الحسن بن صالح ان اباحنيفة كان شديد الفحص عن الناسخ والمنسوخ عارفا بحديث اهل الكوفة شديد الاتباع لما كان الناس عليه حافظا لما وصل الى اهل بلده وسمعه رجل يقاليس آخر فی مسئلة فصاح دعوا هذه المقاليسة فان اول من قاس ابليس فقبل عليه ابوحنيفة فقال يا هذا وضعت الكلام فی غير موضعه ابليس ردّ بقياسه على الله تعالى امره كما اخبر تعالىٰ عنه فی كتابه فكفر بذلك وقياسنا اتباع لامر الله تعالى لانا نرده الى كتابه وسنة رسوله او اقوال الائمة من الصحابة والتابعين نحن ندور حول الاتباع فكيف نساوی ابليس لعنه الله فقال

ناسخ ومنسوخ کی بکثرت تلاش کرتے تھے. اور اہل کوفہ کی احادیث کو جاننے والے تھے اور لوگوں کا جس امر پر اتفاق تھا اسکی سختی سے پیروی کرتے تھے اور وہ احادیث جو انکے شہر والوں کو پہنچی تھیں ان کے حافظ تھے. ایک شخص نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی مسئلے پر قیاس میں بحث کر رہے تھے تو اس شخص نے چیخ کر کہا کہ جناب اس قیاس کو چھوڑیے کیونکہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس تھا۔ تو ابوحنیفہ نے اس شخص سے کہا جناب آپنے بات برمحل نہیں کہی۔ ابلیس نے اپنے قیاس سے اللہ کے حکم کو رد کیا اور کافر ہوا اور ہمارا قیاس تو امر الٰہی کی اتباع کے لئے ہے کیونکہ ہم اس کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور ائمہ صحابہ و ائمہ تابعین کے اقوال سے کسی طرف لوٹاتے ہیں تم ہم اتباع کے گرد اگرد ہی رہتے ہیں تو ہم ابلیس لعنت اللہ علیہ کے ہم پلہ کیوں ہونے لگے؟ تو اس شخص نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور اب میں توبہ کرتا ہوں خدا آپکے دل کو بھی اسی طرح منور کرے

له الرجل غلطت وتبت فنور الله قلبك كما نورت قلبي وعنه انه كان يقول هذا الذي نحن عليه رأي لا يجبر عليه احد او لا نقول يجب على احد قبوله فمن كان عنده احسن منه فليأت به نقبله»

جس طرح آپنے میرے دل کو منور کیا۔ ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس پر ہم ہیں وہ رائے ہے حدیث نہیں ہے ہم اس پر کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ ہی یہ کہتے کہ اس پر عمل واجب ہے تو اگر کسی کے پاس اس سے بہتر رائے ہو تو لائے ہم اس کو قبول کرنے کو تیار رہیں

وقال ابن حزم جميع اصحاب ابي حنيفة مجمعون على ان مذهبه ان ضعيف الحديث اولى عنده من القياس»

ابن حزم نے کہا کہ ابوحنیفہ کے تمام اصحاب کو اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث ان کے نزدیک قیاس سے بہتر ہے۔

الفصل الثاني عشر في الصفات التي تميز بها على من بعده

بارھویں فصل ان صفات کے بیان میں جن سے آپ دوسروں سے ممتاز ہیں

وهي كثيرة، منها انه رأى جماعة من الصحابة كما مر وقد صح من طرق انه صلى الله عليه وسلم قال طوبى لمن رآني

اس قسم کی صفات بہت ہیں ان میں سے ایک تو یہ کہ آپنے صحابہ کی ایک جماعت کو دیکھا جیسا کہ پہلے گزرا اور متعدد سندوں سے حضور اکرمؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

ولمن رأى من رآني ولمن رأى
من رآى من رآني»

ومنها انه ولد في قرنه صلى
الله عليه وسلم الذي صح عنه من
طرق كثيرة انه قال خير الناس
قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين
يلونهم وفي رواية مسلم خير الناس
القرن الذي انا فيه ثم الثاني ثم
الثالث» ومنها انه اجتهد و
افتى في زمن التابعين بل لماج
الاعمش ارسل اليه ليكتب له
المناسك وكان يقول اكتبوا
المناسك عنه فاني لا اعلم احد
اعلم بفرضها ونفلها منه فانظر
هذه الشهادة له من مثل الا
عمش»

ومنها روايته اكابر شيوخه
وغيرهم عنه كعمرو بن دينار و
دخل على الخليفة المنصور فقال
له عيسى بن موسى يا امير المؤمنين
هذا عالم الدنيا اليوم فقال

خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے مجھ کو دیکھا اور
اور انکے لئے جنھوں نے میرے دیکھنے والوں
کو دیکھا۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ حضورؐ
کی صدی میں پیدا ہوئے جس کے بارے میں
بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا بہترین
لوگ میری صدی کے ہیں پھر وہ جوان سے
ملے ہوئے ہوں پھر وہ جوان سے ملے ہوئے
ہوں اور مسلم کی ایک روایت میں ہے بہترین
صدی وہ ہے جس میں میں ہوں پھر دوسری
پھر تیسری اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے
تابعین کے عہد میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا بلکہ
جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو آپ کو لکھا کہ
حج کے مناسک لکھ دیں اور آپ فرماتے تھے
کہ مناسک ابوحنیفہ سے لکھو کیونکہ میں مناسک
کے فرائض و نوافل ابوحنیفہ سے زائد جاننے والا
کسی کو نہیں سمجھتا اب آپ ملاحظہ کیجئے کہ اعمش
جیسے شخص نے آپکے بارے میں شہادت دی
اور ان میں سے ایک یہ کہ ان کے اکابر و،
شیوخ ان سے روایت کرتے ہیں جیسے
عمرو بن دینار آپ خلیفہ منصور کے پاس
آئے تو عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ سے کہا کہ

له الخليفة عمن اخذت العلم
قال عن اصحاب عمر عنه وعن
اصحاب علی عنه وعن اصحاب
ابن مسعود عنه فقال بخ بخ
لقد استوثقت لنفسك
ماشئت"

ومنها ما اتفق له من
الاصحاب ما لم يتفق لاحد
بعده كما علم مما مر وقال رجل
عند وكيع اخطأ ابو حنيفة فزجره
وكيع وقال من يقول هذا كالانعام
بل هم اضل سبيلا كيف يخطى
وعنده ائمة الفقه كابي يوسف
ومحمد وائمة الحديث وعددهم
وائمة اللغة والعربية وعددهم
وائمة الزهد والورع كالفضيل
وداؤد الطائي ومن كان اصحابه
هو اوله لم يكن ليخطئ لانه ان
اخطأ رده للحق"

ومنها انه اول من دون
علم الفقه ورتبه ابوابا وكتبا على

اے امیر المومنین یہ آج دنیا بھر کا عالم ہے تو
خلیفہ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپنے کس سے
علم حاصل کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ سے انکے
صحابہ کے ذریعہ اور حضرت علیؓ سے ان کے
اصحاب کے ذریعہ اور ابن مسعودؓ سے انکے
اصحاب کے ذریعے تو آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا
آپنے جو چاہا وہ اپنے لئے پختگی سے حاصل کر لیا
اور ان میں سے ایک یہ کہ آپکے اصحاب کا آپ پر
ایسا اتفاق ہوا جتنا کسی کے لئے نہیں ہوا
جیسا کہ گذشتہ بیان سے معلوم ہوا اور ایک
شخص نے وکیع کے پاس آکر کہا کہ ابو حنیفہ
نے غلطی کی تو وکیع نے اسے جھڑکا اور کہا کہ
جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں
بلکہ وہ زیادہ گم کردہ راہ ہیں وہ کیسے غلطی
کر سکتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ائمہ فقہ ہیں
جیسے ابو یوسف اور محمد اور ائمہ حدیث ہیں
(پھر انکی تعداد گنائی) اور ائمہ لغت و عربیت
ہیں (انکی تعداد گنائی) ائمہ زہد و ورع مثل
فضیل و داؤد طائی کے ہیں تو جسکے ساتھی
ایسے لوگ ہوں اس سے خطا کیونکر ممکن ہے
پس اگر وہ خطا کرتے تو دوسرے انکو حق کی

نحوما ھو علیہ الیوم وتبعہ مالک فی موطئہ ومن قبلہ انماکانوا یعتمدون علی حفظھم وھو اوّل من وضع کتاب الفرائض و کتاب الشروط ومنھا انتشار مذھبہ فی اقالیم لیس فیھا غیرہ کالھند والسند والروم وماوراء النھر"

ومنھا انفاقہ علی نفسہ وغیرہ من العلماء وغیرھم من کسب یدہ ولم یقبل جائزۃ مع ماتواتر من کثرۃ عبادتہ وزھدہ و کثرۃ حجہ واعتمارہ وغیرہ ذلک مما یاتی"

ومنھا انہ مات مظلوما محبوسا مسموما کما یاتی"

طرف لوٹا دیتے اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جس نے علم فقہ کی تدوین کی اور اس کو باب در باب کر کے مدون کیا اور اس کی کتابیں مرتب کیں جیسا کہ آجکل موجود ہیں امام مالک نے اپنی موطا میں انکی اتباع کی اور آپ سے قبل کے لوگ اپنی یادداشت پر اعتماد کرتے تھے آپ سب سے پہلے شخص ہیں جس نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط وضع کی اور ان میں سے ایک یہ آپ کا مذہب ایسے ممالک میں پہنچا جہاں تک کہ کسی کا مذہب نہیں پہنچ سکا۔ مثلاً ہند، سندھ اور روم اور ماوراء النہر اور ان میں سے ایک یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے اپنے اوپر اور اپنے دیگر علماء پر خرچ فرماتے تھے اور آپ نے کبھی کوئی انعام قبول نہیں کیا علاوہ ازیں آپ کی کثرت عبادت، زہد کثرت حج وعمرہ وغیرہ جیسا کہ آئے گا تواتر سے ثابت ہے۔ اور ان میں سے ایک آپکی وفات بحالت قید وبند زہر خورانی سے ہوئی جس میں آپ مظلوم تھے جیسا کہ آئے گا۔

الفصل الثالث عشر في ثناء الائمة عليه

روى الخطيب عن الشافعي رحمه الله قال قيل لمالك رحمه الله هل رأيت ابا حنيفة رحمه الله قال نعم رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية ان يجعلها ذهبا لقام بحجته، و في رواية انه سأله عن جماعة فاجابه عنهم قال فابو حنيفة قال سبحان الله لم ار مثله ما الله لو قال ان الاسطوانة من ذهب لاقام الدليل القياسي على صحة قوله وقال ابن المبارك دخل ابو حنيفة على مالك فرفعه ثم قال بعد خروجه أتدرون من هذا قالوا لا قال هذا ابو حنيفة النعمان لو قال هذه الاسطوانة من ذهب لخرجت كما قال لقد وفق له

تیرھویں فصل ائمہ کی تعریف آپ کے حق میں

خطیب نے روایت کی امام شافعیؒ سے کہ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آیا آپنے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں میں نے ایسے شخص کو دیکھا اگر وہ تم سے اس ستون کے بارے میں بحث کرے کہ وہ اس کو سونے کا بنا دینگے تو ثابت کر کے رہیں گے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ امام شافعیؒ نے مالکؒ سے ایک جماعت کے بارے میں دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا بخدا اگر وہ ستون کے بارے میں کہیں کہ وہ سونے کا ہے تو اسے ثابت کر دیں گے۔ ابن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہؒ ایک مرتبہ مالکؒ کے پاس آئے تو آپنے ان کی تعظیم و تکریم کی اور پھر ان کے جانے کے بعد فرمایا کہ یہ ابو حنیفہؒ نعمان ہیں اگر یہ کہدیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو واقعی وہ ایسا ہی نکلے گا۔ آپ کو

الفقه حتى ما عليه فيه كثيرة
مؤنة ثم دخل الثوري فاجلسه
دون مجلس ابي حنيفة فلما
خرج ذكر من فقهه وورعه"

وقال الشافعي من اراد ان
يتبحر في الفقه فهو عيال على ابي
حنيفة انه ممن وفق له الفقه
هذه رواية حرملة عنه" وفي
رواية الربيع عنه الناس عيال
في الفقه على ابي حنيفة ما رايت
اي علمت احدا افقه منه لانه
لم يدرك احدا افقه منه"

وجاء عنه ايضا من لم ينظر في
كتبه لم يتبحر في العلم ولا يتفقه"

وقال ابن عيينه ما رات عيني
مثله وعنه من اراد المغازي فا
المدينة او المناسك فمكة
او الفقه فالكوفة ويلزم اصحاب
ابي حنيفة"

وقال ابن المبارك كان افقه
الناس ما رايت افقه منه وقال

فقہ کی توفیق دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ
وہ آپ کے لئے آسان ہوگیا ہے۔ پھر ثوری
آئے تو آپ نے ان کو ابو حنیفہؒ کے رتبہ سے
کم رتبہ میں بٹھایا پھر جب وہ چلے گئے تو
ان کے فقہ اور ورع کا ذکر کیا گیا۔ امام
شافعیؒ نے فرمایا کہ جو شخص فقہ میں عبور
حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج
ہے کیونکہ آپ کو فقہ کی توفیق دی گئی ہے
یہ روایت حرملہ نے امام شافعیؒ سے کی
ہے اور ربیع کی روایت جو آپ سے ہے وہ یہ
ہے کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج
ہیں۔ میں نے ابو حنیفہؒ سے زائد فقیہ کسی
کو نہ دیکھا اور یہ اس لئے فرمایا کہ آپ نے
ان سے زائد فقیہ کے زمانے کو نہ پایا۔
امام شافعیؒ سے ہی منقول ہے کہ جس
نے ابو حنیفہ کی کتب میں غور و فکر نہ کیا
وہ نہ تو علم میں ماہر ہو سکتا ہے اور نہ ہی
فقیہ بن سکتا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کہ میری
آنکھ نے ابو حنیفہؒ جیسا نہ دیکھا اور انھیں
سے مروی ہے کہ جو غزوات کا علم حاصل
کرنا چاہے وہ مکہ جائے اور جو مناسک کا

كان آية فقيل فى الخير او الشر فقال اسكت يا هذا يقال غاية فى الشر وآية فى الخير، وعنه ان احتيج للرای فرای مالك وسفيان وابى حنيفة وهوا فقههم واحسنهم وادقهم فطنة واغوصهم على الفقه وعنه قوله عندنا اذا لم نجد اثرا كالاثر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنه انه كان يحدث الناس فقال حدثنى النعمان ابن ثابت فقيل له من تعنى قال اباحنيفة مخ العلم فامسك بعضهم عن ان يكتب ذلك الاملاء فسكت ابن المباركؒ هنيهة ثم قال ايها الناس ما اسوا ادبكم واجهلكم بالائمة وما اقل معرفتكم بالعلم واهله ليس احد احق ان يقتدى به من ابى حنيفة لانه كان اماما تقيا ورعا عالما

علم حاصل کرنا چاہے وہ مکہ جائے اور جو فقہ کا علم چاہتا ہے تو وہ کوفہ جائے اور اصحاب ابو حنیفہ کی صحبت کو اپنے اوپر لازم کرلے۔ اور ابن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہؒ سب لوگوں سے زائد فقیہ تھے میں نے ان سے زائد کسی کو فقیہ نہ دیکھا اور وہ ایک نشانی تھے تو کسی شخص نے کہا کہ اچھائی میں یا بُرائی میں تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص خاموش رہ برائی میں غایت کہا جاتا ہے اور اچھائی میں آیت کہا جاتا ہے اور انھیں سے مروی ہے کہ اگر رائے کی ضرورت ہو تو مالکؒ اور ابو سفیانؒ اور ابو حنیفہ کی رائے لینا چاہیے اور ابوحنیفہ ان میں سب سے زائد فقیہ ہیں اور انکی سمجھ ان سب میں فقہ میں اچھی ہے باریک اور گہری ہے اور انہی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نہ پائیں تو ابوحنیفہؒ کا قول مثل حدیث کے لینا چاہیئے اور انھیں سے مروی ہے کہ وہ لوگوں سے اس طرح حدیث بیان کرتے تھے کہ جیسے نعمان بن ثابت نے

فقيهًا كشف العلم كشفا لم
يكشفه احد ببصر وفهم وفطنة
وتقى ثم حلف ان لا يحدث
شهرًا =

وقال الثوري عمن قال له
جئت من عند ابي حنيفة لقد
جئت من عند افقه اهل الارض
وقال ايضا ان الذي يخالف
ابا حنيفة يحتاج الى ان يكون
اعلى منه قدرا واوفر علما و
بعيد ما يوجد ذلك ولما حجا
كان يقدمه ويمشي خلفه
ولا يجيب اذا سئل حتى يكون
ابا حنيفة هو الذي يجيب وقيل
له وقد رؤي تحت رأسه كتاب
الرهن لابي حنيفة تنظر في كتبه
فقال وددت انها كلها عندي
مجتمعة انظر فيها ما ابقى في
شرح العلم غاية ولكنا لا ننصفه"

وقال ابو يوسف رحمه الله
الثوري اكثر متابعة لابي حنيفة

حدیث بیان کی تو ان سے دریافت کیا گیا
کہ اس سے آپ کی مراد کیا ہے؟ تو انھوں
نے کہا کہ ابوحنیفہؒ علم کا مغز ہیں تو کچھ
لوگ اس املاء کے لکھنے سے رک گئے تو
تو ابن مبارک تھوڑی دیر رکے اور فرمایا
کہ اے لوگو تم کس قدر بے ادب اور ائمہ
سے کس قدر ناواقف ہو ابوحنیفہ سے
زائد کوئی لائق اقتداء نہیں کیونکہ وہ
امام متقی، خداترس، عالم، فقیہ تھے علم کو اپنی
بصارت سمجھ اور عقل سے ایسا منکشف
کیا کہ کسی نے نہیں کیا پھر آپ نے قسم کھائی کہ
ایک ماہ تک ان سے حدیث نہیں بیان
کریں گے

اور ثوری نے اس شخص سے جو کہ ابو
حنیفہؒ کے پاس سے آیا تھا کہا کہ تم روئے
زمین کے سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے
آئے ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو ابوحنیفہ کی
مخالفت کرتا ہے اسے ابوحنیفہؒ سے زائد
باقدر اور زائد عالم ہونا چاہئے اس
صفت کا آدمی ہونا بہت مشکل ہے
اور جب دونوں نے حج کیا تو آپ ابوحنیفہؒ کو

منی ووصفہ یوما لابن المبارک
فقال انہ لیرکب من العلم احد
من سنان الرمح کان واللہ
شدید الاخذ العلم ذابا عن
المحارم متبعا لاھل بلدہ لا
یستحل ان یاخذ الا ما صح عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شدید المعرفۃ بناسخ الحدیث
ومنسوخہ وکان یطلب لاحادیث
الثقات والاخذ من فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وما ادرک علیہ علماء اھل الکوفۃ
فی اتباع الحق اخذ بہ وجعلہ
دینہ وقد شنع علیہ قوم فسکتنا
عنھم بما نستغفر اللہ تعالی
منہ"

وقال الاوزاعی لابن المبارک
من ھذا المبتدع الذی خرج بالکوفۃ
یکنی اباحنیفۃ فاراہ مسائل
عویصۃ من مسائلہ فلما راھا
منسوبۃ للنعمان بن ثابت قال

آگے کرتے تھے اور خود انکے پیچھے چلتے تھے اور
جب دونوں سے کچھ سوال کیا جاتا تو آپ
جواب دیتے بلکہ ابوحنیفہؒ ہی جواب دیتے
تھے آپکے تکیہ کے نیچے ابوحنیفہؒ کی کتاب
الرہن تھی تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ابوحنیفہؒ
کی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں تو آپنے جواب
دیا کہ کاش انکی سب کتابیں میرے پاس
اکٹھی ہوتیں اور انکو میں دیکھتا۔ ابوحنیفہؒ
نے علم کی تشریح میں کچھ کسر نہ اٹھا رکھی ہے
لیکن ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے
ابویوسفؒ نے فرمایا ثوری بہ نسبت میری
ابوحنیفہؒ کے زائد متبع ہیں ایک دن آپنے
ابوحنیفہ کی تعریف ابن مبارک کے سامنے
کی اور فرمایا کہ وہ علم کی ایسی نوک پر سوار
ہیں جو نیزے کی نوک سے زائد تیز ہے اور
بخدا وہ علم کو بہت حاصل کرنے والے محارم
سے دفع کرنے والے اپنے اہل شہر کے متبع
تھے انکے نزدیک یہ بات جائز نہ تھی کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث
کے سوا کسی حدیث کو قبول کریں آپ کو
احادیث کے ناسخ و منسوخ کا بہت زائد

من هذا قلت شيخ لقيته بالعراق
قال هذا انبيل من المشائخ
اذهب فاستكثر منه قلت هذا
ابوحنيفة الذي نهيت عنه
ثم لما اجتمع بابي حنيفة بمكة
جاراه في تلك المسائل فكشفها
ابوحنيفة له باكثر ما كتبها ابن
المبارك عنه فلما افترقا قال
الاوزاعي لابن المبارك غبطت
الرجل بكثرة علمه ووفور عقله
واستغفر الله تعالى لقد كنت
في غلط ظاهر الزم الرجل فانه
بخلاف ما بلغني عنه"

وقال ابن جريج لما بلغه من
علمه وشدة ورعه وصيانته
لدينه وعلمه احسبه سيكون له
في العلم شان عجيب وذكر عنده
يوما فقال اسكتوا انه لفقيه انه
لفقيه انه لفقيه وقال احمد بن
حنبل في حقه انه من اهل الورع
والزهد وايثار الآخرة بمحل

علم تھا۔ آپ معتمد حضرات کی روایات
کے متلاشی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل مبارک کو قبول کرتے تھے اور حق کی
اتباع میں اہل کوفہ کا جو عمل دیکھا اس کو
اپنایا اور اس کو اپنا دین بنالیا اور کچھ
لوگوں نے ان پر طعن و تشنیع کی ہے تو ہم
ان سے خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اللہ
سے طلب مغفرت کرتے ہیں۔

اوزاعی نے ابن مبارک سے دریافت کیا
کہ یہ بدعتی کون ہے جو کوفہ میں نکلا ہے جسکی
کنیت ابوحنیفہ ہے تو ابن مبارک نے ان کو
ابوحنیفہ کے کچھ مشکل مسائل دکھائے۔
جب ابن مبارک نے ان مسائل کو نعمان
بن ثابت کی طرف منسوب دیکھا تو دریافت
کیا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو انھوں نے
جواب دیا کہ یہ ایک شیخ ہیں جن سے میری
ملاقات عراق میں ہوئی تو انھوں نے
کہا کہ یہ ایک بہت ہی جلیل شیخ ہیں تم جاؤ
اور ان سے مزید علم حاصل کرو۔ میں نے
کہا کہ یہی تو ابوحنیفہ ہیں جن سے آپ نے
منع کیا تھا پھر جب اوزاعی کی ملاقات

لا يدركه احد ولقد ضرب با
السياط ليلى القضاء للمنصور
فلم يفعل فرحمة الله عليه و
رضوانه وقال يزيد بن هارون
لما سئل عن النظر فى كتبه
انظر وفيها فانى ما رايت احدا
من الفقهاء يكره النظر فى قوله
ولقد احتال الثورى فى كتاب
الرهن له حتى نسخه وقال ايضا
لما قيل له راى مالك احب
اليك من راى ابى حنيفة اكتب
حديث مالك فانه كان
ينتقى الرجال والفقه صناعته
ابى حنيفة وصناعة اصحابه
كانهم خلقوا له وروى الخطيب
عن بعض أئمة الزهد انه
قال يجب على اهل الاسلام
ان يدعوا لابى حنيفة فى صلوتهم
لحفظه عليهم السنة والفقه
وقال الناس فيه حاسد وجاهل
وهو احسنهما عندى وقال

ابو حنیفہ سے مکہ میں ہوئی تو انہی مسائل
میں آپ سے بحث کی تو ابو حنیفہ نے ان مسائل
کو اس تشریح سے زائد تشریح سے سمجھایا
جو ابنِ مبارک نے ان سے سیکھی۔ پھر جب
دونوں جدا ہوئے تو اوزاعی نے ابن مبارک
سے کہا کہ میں اس شخص کے علم کی کثرت اور
وفورِ عقل پر رشک کرتا ہوں۔ اور میں اللہ
سے مغفرت چاہتا ہوں کہ میں غلطی پر تھا۔
تم انکی صحبت اختیار کرو کیونکہ وہ ان
صفات سے مختلف ہیں جو مجھ سے بیان کی
گئی ہیں۔ اور ابنِ جریج کو جب آپ کے
شدید ورع اور دینی احتیاط اور علم کا پتہ
چلا تو انھوں نے فرمایا کہ علم میں انکو بہت بڑا
رتبہ ملے گا اور ایک روز انکا تذکرہ ابن جریج
کے سامنے کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ خاموش رہو
بیشک وہ فقیہہ ہیں، بیشک وہ فقیہہ ہیں،
بیشک وہ فقیہہ ہیں۔ اور احمد بن حنبل نے
انکے بارے میں کہا کہ وہ ورع زہد اور آخرت
کے ایثار میں ایسا مقام رکھتے ہیں جو کوئی
نہیں پا سکتا۔ اور آپ کو کوڑوں سے مارا
گیا تاکہ منصور کا قاضی بننا قبول کریں

من اراد ان يخرج من ذلة
العمى والجهل ويجد حلاوة
الفقه فلينظر فى كتبه" وقال
مكى بن ابراهيم كان ابوحنيفة
اعلم اهل زمانه وقال يحيى
ابن سعيد القطان ما سمعنا احسن
من راى ابى حنيفة ومن ثمة
كان يذهب فى الفتوى الى قوله"
وقال نضر بن شميل كان
الناس نياما عن الفقه حتى
ايقظهم ابو حنيفة بما فتقه
بينه ولخصه وقال مسعر بكسر
فسكون نفتح ابن كدام بكسر
فتخفيف مهملة من جعل ابا
حنيفة بينه وبين الله رجوت
ان لا يخاف ولا يكون فرط
فى الاحتياط لنفسه وقيل له
لم تركت راى اصحابه واخذت
برأيه قال لصحته فأتوا باصح
منه لارغب عنه اليه" وقال
ابن المبارك رايت مسعرا فى

لیکن آپ نے انکار کر دیا اللہ ان پر اپنی رحمت
اور خوشنودی نازل۔ اور یزید بن ہارون
سے جب ابوحنیفہ کی کتابوں کے مطالعہ کی
بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی
کتابوں کا مطالعہ کرو کیونکہ میں نے کسی فقیہہ
کو نہ دیکھا کہ وہ انکے قول کو برا سمجھتا ہو اور
ثوریؒ نے کسی تدبیر سے کتاب الرہن کو نقل کیا
اور آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ مالک کی
رائے کو ابوحنیفہ کی بہ نسبت زائد پسند کرتے
ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ میں مالک کی
حدیثیں لکھتا ہوں۔ کیونکہ وہ لوگوں کی تحقیق
کرتے تھے اور فقہ ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کا فن ہے
گویا کہ ان کا مقصد تخلیق ہی یہ تھا اور خطیب نے
بعض ائمہ زہد سے روایت کی کہ مسلمانوں پر
واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں ابوحنیفہؒ کے
حق میں دعا کریں کیونکہ انھوں نے مسلمانوں کے
لئے سنت و فقہ کی حفاظت کی اور لوگ انکے
بارے میں حاسد و جاہل ہیں حالانکہ وہ میرے
نزدیک ان دونوں سے بہتر ہیں اور فرمایا کہ جو
شخص اس اندھے پن اور جہالت کے گڑھے
سے نکلنا چاہے اور فقہہ کی مٹھاس چکھنے کا

حلقة ابی حنیفة یسالہ و
یستفید منہ وقال ما رایت
افقہ منہ وقال عیسیٰ بن یونس
لا تصدقن احدا الیسئ القول
فیہ فانی واللہ ما رایت افضل
منہ ولا افقہ منہ وقال معمر
ما رایت رجلا یحسن ان یتکلم
فی الفقہ ویسعہ ان یقیس و
یشرح الحدیث احسن معرفة
ابی حنیفة ؎
وقال الفضیل کان فقیہا معروفا
بالفقہ مشہورا بالورع واسع
المال معروفا بالافضال علی
کل من یطوف بہ صبورا علی
تعلیم العلم باللیل والنہار
قلیل الکلام حتی لا یرد مسئلة
فی الحلال والحرام الا علی الحق
ھاربا من السلطان وقال ابو یوسف
انی لادعولہ قبل ابوی وسمعتہ یقول

متمنی ہے تو ابو حنیفہ کی کتب کا مطالعہ کرے
اور مکی ابن ابراہیم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ اپنے
زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے اور یحییٰ بن سعید
قطان نے کہا کہ ہم نے ابو حنیفہ کی رائے سے
بہتر کسی کی نہ سنی اور اسی لئے آپ فتویٰ میں
ابو حنیفہ کے قول کی طرف رجوع فرماتے تھے
اور نضر بن شمیل نے فرمایا کہ لوگ فقہ کی طرف سے
غافل تھے حتیٰ کہ ابو حنیفہ نے انکو اپنی تحقیق
بیان اور خلاصہ سے بیدار کر دیا اور مسعر
(زیر پھر سکون پھر فتح) بن کدام (کسرہ اور دال
غیر مشدد) نے فرمایا کہ جس نے اپنے اور خدا کے
درمیان ابو حنیفہ کو ڈالدیا تو مجھے امید ہے
کہ اس کو کوئی ڈر نہ ہوگا اور اس کی اپنی زائد
احتیاط کی حاجت نہ رہے گی اور ان سے دریافت
کیا گیا کہ آپ ابو حنیفہ کے اصحاب کی رائے
چھوڑ کر انکی رائے کی طرف کیوں مائل ہوئے
تو آپنے فرمایا کہ اسکی صحت کی بنا پر تو اب تم
اس سے بھی زائد صحیح لاؤ تاکہ میں اس سے
اعراض کروں اور ابن مبارک نے کہا کہ میں نے مسعر کو

؎ اور مجھے ان کی ذات سے اس امر کا خوف نہیں کہ اللہ کے دین میں کسی شک کو دخل دیں۔

انی لادعو لحماد مع ابوی وقال ابوحنیفۃ زینہ اللہ تعالیٰ بالفقہ والعمل والسخاء والبذل واخلاق القرآن التی کانت فیہ وقال کان خلف من مضیٰ وما خلف واللہ علی وجہ الارض مثلہ" وسئل الاعمش عن مسئلۃ قال انما یحسن جواب ھذا النعمان بن ثابت واظنہ بورک لہ فی علمہ" وقال یحییٰ بن آدم ما تقولون فی ھولاء الذین یقعون فی ابی حنیفۃ قال انہ جاء ھم بما یعقلونہ وما لا یعقلونہ من العلم فحسدوہ،

وقال وکیع ما رایت احدا افقہ منہ ولا احسن صلوٰۃ منہ"

وقال الامام الحافظ الناقد یحییٰ ابن معین الفقہاء اربعۃ" ابوحنیفۃ وسفیان ومالک و الاوزاعی وعنہ القراۃ عندی

ابوحنیفہ کے حلقہ میں سوال اور استفادہ کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ میں نے ان سے زائد کوئی فقیہہ نہیں دیکھا اور عیسیٰ بن یونس نے کہا کہ جو ابوحنیفہ کی شان میں گستاخی کرے تم ہرگز اسکی تصدیق نہ کرو۔ معمر نے فرمایا کہ میں نے ابوحنیفہ سے زائد فقیہہ اور قیاس کا ماہر نہ دیکھا۔ سوائے ابوحنیفہ کے۔ اور فضیل نے کہا کہ آپ فقہ میں معروف اور ورع میں مشہور دولتمند، ہر ایک پر احسان کرنے والے اور علم سکھانے پر شب و روز مصروف رہنے والے کم گو تھے حتیٰ کہ حرام و حلال کے کسی مسئلہ کو رد نہ فرماتے تھے سوائے حق کی وجہ سے۔ بادشاہ سے دوری اختیار کرنے والے تھے۔ ابو یوسف نے فرمایا کہ میں ابوحنیفہ کے لئے اپنے والدین سے پہلے دعا کرتا ہوں اور میں نے ابوحنیفہ کو سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں حماد (استاد ابوحنیفہ) کیلئے اپنے والدین کے ساتھ دعا کرتا ہوں اور ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اللہ کی زینت فقہ، عمل، سخاوت خرچ اور قرآنی اخلاق سے ہے۔ اور ابو یوسف نے فرمایا کہ ابوحنیفہ اپنے اسلاف کے جانشین تھے۔ اور بخدا روئے زمین پر انھوں نے اپنے

قراة حمزة والفقه فقه ابی
حنیفة على هذا ادركت الناس
وسئل هل حديث سفيان عنه؛
قال نعم كان ثقة صدوقا فی
الفقه والحديث مامونا على
دين الله. وقال ابن المبارك
رايت الحسن بن عمارة اخذا
بركابه قائلا والله ما رايت
احدا يتكلم فی الفقه ابلغ و
لا اصبر ولا احضر جوابا منك
وانك لسيد من تكلم فی الفقه
فی وقتك غير مدافع وما
يتكلمون فيك الا حسدا"
وقال شعبة كان والله حسن
الفهم جيد الحفظ حتى شنّعوا عليه
بما هو اعلم به منهم والله
سيقولون عند الله وكان
كثير الترحم عليه وسئل يحيیٰ
ابن معين عنه فقال ثقة ما سمعت
احدا ضعفه هذا شعبة يكتب
له ان يحدث ويامره وشعبة

جیسا نہ چھوڑا۔ اور اعمش سے کسی مسئلہ کے بارے
میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس کا جواب
نعمان بن ثابت اچھی طرح دے سکتے ہیں اور
میرا خیال ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی
ہے۔ اور یحییٰ بن آدم نے کہا کہ تم ان لوگوں کے
بارے میں کیا کہتے ہو جو ابو حنیفہ پر نکتہ چینی
کرتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ انھوں نے کچھ
ایسی علمی چیزیں پیش کی ہیں جو یہ لوگ سمجھتے ہیں
اور کچھ ایسی چیزیں پیش کی ہیں جو یہ لوگ نہیں
سمجھتے اس لئے یہ لوگ ان سے حسد کرتے ہیں
اور وکیع نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ سے زائد
فقیہہ دیکھا نہ اچھا غازی دیکھا اور حافظ، ناقد
یحییٰ بن معین نے کہا فقہاء چار ہیں۔ ابو حنیفہ
سفیان، مالک اور اوزاعی میرے پاس قرأت
حمزہ کی ہے اور فقہ ابو حنیفہ کا اور اس پر میں نے
لوگوں کو پایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ قابل اعتماد
تھے اور بہت سچے تھے۔ فقہ اور حدیث میں
اللہ کے دین کے معاملہ میں معتمد تھے اور ابن
مبارک نے کہا کہ میں نے حسن بن عمارۃ کو ابو حنیفہ
کی رکاب تھامے دیکھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے
کہ بخدا میں نے کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو فقہ میں

ووصفه ابو ایوب السختیانی
بالصلاح والفقه وری عند
ابن عون بانہ یقول القول ثم
یرجع عنہ فی غد فقال ھذا
دلیل ورعہ فانہ یرجع من خطأ
الی صواب ولولا ذلك لنصر
خطأه ودافع عنہ وقال حماد
بن یزید کنا نأتی عمرو بن
دینار فاذا جاء ابو حنیفۃ اقبل
علیہ وترکنا نسأل ابا حنیفۃ
فنسالہ فیحدثنا وقال الحافظ
عبد العزیز بن رواد من احب
ابا حنیفۃ فھو سنّی ومن ابغضہ
فھو مبتدع وفی روایۃ بیننا و
بین الناس ابو حنیفۃ فمن
احبہ وتولاہ علمنا انہ من
اھل السنۃ ومن ابغضہ علمنا
انہ من اھل البدعۃ وقال
خارجۃ بن مصعب ابو حنیفۃ
فی الفقہاء کقطب الرحیٰ و
کالجھبذ الذی ینقد الذھب

ابو حنیفہ سے بڑھ کر بلیغ اور صبر سے بریز کلام
کرتا ہو اور آپ سے زائد مختصر جواب دیتا ہو اور
آپ اپنے زمانہ میں فقہ میں کلام کرنے والوں کے
سردار ہیں اور اس میں آپ کی کوئی مخالفت
نہیں کر سکتا اور جو لوگ آپکے بارے میں طعن
کرتے ہیں وہ محض بر بنائے حسد اور شعبہ نے
کہا کہ بخدا آپ بہترین سمجھ اور اچھے حافظہ والے
تھے اس لئے لوگوں نے انکی ایسی باتوں پر
اعتراضات کئے جو آپ ان لوگوں سے زائد
جانتے تھے۔ بخدا وہ انکی سزا اللہ کے پاس
پائیں گے۔ اور شعبہ ابو حنیفہ کے حق میں
بہت زائد دعا فرماتے تھے اور یحییٰ بن معین سے
انکے بارے میں پوچھا گیا تو آپنے فرمایا کہ وہ ثقہ
ہیں میں نے کسی کو ان کی تضعیف کرتے ہوئے
نہیں سنا۔ اور ابو ایوب سختیانی نے انکی
تعریف نیکی اور فقہ سے کی۔ ابن عون نے ان
پر یہ الزام رکھا کہ وہ ایک قول کرتے ہیں پھر
دوسرے روز اس سے رجوع کرتے ہیں تو
آپنے فرمایا کہ یہ تو انکے ورع کی دلیل ہے
کیونکہ وہ خطاء سے ثواب کی طرف لوٹتے ہیں
اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنی غلطی کو بھی صحیح

وقال الحافظ محمد بن میمونؒ
لم یکن فی زمن ابی حنیفة
اعلم ولا اورع ولا ازھد وا
لا اعرف ولا افقہ منہ تا اللہ
ما سرنی بسماعی منہ مائتہ الف
دینار وقال ابراھیم بن معاویہ
الضریر من تمام السنۃ حب
ابی حنیفۃ وقال کان یصف
العدل ویقول بہ ویبین
للناس سبیل العلم واوضح
لھم مشکلاتہ وقال اسد
بن حکیم لا یقع فیہ الا
جاھل او مبتدع وقال ابو سلیمانؒ
کان ابو حنیفۃ عجبا من العجب
وانما یرغب عن کلامہ من لم
یقو علیہ وقال ابو عاصم ھو و
اللہ عندی افقہ من ابن جریج
ما رات عینی رجلا اشد اقتدارا
علی الفقہ منہ وذکر عند داؤد
الطائی فقال ذلک نجم یھتدی
بہ الساری وعلم تقبلہ قلوب

کر دکھاتے اور اسکے جوابات دیتے اور حماد بن
یزید نے کہا کہ ہم عمرو بن دینار کی خدمت میں
حاضر ہوتے۔ جب آپکے پاس ابوحنیفہ آجاتے
تو آپ ان پر متوجہ ہو جاتے اور ہم کو چھوڑ
دیتے کہ ہم ابوحنیفہ سے سوالات کریں گے تو ہم
ان سے سوالات کرتے اور وہ ہمیں احادیث
سناتے۔ حافظ عبدالعزیز بن ابی رواد نے
کہا کہ جو ابوحنیفہ سے محبت کرے وہ سنی ہے
اور جو ان سے دشمنی رکھے وہ بدعتی ہے اور
ایک روایت میں ہے کہ ہمارے اور لوگوں کے
درمیان ابوحنیفہ کا فرق ہے جو ان سے محبت
رکھے ہم جان لیں گے کہ وہ اہل سنت سے
ہے اور جو ان سے دشمنی کرے ہم جان لیں گے
کہ وہ اہل بدعت سے ہے اور خارجہ بن
مصعب نے کہا کہ ابوحنیفہ فقہ کے درمیان چکی
کے قطب (جس کیل پر چکی گھومتی ہے) کی
مانند ہیں اور اس کے مانند ہیں جو سونا پرکھتا
ہے اور حافظ محمد بن میمون نے کہا کہ ابوحنیفہ
کے زمانے میں ان سے زائد عالم، متقی، زاہد
عارف اور فقیہ کوئی نہ تھا بخدا مجھ کو ان سے
علم کی باتیں سننے کے بجائے کوئی شخص ایک

المومنین»

وقال شریک القاضی کان ابوحنیفة طویل الصمت کثیر التفکر دقیق النظر فی الفقه لطیف الاستخراج فی العلم والعمل والبحث ان کان الطالب فقیرا اغناه فاذا تعلم قال لہ وصلت الی الغنی الکبر بمعرفة الحلال والحرام وقال خلف بن ایوب صار العلم من اللہ تعالی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم منہ الی اصحابہ ثم منہم الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفة واصحابہ فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط وقیل لبعض الائمة ما لک تخص اباحنیفة عند ذکره بمدح دون غیره قال لان منزلتہ لیس کمنزلة غیره فیما انتفع الناس بعلمہ فاخصہ عند ذکره لیرغب الناس

لاکھ دینار بھی دیتا تو خوشی نہ ہوتی ۔ ابراہیم بن معاویہ ضریر نے کہا کہ سنت کے تتمہ سے ابوحنیفہ کی محبت کرنا ہے ۔ نیز فرمایا کہ آپ عدل کا بیان کرتے اور اس سے متصف تھے اور لوگوں کیلئے علم کی راہ بیان کی اور انکے لئے اس کی مشکلات واضح کیں اور اسد بن حکیم نے کہا کہ ان پر نکتہ چینی یا تو جاہل کریگا یا پھر بدعتی ۔ اور ابوسلیمان نے کہا کہ ابوحنیفہ عجائبات میں سے ایک اعجوبہ تھے انکے کلام سے وہی اعراض کریگا جسکے بس کا وہ کلام نہ ہوگا اور ابوعاصم نے کہا کہ وہ بخدا میرے نزدیک ابن جریج سے زائد فقیہ ہیں میں نے کسی شخص کو ان سے زائد فقہ پر قادر نہ پایا اور آپ کا تذکرہ داؤد طائی کے پاس ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ایک ستارہ ہیں جن سے راہ رو ہدایت پاتا ہے اور ایک جھنڈا ہیں جسے مومنوں کے دلوں نے قبول کیا ۔ قاضی شریک نے کہا کہ ابوحنیفہ خاموش مزاج ، مدبر، فقہ میں دقیق النظر باریک استنباطات علمی و عملی کرنے والے اور بحث لطیف کرنے والے تھے ۔ اگر طالب علم فقیر ہوتا

بالدعاء له والاثار فى النقل عن الائمة غير ماذكرنا كثيرة وفي بعض ماذكرناه مقنع للمنصف المذعن الذى يعرف الحق لاهله ومن ثمة قال الحافظ ابوعمر يوسف بن عبد البر بعد كلام ذكره واهل الفقه لا يلتفتون الى من طعن عليه ولا يصدقون بشئ من السوء ينسب اليه"

تو اسے غنی کر دیتے اور جب وہ پڑھ جاتا تو فرماتے تو لے حلال و حرام کی معرفت پاکر بڑی مالداری حاصل کی۔ اور خلف بن ایوب نے کہا کہ علم اللہ کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا اور ان سے پھر صحابہؓ کی طرف آیا اور اور ان سے تابعین کی طرف آیا پھر ابوحنیفہ کی طرف اور انکے اصحاب کی طرف آیا اب جس کا دل چاہے راضی ہو اور جس کا دل چاہے ناراض ہو۔ اور کسی امام سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ابوحنیفہ کی تعریف کرتے رہتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ اس لئے کہ ان کا مقام دوسروں کے مقام سے مختلف ہے۔ ان علوم کے لحاظ سے جن سے لوگ مستفیض ہوئے لہذا میں ان کا تذکرہ کرتا ہوں تاکہ لوگ ان کے حق میں دعا کی رغبت کریں اور ائمہ کرام سے منقول شدہ مذکورہ آثار کے علاوہ اور بھی بہت ہیں لیکن ایک منصف اور حق پرست انسان کے لئے ذکر کردہ اقوال میں سے بعض ہی کافی ہیں اسی وجہ سے حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ نے ایک کلام ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اہل فقہ ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کرتے جو ابوحنیفہ پر طعن کرتے ہیں اور وہ بری چیزیں جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان میں سے کسی کی تصدیق نہیں کرتے۔

الفصل الرابع عشر في شدة اجتهاده في العبادة

قال الذهبي قد تواتر قيامه الليل وتهجده وتعبده ومن ثمة كان يسمى الوتد من كثرة قيامه الليل بل احياءه بقراءة القرآن في ركعة ثلاثين سنة وحفظ عنه انه صلى صلاة الفجر بوضوء العشاء اربعين سنة فكان عامة الليل يقرءُ جميع القرآن في ركعة واحدة يسمع بكاءه باالليل حتى يرحمه جيرانه وحفظ عنه انه ختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعة آلاف مرة ووقع رجل فيه عند ابن المبارك فقال ويحك أتقع في رجل صلى خمسا واربعين سنة خمس صلوات على وضوء

چودھویں فصل آپ کی عبادت میں کوشش شدیدہ کے بیان میں

ذہبی نے کہا کہ تواتر سے آپ کا رات میں عبادت کرنا اور تہجد پڑھنا ثابت ہے اور یہی وجہ ہے کہ کثرت قیام کی وجہ سے آپ کو وتد (میخ) کہا جاتا تھا۔ بلکہ تیس سال تک ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھتے رہے اور انکے بارے میں مروی ہے کہ آپنے عشاء کے وضو سے نماز صبح چالیس سال تک پڑھی۔ عام طور پر آپ تمام قرآن ایک رکعت میں پڑھ لیتے تھے آپ کے رونے کی آواز رات میں سنی جاتی تھی حتیٰ کہ آپکے پڑوسی آپ پر رحم کھاتے۔ آپکے بارے میں محفوظ طریق سے یہ بھی مروی ہے کہ جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی اس مقام پر آپنے سات ہزار قرآن ختم کئے ایک شخص نے ابن مبارک کے سامنے آپ پر اعتراض کیا تو آپنے فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص پر اعتراض کرتے ہو جس نے ۴۵ سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں اور وہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم

واحد وكان يختم القرآن
في ركعة وتعلمت ماعندي من
الفقه منه وقال ابو مطيع ما
دخلت الطواف في ساعة من
الليل الا رايت اباحنيفة و
سفيان فيه ولما غسله الحسن
بن عمارة قال رحمك الله و
غفر لك لم تفطر منذ ثلاثين
سنة وقد اتعبت من بعدك
وفضحت القراء وسبب احيائه
الليل انه سمع رجلا يقول لآخر
هذا ابوحنيفة الذي لاينام
فقال لابي يوسف سبحان الله
الا ترى الله تعالى نشر لنا هذا
الذكر اليس بقبيح ان يعلم
الله تعالى منا ضد ذلك والله
لايتحدث الناس عني ما لم
افعل فكان يحيي الليل صلاة
وتضرعا ودعاء وقال ابو يوسف
كان يختم كل يوم وليلة
ختمة وفي رمضان ويوم

کرتے تھے اور جو کچھ میرے پاس فقہ ہے وہ
انھیں سے سیکھا ہے۔ ابو مطیع نے کہا کہ رات کو
جس وقت بھی میں طواف کو گیا تو ابو حنیفہ اور
سفیان کو بحالت طواف پایا اور جب حسن
بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا تو فرمایا کہ خدا آپ
پر رحم کرے اور مغفرت کرے تیس سال سے
تم نے افطار نہیں کیا اور آپنے بعد والوں کو
عاجز کر دیا اور قرآن کے قاریوں کو رسوا کر دیا
اور تمام رات آپکے عبادت کرنے کا باعث یہ
ہوا کہ آپنے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ یہ ہیں
ابو حنیفہ جو سوتے نہیں تو آپنے ابو یوسف سے
کہا کہ سبحان اللہ کیا تم خدا کی شان نہیں دیکھتے
کہ اس نے ہمارے لئے اس قسم کا چرچا کر دیا تو
کیا یہ بری بات نہیں کہ اللہ کے علم میں ہمارے
متعلق لوگ وہ کہیں جو اسکے برخلاف ہو خدا
میرے بارے میں لوگ وہ بات نہیں کہیں
گے جو میں نہیں کرتا چنانچہ آپ تمام رات
آہ وزاری اور دعاء میں صرف کرتے تھے اور
ابو یوسف نے کہا کہ ہر دن اور رات میں ایک
ختم کرتے اور رمضان اور عید میں باسٹھ ختم
کرتے اور مال میں سخاوت کرنے والے تھے۔

العين اثنين وستين ختمة
وكان سخيا بالمال صبورا على
تعليم العلم شديد الاحتمال
لما يقال فيه بعيد الغضب
شهدته يصلي الصبح بوضوء
اول الليل عشرين سنة ومن
صحبه قبلنا قالوا انه كذلك
اربعين سنة وقال مسهر رايته
يصلي الغداة ثم يجلس للناس
في العلم الى ان يصلي الظهر ثم
يجلس الى العصر ثم الى قريب
المغرب ثم الى العشاء فقلت
في نفسي متى يتفرغ هذا للعبادة
لا تعاهدنه فلما هدا الناس
خرج الى المسجد متطهرا
كانه عروس فانتصب للصلاة
الى الفجر ثم دخل ولبس
ثيابه وخرج لصلوة الصبح
ففعل كما فعل قبل فقلت
في نفسي ان الرجل قد ينشط
الليلة لا تعاهدنه فلما هدا

علم کے سکھانے میں صابر تھے۔ بہت بردباری
سے اپنے حق میں کئے جانے والے اعتراضات کو
سنتے تھے۔ غصہ سے کوسوں دور رہتے تھے میں نے دیکھا
کہ بیس سال تک رات کے ابتدائی حصہ کے
وضو سے آپ نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور جو لوگ
ہم سے پہلے ان کی صحبت اختیار کر چکے تھے
انہوں نے کہا کہ آپ کو اس حالت پر چالیس
سال ہو چکے ہیں۔ اور مسہر نے کہا کہ میں نے
آپ کو دیکھا کہ نماز فجر کے بعد لوگوں کے لئے
بیٹھتے تھے تا کہ علم کی باتیں بتائیں حتیٰ کہ نماز
ظہر پڑھتے اور پھر عصر تک بیٹھتے پھر مغرب کے
قریب تک بیٹھتے پھر عشا تک بیٹھتے تو میرے
دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص عبادت کے
لئے کب فارغ ہوتا ہوگا میں ضرور ان پر نگاہ
رکھوں گا جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی
تو پاک صاف ہو کر مسجد کی طرف نکلے ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ دولھا ہیں چنانچہ
آپ صبح تک نماز پڑھتے رہتے تھے پھر گھر واپس
تشریف لاتے اور اپنے کپڑے تبدیل فرما کر نماز
فجر کو نکلتے اور پھر حسب معمول وہی کرتے تھے
جو پہلے کیا تو میں نے دل میں کہا کہ شاید اس

الناس خرج ففعل كفعله
قبل في ليله ويومه حتى اذا
صلى العشاء قلت ان الرجل
قد ينشط الليلتين لأتعاهدنه
الليلة ففعل كفعله قبل
فقلت لألزمنه الى ان اموت
او يموت قال فما رأيته بالنهار
مفطرا ولا بالليل نائما وكان
يغفو قبل الظهر غفوة خفيفة
ومات مسعر في سجوده في مسجد
ابي حنيفة وقال شريك كنت
معه سنة فما رأيته وضع جنبه
على الفراش وعن خارجة ختم
القرآن في ركعة داخل الكعبة
اربعة وعد منهم ابا حنيفة
وقال الفضيل بن دكين بضم
الدال المهملة رأيت جماعة
من التابعين وغيرهم فما
رأيت احسن صلاة من ابي
حنيفة ولقد كان قبل الدخول
في الصلاة يبكي ويدعو فيقول

شخص نے آج رات خوشی میں یہ اعمال کیے
ہوں میں ضرور اس پر نگاہ رکھوں گا چنانچہ
جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی تو انھوں
نے وہی عمل دہرایا جو پہلی رات اور اسکے
دن میں کیا تھا حتیٰ کہ نماز عشا پڑھ لی تو میں نے
دل میں کہا کہ شاید دو راتیں خوشی میں اسی
طرح گذار لی ہوں میں آج رات ضرور ان پر
نگاہ رکھوں گا چنانچہ انھوں نے پھر اپنے عمل
کو دہرایا تو میں نے کہا کہ اب میں ان کا پیچھا
نہ چھوڑوں گا حتیٰ کہ میں نہ مرجاؤں یا یہ نہ
مرجائیں آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے انکو
دن میں افطار کرتے ہوئے پایا اور نہ ہی رات
میں سوتے ہوئے پایا اور ظہر سے پہلے تھوڑی
دیر خفیف سی اونگھ لیتے تھے اور مسعر بحالت
سجدہ ابو حنیفہ کی مسجد میں ہی انتقال کر گئے
شریک نے کہا کہ میں انکے ہمراہ ایک سال تک
رہا میں نے کبھی نہ دیکھا کہ انھوں نے پہلو
زمین پر رکھا ہو اور خارجہ کہتے ہیں کہ چار
اشخاص نے کعبہ کے اندرونی حصہ میں قرآن
ختم کیا اور ان میں سے ابو حنیفہ کو بھی شمار کیا
اور فضیل بن دکین (دال کے ضمہ سے) نے

القائل هو والله يخشى و
كنت اذا رائيتہ كالشن البالى
من العبادة وهو بفتح الشين
وتشديد النون القربة الخلقة
وردد فى قولہ تعالىٰ بل الساعة
موعدهم والساعة ادهى وامر
ليلة كاملة فى صلاتہ وقوأليلة
اخرى حتى وصل (فمن الله
علينا، ووقانا عذاب السموم)
فما زال يرددها حتى اذن
للفجر وقالت ام ولدہ ما تو
سد فراشا بليل منذ عرفتہ
وانما كان نومہ بين الظهر
والعصر بالصيف واول الليل
بمسجدہ فى الشتاء»

وقال ابن ابى رواد ما رايت
اصبر على الطواف والصلاة و
الفُتيا بمكة منہ انما كان كل
الليل والنهار فى طلب الاخرة
والنجاة ولقد شاهدتہ عشر
ليال فما رائيتہ نام بالليل

فرمایا کہ میں نے تابعین وغیرہ کی ایک جماعت
کو دیکھا تو کسی کو ابو حنیفہ سے زائد اچھی طرح
نماز پڑھتے ہوئے نہ پایا۔ اور آپ نماز شروع
کرنے سے پہلے روتے تھے اور دعا فرماتے تھے
تو دیکھنے والا کہتا ہے کہ واقعی خدا سے ڈرنے
والے یہی ہیں اور میں نے انکو جب بھی دیکھا
عبادت کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح دیکھا
(شَنّ شین کے فتح اور نون کی تشدید سے
پھٹی پرانی مشک) اور ایک رات پوری نماز
میں یہی دہراتے رہے کہ بل الساعۃ موعدھم
والساعۃ ادھی وامر اور دوسری رات بھی
قرآت کی حتیٰ کہ جب یہاں پہنچے کہ (فمنّ
اللہ علینا) ووقانا عذاب السموم) تو اسی
کو برابر پڑھتے رہے حتیٰ کہ اذان فجر ہو گئی
انکی ام ولد نے کہا کہ جب میں نے ان کو
پہچانا ہے کسی رات انھوں نے تکیہ نہ لگایا
اور گرمیوں میں آپ کی نیند ظہر اور عصر کے
درمیان ہوتی تھی اور ایک رات کے
ابتدائی حصہ میں اپنی مسجد میں جاڑوں میں
اور ابن رواد نے کہا کہ میں نے مکہ میں ابو حنیفہ
سے زائد طواف، نماز اور فتویٰ میں کسی کو

ولاهدأ ساعة من نهار من
طواف وصلاة او تعليم وذكر
بعض اهال المناقب انه لما حج
حجة الوداع اعطى السدنة
لنصف ماله ليمكنوه من الصلاة
داخل الكعبة فقرأ نصف القرآن
قائما على رجل ثم نصفه الآخر
على الاخرى وقال يارب عرفتك
حق معرفتك وما عبدتك
حق العبادة فهب لى نقصان
الخدمة لكمال المعرفة
فنودى من زاوية البيت عرفت
فاحسنت، واخلصت الخدمة
غفرنالك ولمن كان على
مذهبك الى قيام الساعة

صابر نہ پایا تمام شب و روز آپ طلب
آخرت اور طلب نجات میں رہتے اور میں
دن راتیں انکو دیکھا تورات کے کسی حصہ
میں وہ نہ سوئے۔ اور دن کی کسی ساعت
میں وہ طواف سے اور نماز سے یا تعلیم اور
بعض اچھی صفات والوں کے ذکر سے نہ
رکے جب آپنے آخری حج کیا تو کعبہ کے
مجاوروں کو اپنا آدھا مال دے دیا تاکہ
وہ انکو اس کے اندر نماز پڑھنے دیں تو
آدھا قرآن اپنی ایک ٹانگ پر پڑھا اور
آدھا دوسری پر اور کہا کہ اے میرے رب
میں نے تجھے پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق
ہے لیکن میں نے تیری ایسی عبادت نہ کی
جیسا کہ عبادت کا حق تھا تو میری خدمت کی
کمی کو معرفت کے کمال کی وجہ سے بخشدے
تو بیت اللہ کے گوشہ سے ندا آئی تم نے اچھی طرح معرفت حاصل کی اور خدمت میں خلوص
کا مظاہرہ کیا ہم نے تم کو بھی بخشا اور قیامت تک جو تمہارے مذہب پر ہوگا اسکو بھی بخشدیا

"تنبیہ"

لاينافى ما نقل عنه ان
صح من قوله عرفتك حق
معرفتك ما قاله غيره

"تنبیہ"

ابو حنیفہ کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ کو پہچان
لیا جیسا کہ حق تھا۔ دوسرے حضرات کے
اس قول سے معارض نہیں کہ ہم نے تجھ کو

سبحانك ما عرفناك حق
معرفتك لان مراد الامام
عرفتك حق معرفتك اللائقة
بی وانتهى اليه علمي ففيه تجوز
ومراد غيره ان حقيقة المعرفة
اللائقة بالحق لا يمكن احدا
ان يصل اليها وهذا هو
الحقيقة كيف وسيد المرسلين
والاولين والآخرين يقول
لا احصى ثناء عليك انت كما
اثنيت على نفسك وفي حديث
الشفاعة العظمى في فصل القضاء
انه صلى الله عليه وسلم يلهم
عند سؤاله فيها محامد لم
يكن الهمها قبل فهذه معارف
متجددة وهكذا الى ما لا نهاية
له ووقوفه على رجل في الصلاة
مكروه عند غيره لصحة الحديث
في النهي عنه فنفرض انه يرى
كراهته ويجاب عنه بانه انما
فعل ذلك مجاهدة لنفسه

اس طرح نہ پہچانا جس طرح پہچاننے کا حق
تھا اس لئے کہ امام کی یہ مراد ہے کہ میں نے
تجھ کو پہچانا جیسا کہ پہچاننا میرے لائق تھا
اور جہاں تک میرے علم کی انتہا ہوئی تو
گویا اس قول میں مبالغہ ہے اور دوسروں
کی مراد یہ ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو حق
کے لائق ہے اس تک کسی کی رسائی نہیں
اور یہی حقیقت ہے اور یہ کیونکہ ہو سکتا
ہے حالانکہ اوّل و آخر رسولوں کے سردار
فرماتے ہیں کہ اے اللہ میں تیری تعریف
نہ کر سکا تو ایسا ہی ہے جیسے خود تو نے
اپنی تعریف کی اور شفاعت عظمیٰ کی حدیث
فصل قضا میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
جب شفاعت کا سوال کریں گے تو آپ
کو ایسی تعریفات کا الہام ہو جائے گا
جو پہلے الہام نہ کی گئی تھیں تو یہ نئے
معارف ہیں اور اسی طرح دیگر معارف
جن کی کچھ انتہا نہیں اور آپ کا ایک
ٹانگ پر نماز کے لئے کھڑا ہونا دیگر
علماء کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ اس
بارے میں حدیث صحیح میں نہی وارد ہے

وليس ببعيد ان غرض مجاهدة النفس في مثل ذلك ممن لم يختل به خشوعه مانع للكراهة" وختمه القرآن في ركعة لا ينافي خبر ان من قرأه اقل من ثلاث لم يتفقه لان محله من لم تخرق له العادة في الحفظ والسهولة واتساع الزمن ومن ثم جاء عن كثير من الصحابة والتابعين انهم كانوا يختمونه في ركعة بل ختم بعضهم اربع مرات فيما بين المغرب والعشاء وكل ذلك من باب الكرامة فلا يعترض به"

تو ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ وہ بھی اس کراہت کے قائل ہوں گے اور اس فعل کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی صرف اپنے نفس سے مجاہدہ کے طور پر تھا اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ اس جیسے کام میں نفس سے مجاہدہ کی غرض اس شخص سے جسکے خشوع میں یہ فعل مانع نہ ہو کراہت کو ختم کرتی ہے اور آپ کا ایک رکعت میں قرآن ختم کرنا اس حدیث کے منافی نہیں کہ جس نے قرآن کو تین رات سے کم میں ختم کیا وہ فقیہہ نہ ہوا کیونکہ یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے واسطے خرق عادات کے طور پر نہ ہو یاد کرنے میں اور آسانی میں اور زمانے کی وسعت میں اسی لئے بہت سے صحابہ اور تابعین سے منقول ہے کہ وہ ایک رکعت میں ختم کرتے تھے بلکہ بعض نے تو مغرب وعشاء کے مابین چار مرتبہ ختم کیا اور یہ سب کچھ از قبیل کرامت ہے اس لئے قابل اعتراض نہیں۔

"الفصل الخامس عشر في خوفه ومراقبته لربه سبحانه وتعالى"

قال اسد بن عمرو كان بكاء
ابي حنيفة يسمع بالليل حتى
يرحمه جيرانه وقال وكيع
كان والله عظيم الامانة
وكان الله تعالى على كل شئ
ولو اخذته السيوف في الله تعالى
لاحتمل رحمه الله ورضي عنه
ربه رضا الابرار فلقد كان
منهم وقال يحيى بن القطان
كنت اذا نظرت اليه عرفت
انه يتقي الله عز وجل وقام
ليلة بهذه الآية يرددها
ويبكي ويتضرع (بل الساعة
موعدهم والساعة ادهى
وأمر) وليلة في ليلة (الهاكم
التكاثر) فرددها حتى اصبح
وقال يزيد بن الليث وكان

پندرھویں فصل آپ کے خوف خدا اور مراقبہ کے بیان میں

اسد بن عمر نے کہا کہ ابو حنیفہ کا رونا رات
میں سنا جاتا تھا۔ حتی کہ ان کے پڑوسی آپ پر
رحم کرتے تھے اور وکیع نے فرمایا کہ آپ بخدا
بہت دیانت دار تھے اور خدا کی جلالت و
کبریائی انکے قلب میں تھی اور آپ اپنے رب
کی خوشنودی کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے اور
اگر تلواریں ان کو اللہ کے بارے میں پکڑ لیتیں
تو وہ برداشت کر جاتے اور آپ کا رب آپ سے
ایسا راضی ہوا جیسا ابرار سے ہوتا ہے اور
واقعی وہ تھے بھی زمرۂ ابرار سے، یحیی بن
قطان نے کہا کہ میں انکی طرف دیکھ کر سمجھ
لیتا تھا کہ یہ خدا سے ڈرتے ہیں اور پوری
ایک رات مکمل یہ آیت دہراتے رہے کہ
(بل الساعۃ موعدہم والساعۃ
ادھی وامر) اور ایک رات (الھاکم
التکاثر) پر پہنچے تو صبح تک اس کا ورد
کرتے رہتے۔ یزید بن لیث نے کہا کہ آپ

من الاخيار قرأ الامام (اذا
زلزلت الارض) وابو حنيفة
خلفه فلما فرغ نظرت اليه فاذا
هو جالس يتفكر ويتنفس
فقمت لئلا يشتغل قلبه
وتركت القنديل وزيته
قليل ثم جئت وقد طلع
الفجر وهو قائم وقد اخذ
بلحية نفسه وهو يقول يا من
يجزي بمثقال ذرة خيرا خيرا
ويا من يجزي بمثقال ذرة
شرا شرا اجر النعمان عبدك من
النار وما يقرب منها وادخله
في سعة رحمتك قال فاذنت
فاذا القنديل يزهر وهو قائم
فلما دخلت قال لي تريد ان
تاخذ القنديل قلت هذا
اذنت للصلاة الغداة قال اكتم
ما رأيت وركع ركعتي الفجر
وجلس حتى اقيمت الصلاة
وصلى معنا الغداة على وضوء

اللہ کے برگزیدہ لوگوں میں تھے۔ امام نے
(اذا زلزلت الارض) پڑھی اور ابو حنیفہ پیچھے
تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ
آپ متفکر بیٹھے ہیں اور لمبی لمبی سانسیں لے
رہے ہیں تو میں وہاں سے اٹھ کر چل دیا۔ اور قندیل
جس میں تیل کم ہی تھا وہیں چھوڑ دیا کہ کہیں
انکا دھیان نہ بٹے۔ پھر صبح ہوئی تو میں آیا
دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے کھڑے
ہیں اور فرما رہے ہیں "اے وہ ذات جو ذرہ
برابر نیکی کے بدلے بھلائی ہی بھلائی عطا فرماتا
ہے اور اے وہ ذات جو ذرہ برابر برائی کے
بدلے برائی ہی برائی دیتا ہے۔ نعمان کی جزاء
تیرے پاس جہنم یا اس سے قریب ہے تو اسے اپنی
رحمت میں داخل فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ جب
میں پہنچا تو قندیل ٹمٹما رہا تھا اور وہ کھڑے
تھے جب میں آیا تو آپنے فرمایا کہ کیا قندیل لینا
چاہتے ہو۔ میں نے کہا کہ جناب نماز صبح کی
اذان ہو چکی ہے تو آپنے فرمایا کہ جو تم نے دیکھا
ہے اسے چھپانا پھر سنت فجر ادا کر کے بیٹھے
حتیٰ کہ اقامت ہوئی پھر آپنے ہمارے ساتھ
نماز فجر کی ابتدائی حصے کے وضو سے ادا فرمائی

اوّل اللین وقال ابوالاحوص"
لوقیل لہ انک تموت الی
ثلاثۃ ایام ماکان فیہ فضل
شی یقدر ان یزید علی عملہ
الّذی کان یعمل"

اور ابوالاحوص نے کہا کہ اگر ان سے یہ کہا
جاتا کہ آپ تین روز تک انتقال کر جائیں گے
تو آپ اس عمل سے کچھ زائد نہ کر سکتے تھے کیونکہ
ان کے اندر اس سے زائد کچھ بچا ہی نہ تھا۔

وذکر عند عیسٰی بن یونس
قال قد عالہ وقال کان اشد
اجتھادہ فی ان لا یعصی اللہ
تعالیٰ وان یعظم حرماتہ"
وقال لولا الحرج ما افتیت
اخوف ما اخاف ان یدخلنی
النار ما انا علیہ من الفتوی"
وقال ما اجترئت علی اللہ
تعالیٰ منذ تفقھت وسمع غلامہ
یسال الجنۃ فبکی حتی اختلج
صدغاہ ومنکباہ وامر بغلق
الدکان وقام مغطی الراس
مسرعا ثم قال ما اجرنا علی
اللہ یقول احدنا نسال اللہ
الجنۃ وانما یسال ذلک من
رضی نفسہ انما یرید مثلنا ان

اور آپ کا ذکر عیسٰی بن یونس کے سامنے
کیا گیا تو آپنے ان کے حق میں دعا کی اور فرمایا
کہ انکی پوری کوشش یہ تھی کہ اللہ کی نافرمانی
نہ کی جائے اور اس کی حرمات کی عزت کی
جائے، اور آپ فرماتے اگر حرج نہ ہوتا تو میں
فتویٰ نہ دیتا۔ سب سے زیادہ خوفناک چیز میرے
لئے یہ ہے کہ میرا فتویٰ مجھ کو جہنم میں داخل
کر دے اور آپنے فرمایا کہ جب سے میں فقیہ ہوا
اللہ پر جرأت نہ کی آپنے سنا کہ آپ کا غلام
اللہ سے جنت مانگ رہا ہے تو آپ رونے لگے
حتکہ آپ کی کنپٹیاں اور کاندھے کانپنے لگے۔
آپنے دکان بند کرنے کا حکم دیا اور سر پر کپڑا
لپیٹکر جلدی سے اُٹھے اور فرمایا کہ ہم خدا پر
کس قدر جری ہو گئے۔ ہم سے ایک شخص اللہ سے
جنت مانگتا ہے اور یہ محض اپنے دل کی مرضی
سے مانگتا ہے ہم جیسے لوگوں کو تو اللہ سے

يسال الله العفو وقرا الامام
يوما فی صلاۃ الصبح (ولا تحسبن
الله غافلا عما يعمل الظالمون")
فارتعد حتی عرف ذلك منه و
كان اذا اشكلت عليه مسئلة
قال لاصحابه ما هذا الا
لذنب احدثته فيستغفر
الله وربما قام فتوضا وصلی
ركعتين ويستغفر فتنفرج له
المسئلة فيقول استبشرت لانی
رجوت انه يتب علی حتی ادركت
المسئلة فبلغ ذلك الفضيل فبكی
بكاء شديدا ثم قال رحم الله
اباحنيفة انما كان ذلك لقلة
ذنوبه واما غيره فلا يتنبه لذلك
لان ذنوبه قد استغرقته
ووطئ رجل صبی لم يره فقال
يا شيخ اما تخاف القصاص يوم
القيامة فغشی عليه فلما افاق
قيل له ما اشد ما اخذ
بقلبك قول هذا الغلام.

معافی مانگنی چاہیئے۔ اور ایک روز امام نے
نماز صبح یہ آیت پڑھی کہ (ولا تحسبن اللہ غافلا
عما یعمل الظالمون) تو آپ کانپ اٹھے اور لوگوں
نے اس کیفیت کو محسوس کر لیا اور آپ پر
جب کوئی مسئلہ مشکل درپیش ہوتا تو آپ
فرماتے یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو میں نے
کیا ہوگا تو اللہ سے مغفرت چاہتے اور بسا
وقت وضو فرماتے اور دو رکعت نماز ادا
فرماتے اور استغفار کرتے تو مسئلہ حل ہو جاتا
آپ فرماتے کہ مجھے خوشی ہوئی کیونکہ مجھے
امید ہے کہ وہ میری توبہ قبول کرے گا۔ اس
واقعہ کی اطلاع فضیل کو ہوئی تو بہت روئے
اور فرمایا کہ اللہ ابو حنیفہ پر رحم کرے یہ انکے
گناہوں کی کمی کی وجہ سے لیکن دوسرے
اشخاص کو یہ بیداری حاصل نہیں ہوتی
کیونکہ وہ گناہوں میں مستغرق ہوتے ہیں
اور لاعلمی سے آپ کا پیر ایک بچے کے پیر پر
پڑ گیا تو اس بچے نے کہا کہ اے شیخ قیامت
کے روز کے قصاص سے نہیں ڈرتے تو آپ پر
غشی آگئی۔ جب ہوش آیا تو آپ سے کہا گیا کہ
اس کی بات نے آپکے دل پر کتنا اثر عظیم

فقال اخاف انہ لقن دعواہ وھو وابن المعتمر یتسارّان و یبکیان فی المسجد فلما خرج قیل لہ ما بالکما اکثرتما البکاء فقال ذکرنا الزمان و غلبۃ اھل الباطل علی اھل الخیر فکثر لذلک بکاءنا وکان عند صلاتہ باللیل یسمع وقع دموعہ علی الحصیر کانہ المطر"

وکان اثر البکاء یری فی عینیہ وخدیہ رحمہ اللہ ورضی عنہ"

کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اسکو تلقین کی گئی ہو۔ آپ کو اور ابن معتمر کو مسجد میں سرگوشی کرتے ہوئے اور روتے ہوئے دیکھا گیا جب آپ نکلے تو پوچھا گیا آپ لوگ اتنی کثرت سے کیوں رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہم زمانہ اور اہل باطل کا تذکرہ کر رہے تھے کہ وہ اہل خیر پر غالب ہو گئے اور اسی نے ہمارا رونا زائد ہوا۔ اور رات کو جب آپ نماز ادا فرماتے تو آپ کے آنسوؤں کے چٹائی پر گرنے کی آواز اس طرح آتی جس طرح کہ بارش کی آواز اور رونے کا اثر آپ کی آنکھوں اور رخساروں پر دیکھا جاتا تھا۔ پس اللہ ان پر رحمت کرے اور ان سے راضی ہو۔

"الفصل السادس عشر فی حفظ لسانہ عما لا یعنیہ وعن السوء ما امکنہ"

قال لہ بعض مناظریہ یا مبتدع یا زندیق فقال غفر

سولھویں فصل آپ کے اپنی زبان کو بیکار اور بری باتوں سے حتی الامکان بچانے کے بیان میں

آپ کے ساتھ آپ کے بعض مناظرہ کرنے والوں نے کہا کہ اے بدعتی اور اے زندیق تو

الله لك الله يعلم منى خلاف ماقلت وانى ماعدلت به احدا منذ عرفته ولا ارجوا الا عفوه ولا اخاف الا عقابه ثم بكى عند ذكر العقاب وسقط مغشيا ثم افاق فقال له الرجل اجعلنى فى حل فقال كل من قال فى شيئا من اهل الجهل فهو فى حل وكل من قال فى شيء مما ليس فى من اهل العلم فهو فى حرج»

فان غيبة العلماء تبقى شيئا بعدهم وقال الفضيل بن ركين كان هيوبا لا يتكلم الا جوابا ولا يخوض فيما لا يعنيه ولا يستمع اليه»

وقيل له اتق الله فانتفض وطأطأ راسه ثم قال يا اخى جزاك الله خيرا ما احوج الناس كل وقت اليها بهم بما يظهر

آپ نے فرمایا کہ اللہ تیری مغفرت کرے اللہ کے علم میں میرے بارے میں اسکے برخلاف ہے جو تو نے کہا ہے اور جسے میں نے اس کو پہچانا ہے اس کے برابر کسی کو نہ گردانا اور میں اسی کی معافی کا امیدوار ہوں اور میں اسی کے عذاب سے ڈرتا ہوں پھر عذاب کے ذکر سے رونے لگے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر ہوش آیا تو اس شخص نے کہا کہ مجھے معاف کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ جس جاہل نے بھی میرے بارے میں کچھ کہا اسے معاف ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اہل علم سے ہونے کے باوجود مجھ میں وہ عیب بتاتا ہے جو درحقیقت نہیں ہے وہ قصوروار ہے کیونکہ علماء کی غیبت کرنا انکے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ فضل بن دکین نے کہا کہ آپ بہت بارعب تھے جب گفتگو فرماتے تو کسی کے جواب ہی کے لئے فرماتے اور بیکار باتوں پر غور نہ کرتے اور اور نہ ہی ایسی باتیں سنتے ان سے کہا گیا کہ اللہ سے ڈریئے تو انہوں نے جھرجھری لی

ل اصل نسخہ میں یہ لفظ سین سے ہے مگر صحیح صریعاً ہے۔ مترجم۔

على السنتهم من العلم حتى
يزيد. والله تعالى باعمالهم
وانا اعلم ان الله عزوجل
يسألني عن الجواب ولقد
حرصت على طلب السلامة"
وكان ان ادخل عليه داخل
وقال كان كيت وكيت واكثر
قال له دع ما انت فيه ما تقول
في كذا وكذا فيقطع عليه كلامه
ويقول اياكم ونقل ما لا
يحبه الناس من حديث الناس
عفا الله عمن قال فينا مكروها
ورحم الله من قال فينا جميلا"
تفقهوا في دين الله وذروا
الناس من حديث الناس
وما قد اختاروا لانفسهم
فيحوجهم الله تعالى اليكم"
وقيل له ايهما افضل
علقمة او الاسود قال والله
ما ادري ان اذكرهما الا بالدعاء
والاستغفار اجلالا لهما فكيف

اور سر جھکایا اور فرمایا اے بھائی اللہ تمہیں
جزائے خیر عطا فرمائے لوگ ہر وقت ایسے
حضرات کے محتاج ہیں جو انکو یاد خدا دلائیں
ایسے اوقات میں جبکہ لوگ اپنی زبان پر
جاری ہونے والے علم پر تعجب کریں تاکہ
یاد الٰہی کے بعد وہ اپنے ہر عمل سے اللہ ہی
کی خوشنودی کا ارادہ کریں اور میں جانتا
ہوں کہ اللہ عزوجل مجھ سے جواب پوچھے
گا اور میں سلامتی کی طلب پر حریص ہوں
اور جب ان کے پاس کوئی شخص آتا اور
اور کہتا کہ ایسی ایسی بات ہوئی تو آپ فرماتے
کہ میاں یہ بات چھوڑو یہ بتاؤ کہ فلاں معاملہ
میں کیا کہتے ہو یہ کہہ کر اس کی بات کو منقطع
فرماتے اور فرماتے کہ ایسی باتوں کے نقل
کرنے سے بچو جن کو لوگ ناپسند کرتے ہوں
اللہ تعالیٰ معاف کرے اس شخص کو جس نے
ہمارے بارے میں بری بات کہی اور اللہ
معاف کرے اس شخص کو جس نے ہمارے
بارے میں اچھی بات کہی اللہ کے دین میں
سمجھ پیدا کرو لوگوں کی باتوں کو اور لوگوں
کی پسندیدہ چیزوں کو چھوڑو تب اللہ انکو

انفضل بينهما"
وقال ابن المبارك للثوری
ما ابعد اباحنيفة من الغيبة
ماسمعته يغتاب عدوا له قط"
قال والله هو اعقل من
ان ليلط علی حسناته مايذهب
بها وقال شريك كان طويل الصمت
كثير العقل والفقر قليل
المجادلة للناس قليل المحادثة
لهم"
وقال ضميرة لم يختلف
الناس ان اباحنيفة كان
مستقيم اللسان لم يذكر
احدا بسوء"
وقيل له الناس يتكلمون
فيك ولا تتكلم فی احد قال
هو فضل الله يؤتيه من يشاء"
وقال بكير بن معروف
مارايت رجلا احسن سيرة
فی امة محمد صلی الله عليه
وسلم من ابی حنيفة

تمہارا محتاج بنادے گا۔ ان سے دریافت کیا
گیا کہ علقمہ اور اسود میں سے کون افضل ہے تو
آپنے فرمایا کہ میری حیثیت اسکے سوا کچھ نہیں
کہ دونوں کو دعاء واستغفار سے یاد کروں
تاکہ انکی تعظیم کا اظہار ہو تو اب میں ایک کو
دوسرے پر فضیلت کیونکر دے سکتا ہوں؟
اور ابن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ غیبت سے
بہت دور تھے ان کو اپنے دشمن کی غیبت
بھی نہ کرتے سنا۔ آپنے فرمایا کہ وہ بہت
عقلمند ہیں اپنی نیکیوں پر کوئی ایسا عمل
نہیں کر سکتے جو ان کی نیکیوں کو ختم کردے
شریک نے کہا کہ آپ خاموش طبع بہت
عقلمند، سمجھدار، لوگوں سے کم بحث کرنے
والے اور کم بات کرنے والے تھے اور ضمرہ
نے کہا کہ لوگوں کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ
درست زبان تھے کسی کا ذکر برائی سے نہ
کیا اور ان سے کہا گیا کہ لوگ آپ پر اعتراض
کرتے ہیں اور آپ کسی پر اعتراض نہیں
کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے
جس کو چاہے عطا کرے اور بکیر بن معروف نے کہا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی
شخص ابو حنیفہ سے بہتر میں نے نہیں دیکھا۔

"الفصل السابع عشر في كرمه"

وقال غير واحد انه كان
اكرم الناس مجالسة و
اكثرهم اكراما ومواساة
لاصحابه ولمن جلس اليه
ومن ثمة كان يزوج من
احتاج وينفق عليه ويرسل
الى كل منهم قدر منزلة ورأى
على بعض جلسائه ثيابا رثة
فامره ان يجلس حتى يتفرق
الناس ثم قال له خذ ما تحت
المصلى فتجمل به فاذا هو الف
درهم وقال ابو يوسف كان
لا يكاد يسئل حاجة الا قضاها
ولما ختم حماد ولده سورة
الفاتحة اعطى المعلم خمسمائة
درهم وفي رواية الف درهم
فقال ما صنعت حتى ارسل
الى هذا فاحضره واعتذر اليه

سترھویں فصل آپ کے کرم کے بیان میں

ایک سے زائد حضرات کا کہنا ہے کہ آپ
کی ہم نشینی تمام لوگوں سے زائد بزرگی والی
تھی اور آپ سب سے زائد اپنے اصحاب اور
ہم نشینوں کی غم خواری اور ان کا اکرام
کرنے والے تھے اور اسی لئے محتاجوں کا
نکاح کرا دیتے تھے اور ان پر خرچ کرتے تھے
اور ہر شخص کی طرف اسکے مرتبے کے مطابق
خرچ بھیجتے تھے آپ نے اپنے کسی ہم نشین کو
پھٹے پرانے کپڑے میں دیکھا تو اسے حکم دیا کہ
لوگوں کے چلے جانے تک بیٹھے رہیں پھر
جب لوگ چلے گئے تو آپ نے فرمایا کہ جائے نماز
کے نیچے جو کچھ ہے وہ لے لو اور اس سے
صاف ستھرا لباس پہن کر اپنی حالت
کو سنوار لو اس نے جائے نماز کے نیچے
جب دیکھا تو ایک ہزار درہم تھے اور
ابو یوسف نے فرمایا کہ آپ سے جس حاجت کا
سوال کیا جاتا تھا آپ اس کو پورا فرما دیتے
تھے۔ اور جب آپ کے صاحبزادے حماد نے

وقال لا تستحقر ما علمت و
ولدي والله لو كان معنا اكثر
من ذلك لبعثتُ اليك تعظيما
للقرآن وكان يجمع ربح تجارته
التي يرسلها الى بغداد من
السنة الى السنة فيشتري بها
لشيوخ المحدثين حوائجهم
من نحو قوت وكسوة ثم يدفع
الباقي اليهم فيقول انفقوا
في حوائجكم ولا تحمدوا الا
الله تعالى فاني ما اعطيتكم من
مالي شيئا ولكن من فضل الله
يجريه على يدي »

وقال وكيع قال لي ابو حنيفة
ماملكت اكثر من اربعة آلاف
درهم منذ اربعين سنة الا
اخرجته اي الاكثر وانما
امسكت الاربعة لقول علي
كرم الله وجهه الكريم اربعة
الاف ودونه نفقه »
ولولا ان اخاف ان احتاج

سورۂ فاتحہ ختم کی تو آپ نے استاد کو پانچ سو
درہم دیئے اور ایک روایت کے مطابق ایک
ہزار درہم دیئے تو استاد نے کہا کہ میں کیا کام
کیا جو انھوں نے اس قدر درہم بھیجے تو آپ نے
معلم کو بلایا اور معذرت کے بعد فرمایا کہ
جو کچھ آپ نے میرے بچے کو تعلیم دی ہے اس کو
حقیر نہ سمجھئے اگر میرے پاس اس سے زائد بھی
ہوتا تو قرآن کی تعظیم کے لئے وہ بھی دیدیتا
آپ اپنی اس تجارت کو نفع جمع فرماتے تھے
جو بغداد کی طرف بھیجتے تھے سال بہ سال
اور اس سے شیوخ اور محدثین کی ضروریات
کا سامان خرید فرماتے تھے مثلاً غذا کپڑے
وغیرہ پھر باقی ماندہ نقد ان کی خدمت میں
پیش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو اپنی
ضروریات میں خرچ کیجئے اور اللہ ہی تعریف
کیجئے کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں
دیا ہے بلکہ اللہ کے اس فضل سے دیا
ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ وکیع نے کہا
کہ ابو حنیفہ نے مجھ سے کہا چالیس سال سے
میں چار ہزار درہم سے اکثر کا جب بھی
مالک ہوتا ہوں تو اس کا اکثر حصہ خرچ

الی هؤلاء ما امسکت منها درهما
واحدا وقال سفیان بن عیینه
کان ابو حنیفه کثیر الصدقة
وکان کل ما یستفید لا یدع
منه شیئا الا اخرجه ولقد وجه
الیّ هدایا استوحشت من کثرتها
فشکوت ذلک لبعض اصحابه
فقال لو رایت هدایا بعث
بها الی سعید بن ابی عروبة
وما کان یدع احدا من
المحدثین الا برّه برًا واسعا
وقال مسعر کان لا یشتری
لنفسه وعیاله کسوة او فاکهة
اوغیرها الا اشتری قبل
ذلک لشیوخ العلماء مثل
ذلک

وقال ابو یوسف کان یغتم
لمن یشکره علی شئ اعطاه
ایاه ویقول اشکر الله تعالی
فانما هو رزق ساقه الله
الیک وکان یعولنی وعیالی

کردیتا ہوں اور چار ہزار روک لیتا ہوں
کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے
کہ چار ہزار اور اس سے کم خرچ کے لئے ہے
اور اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں ان لوگوں کا
محتاج ہو جاؤں گا تو میں ان میں سے
ایک درہم بھی نہ روک رکھتا اور سفیان
بن عیینہ نے کہا کہ ابو حنیفہ بہت صدقہ
کرنے والے تھے اور جو کچھ فائدہ حاصل ہوتا
تھا اس میں سے کچھ نہ رکھتے تھے سب نکال
دیتے تھے اور میری طرف اتنے تحفے بھیجے کہ
میں انکی کثرت سے وحشت زدہ ہو گیا تو میں نے
انکے بعض اصحاب سے شکوہ کیا تو انھوں نے
بتایا کہ کاش آپ ان تحفوں کی طرف دیکھتے
جو وہ سعید بن ابی عروبہ کو بھیجتے تھے اور آپ
محدثین میں سے ہر ایک کے ساتھ بڑی فراخی
کے ساتھ احسان فرماتے تھے اور مسعر نے کہا
کہ آپ اپنے گھر والوں کے لئے کپڑا میوہ اور
اسکے علاوہ دیگر اشیا خریدنے سے قبل شیوخ
علما کیلئے خریدتے تھے ابو یوسف نے فرمایا کہ
اگر آپ کی عطا کردہ چیز پر کوئی شخص شکریہ
ادا کرتا تھا تو آپ غمگین ہوتے تھے اور فرماتے

عشر بن سنة»

وان قلت له ما رايت
اجود منك يقول كيف لو رايت
حماد او ما رائيت اجمع للخصال
المحمودة منه وكانوا يقولون
ابو حنيفة زينة الله بالعلم
والعمل والسخاء والبذل
واخلاق القرآن التي كانت
فيه»

وقال شقيق كنت معه في
طريق فراه رجل فاختباء منه
واخذ في طريق اخر فصاح به
فجاء اليه فقال له لم عدلت
عن طريقك قال لك علي عشرة
الآف درهم وقد طال علي الوقت
واعسرت فاستحييت منك فقال
سبحان الله بلغ بك الامر كل
هذا وهبته منك كله واشهدت
على نفسي فلا تتوار واجعلني
في حل مما دخل في قلبك مني»

قال شقيق فعلمت انه زاهد

تھے کہ اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ یہ رزق اللہ نے
تمہارے لئے بھیجا ہے۔ ابو یوسف فرماتے تھے
کہ ابو حنیفہ نے میری اور میرے گھر والوں کی
بیس سال تک پرورش کی اور جب میں ان سے
کہتا تھا میں نے آپ سے زائد سخی نہ دیکھا تو فرماتے
کیوں؟ کاش تم حماد کو دیکھ پاتے ان سے زائد
خصال حمیدہ کا جامع میں نے کوئی نہ دیکھا
اور علماء کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کی زینت ہیں
علم، عمل، سخاء خرچ اور قرآنی اخلاق کے
لحاظ سے جو ان میں ہیں۔ اور شقیق نے کہا کہ
میں انکے ہمراہ راستے پر جا رہا تھا کہ ایک شخص
ان کو دیکھ کر چھپنے لگا۔ اور ان سے راستہ
بدل دیا تو آپ نے چیخ کر اسکو بلا لیا اور دریافت
کیا تو نے راہ کیوں بدل دی کہا کہ آپکے دس
ہزار درہم میرے ذمہ ہیں اور مدت دراز
گزر گئی ہے اور میں تنگ دست ہو گیا ہوں
اسلئے میں آپکے شرم کر رہا ہوں تو آپ نے
فرمایا سبحان اللہ معاملہ یہاں تک پہنچ چکا
ہے یہ سب درہم میں نے تجھے بخشدیئے اور
اپنے نفس کے خلاف گواہی دی تو اب تو مجھ
سے نہ چھپ اور مجھے معاف کر اس ڈر کی وجہ

على الحقيقة وقال الفضيل كان
ابوحنيفة معروفا بكثرة الافضال
وقلة الكلام واكرام العلم
واهله"

وقال شريك كان يغنى من
يعلمه وينفق عليه وعلى عياله
فاذا تعلم قال له لقد وصلت
الى الغنى الاكبر بمعرفة
الحلال والحرام"

وجلس ابراهيم بن عيينه
على اكثر من اربعة آلاف درهم
فاراد بعض اخوانه ان يجمع له
من الناس فلما صار لابى حنيفة
امره برد ما اخذه من الناس
وقضى عنه جميع دينه واهدى
اليه شخص شيئا فكافاه باضعافه
فقال له لو علمت انك تفعل
ذلك ما اهديت لك قال لا
تقل هذا فان الفضل لسابق
الم تسمع الى ماحدثنى به الهيثم
عن ابى صالح يبلغ به النبى صلے

ہے جو میری طرف سے تیرے قلب میں داخل
ہوا شقیق فرماتے ہیں کہ تب میں نے جانا کہ یہ
فی الحقیقت زاہد ہیں اور فضیل نے کہا ابو
حنیفہ بکثرت انعام دینے، کم کلام کرنے علم اور
اہل علم کا اکرام کرنے میں مشہور تھے۔ شریک نے
کہا کہ آپ اس شخص کو بے نیاز کر دیتے تھے
جو آپ سے تعلیم حاصل کرتا تھا اور آپ اس پر
اور اسکے اہل وعیال پر خرچ فرماتے تھے
اور جب وہ علم حاصل کر لیتا تھا تو آپ
فرماتے تھے کہ تم بڑی مالداری کو پہنچ گئے
کہ تم کو حلال وحرام کی معرفت حاصل ہو گئی
اور ابراہیم بن عیینہ چار ہزار سے زائد دراہم
کے قرض کی وجہ سے گھر میں بیٹھ رہے تو انکے
بعض ساتھیوں نے ارادہ کیا کہ لوگوں سے
ان کے لئے چندہ کریں جب ابو حنیفہ کو
انکے معاملہ کی اطلاع ہوئی تو آپنے حکم دیا
کہ جو کچھ لوگوں سے جمع کیا گیا ہے سب واپس
کر دیا جائے اور آپنے ان کا تمام قرض چکا
دیا اور ایک شخص نے آپ کو کچھ چیز ہدیہ میں
دی تو آپنے اس کو کئی گنا زائد ہدیہ میں دی
تو اس نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ

الله عليه وسلم اذ قال من صنع اليكم معروفا فكافئوه فان لم تجد واما تكافئونه به فاثنوا عليه فقال له هذا الحديث احب الى من جميع ما املك "

ایسا کریں گے تو میں آپ کو ہدیہ نہ دیتا آپ نے کہا کہ ایسا نہ کہو کہ فضیلت سبقت لے جانے والے کو ہے کیا تم نے وہ حدیث نہ سنی جو مجھ کو ہشیم نے ابو صالح سے روایت کرتے ہوئے سنائی۔ اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی روایت کو پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تو تم اس کو جزاء دو اور اگر تمہارے پاس بدلہ دینے کو کچھ نہ ہو تو اس کی تعریف ہی کردو تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث میرے لئے میری تمام ملکیت سے زائد پسندیدہ ہے۔

"الفصل الثامن عشر في زهده وورعه"

اٹھارھویں ان کے زہد و تقویٰ کے بیان میں

"قال ابن المبارك قدمت الكوفة فسألت عن ازهد اهلها فقالوا ابو حنيفة واراد شراء جارية فمكث عشر سنين وفي رواية عشرين سنة يختار ويشاور من اي سبي سالم عن الشبهة يشترى ما رايت احدا اورع منه ما تقدرون ان تقولوا في رجل عرضت عليه الا

ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا تو وہاں کے سب سے بڑے زاہد کے بارے میں سوال کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ابو حنیفہ ہیں۔ آپ نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ کیا تو دس سال تک رکے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ بیس سال تک رکے رہے اور مشورہ کرتے رہے کہ کون سے قیدیوں میں سے خریدیں جو شبہ سے خالی ہوں میں نے ان سے زائد متقی نہ دیکھا تم ایسے

موال العظيمة فينبذها فضرب
بالسياط فعبد على السراء و
الضراء ولم يدخل فيما كان
غيره يطلبه ويتمناه"

وقال مكي ابن ابراهيم جالست
الكوفيين فلم أر فيهم اورع منه"

وقال حسن بن صالح كان
شديد الورع هائبا للحرام تاركا
لكثير من الحلال مخافته
الشبهة ما رايت فقيها اشد
منه صيانة لنفسه ولعلمه وكان
جهاده كله الى قبره وقال
النضر بن محمد ما رايت اشد
ورعا منه"

وقال يزيد بن هارون
كتبت عن الف شيخ حملت
عنهم العلم فما رايت فيهم
اشد ورعا ولا احفظ لسانا
منه"

وقال الحسن بن زياد
والله ما قبل لاحد منهم

شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہو جس پر
کثیر مال پیش کیا گیا ہو اور اس نے اسے
پھینک دیا ہو پھر اسے کوڑوں سے مارا
گیا ہو اور اس نے اللہ کی عبادت اچھی
حالت اور بری حالت دونوں میں کی ہو
اور ان دوسروں کی طرح طلب اور تمنا
نہ کی ہو۔ اور مکی بن ابراہیم نے کہا کہ میں کوفہ
والوں کے ہمراہ بیٹھا لیکن میں نے ابو حنیفہ
سے زیادہ متقی نہ دیکھا اور حسن بن صالح
نے کہا کہ آپ سخت ورع والے تھے۔ حرام
سے ڈرنے والے بہت سی حلال چیزوں
کے چھوڑنے والے شبہ کی وجہ سے میں نے
کوئی فقیہ اپنے نفس کی اور علم کی حفاظت
کرنے والا ابو حنیفہ سے زائد نہ دیکھا۔ اور
مرتے دم تک وہ جہاد کرتے رہے اور نضر
بن محمد نے کہا کہ میں نے ان سے زائد متقی
نہ دیکھا اور یزید بن ہارون نے کہا کہ میں
نے ایک ہزار شیوخ سے لکھا جن سے
میں نے علم حاصل کیا تو میں نے ان میں
ابو حنیفہ سے زائد کو کسی متقی پایا اور نہ
ہی اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا

ای الامراء ونحوهم جائزة
ولا هدية وارسل لشريكه
متاعا فيه ثوب معيب يبيعه
يبتن ما فيه من العيب
فباعه ولم يبين نسيانا و
جهل المشترى فلما علم ابو حنيفة
تصدق بثمن المتاع كله وكان
ثلاثين الف درهم وفاصل
شريكه"

وذكر وكيع انه كان جعل على
نفسه ان حلف بالله صادقا في
عرض كلام تصدق بدرهم
فحلف متصدق به ثم جعل
على نفسه ان حلف تصدق بدينار
وقال حفص صحبته ثلاثين
سنة فما رأيته اعلن خلاف
ما أسر وكان ان ادخلت عليه
شبهة في شئ اخرجه من قبله[1]
ذلك ولو بجميع ماله"

تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ابو حنیفہ ہیں
اور حسن بن زیاد نے کہا بخدا آپ نے ان
میں سے کسی کا ہدیہ یا انعام قبول نہ کیا
اور آپ نے اپنے ایک شریک کو کچھ سامان
بھیجا جس میں ایک معیوب کپڑا بھی تھا
جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اس کو
بیچ دیں اور اس کا عیب ظاہر کر دیں۔
شریک نے اس کو بیچ دیا اور اس کا
عیب ظاہر کرنا بھول گیا اور خریدنے والا
اس عیب سے ناواقف رہا پس جب ابو حنیفہ
کو علم ہوا تو سب سامان کا صدقہ کر دیا اور
وہ تیس ہزار درہم تھا اور اپنے شریک
کو علیحدہ کر دیا اور وکیع نے ذکر کیا کہ آپ نے
یہ عہد کر رکھا تھا کہ اثنائے گفتگو میں اگر
اللہ کی سچی قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ
کریں گے چنانچہ قسم کھائی اور ایک درہم
صدقہ کیا پھر عہد کیا کہ اگر اب قسم کھائی تو
ایک دینار صدقہ کریں گے۔ اور حفص نے
کہا کہ میں ابو حنیفہ کے ساتھ تیس سال

[1] اصل کتاب میں "قبلہ" ہی ہے لیکن صحیح عبارت غالباً "قلبہ" ہے اور اسی کے لحاظ سے ترجمہ ہے ۱۲ مترجم

وقال سهل بن مزاحم
كنا ندخل عليه فلا يرى في
بيته الا البواري وقيل له تعرض
عليك الدنيا ولك عيال فقال
الله تعالى للعيال وانما قوتي
انا في الشهر درهمان فما جمعي
لمن يسئلني الله تعالى عن الجمع
لهم ان اطاعوه وان عصوه فان
رزق الله غاد ورائح على الفريقين
ثم قرأ وفي السماء رزقكم وما
توعدون وحج بعض اصحابه
وخلف عنده جارية فغاب
اربعة اشهر فلما قدم قال
له كيف وجدتها قال من قرأ
القرآن وحفظ على الناس دينهم
يحتاج ان يصون نفسه عن
الفتنة والله ما رائيتها منذ خرجت
الى ان رجعت فسالها عن لغلامه
فقالت ما رايت ولا سمعت مثله
ما رائيته اغتسل في ليل ولا نهار
من جنابة وما رائيته افطر بالنهار

تک رہا لیکن میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے
اس چیز کے خلاف ظاہر کیا ہو جو آپ کے
دل میں ہو اور جب ان کو کسی چیز کے
بارے میں شبہ پیدا ہوتا تھا تو آپ اپنے دل
سے اسکو نکال دیتے تھے اگرچہ اسکی خاطر
اپنا تمام مال ہی کیوں نہ خرچ کرنا پڑے
اور سہل بن مزاحم نے کہا کہ ہم آپ کی خدمت
میں آتے تو ان کے گھر میں بوریاں ہی بوریاں
دیکھتے آپ سے کہا گیا کہ آپ کے پاس دنیا آتی ہے
اور آپکے بال بچے ہیں (یعنی کچھ ان کے لئے
جمع کریں) تو آپنے فرمایا کہ اللہ اہل و عیال کو
کافی ہے اور میرے لئے مہینہ بھر کو دو درہم
کافی ہیں تو اب میں انکے واسطے کیوں جمع
کروں جنکے بارے میں اللہ مجھ سے سوال
کرے گا چاہے وہ اس کی اطاعت کریں
یا نافرمانی کریں کیونکہ اللہ کا رزق آنے
جانے والا ہے دونوں فریقوں پر پھر آپنے
یہ آیت پڑھی " وفی السماء رزقکم وما تو
عدون " اور آپکے اصحاب میں سے کوئی
صاحب حج کو گئے ۔ اور اپنی باندی کو آپ
کے پاس چھوڑ گئے ۔ اور چار ماہ غائب رہے

قط»

وکان یاکل آخر اللیل ثم
یرقد رقدة خفیفة ثم یخرج
للصلوٰة وجاءته امرأة بثوب
خز یبیعه لها بمائة فقال هو
خیر من مائة بکم تقولین فزادت
مائة مائة حتی قالت اربعمائة
قال هو خیر من ذلک قالت
تهزأ بی قال هاتی رجلا فجاءت
برجل فاشتراه بخمسمائة درهم
وقال لولا الخوف من الله تعالی
ان یضیع العلم ما افتیت احدا
یکون لهم المهنا وعلی الوزر،
ولما جلس ببغداد فی محنته الاولیٰ
ارسل لولده حماد یقول یابنی
ان قوتی فی الشهر درهمان فمرة
للسویق ومرة للخبز وقد جلت
فعجله لی واختلطت غنم الکوفة
بغنم مغصوبة فسأل کم تعیش
الغنم قالوا سبع سنین فترک
اکل لحم الغنم سبع سنین ورای

جب واپس آئے تو پوچھا کہ آپ نے اس
باندی کو کیسا پایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس نے
قرآن پڑھا اور لوگوں پر ان کے دین کی
حفاظت کی تو اسے فتنہ سے بچنے کی ضرورت
ہے بخدا میں نے تو اس کو آپ کے جانے
کے بعد دیکھا بھی نہیں پھر اس باندی سے
آپ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا
گیا تو اس نے کہا کہ میں نے ان جیسا آدمی
نہ دیکھا نہ سنا نہ رات میں اور نہ دن میں
آپ نے جنابت کی وجہ سے غسل کیا اور میں نے
نہیں دیکھا کہ کبھی آپ نے دن میں افطار
کیا ہے رات کے آخری حصہ میں آپ کھانا
تناول فرماتے تھے پھر تھوڑی دیر سوتے
تھے پھر نماز کے لئے نکلتے تھے۔ آپ کے
پاس ایک عورت ریشمی کپڑا لائی اور کہا
کہ اسے ایک سو میں فروخت کر دیجئے تو
آپ نے کہا کہ یہ ایک سو سے بہتر ہے تو کتنے میں
کہتی ہے؟ تو وہ ایک ایک سو بڑھاتی گئی
حتی کہ چار سو تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا
کہ یہ اس سے بھی بہتر ہے۔ تو وہ عورت
کہنے لگی کہ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں آپ نے

تلك الايام بعض الجند اكل
لحما ورمى فضلته فى نهر الكوفة
فسأل عن عمر السمك فقيل له
كذا وكذا فامتنع من اكل السمك
تلك المدة "

وقال بعض أئمة اصحابنا
الشافعية الاستاذ ابوالقاسم
القشيري فى باب التقوى فى
رسالته التى هى اعظم كتب السادة
الصوفية قدس الله ارواحهم
كان ابوحنيفة لا يجلس فى
ظل شجرة غريمه ويقول كل
قرض جر منفعة فهو ربوا
نقه قول يزيد بن هرون
ما رايت اورع منه رايته
جالسا يوما فى الشمس عند باب
انسان فقلت له يا ابا حنيفة لو
تحولت الى الظل فقال لى على صاحب
هذه الدار دراهم ولا احب
ان اجلس فى ظل فناء داره قال
يزيد فاى ورع اكثر من هذا"

فرمایا کسی شخص کو بلالاؤ تو وہ ایک شخص کو
بلالائی اس شخص نے پانچ سو درہم میں
خرید لیا آپنے فرمایا کہ اگر مجھے اللہ سے یہ ڈر نہ
ہوتا کہ علم ضائع نہ ہوگا تو میں کسی کو فتوی نہ
دیتا لوگ خوش ہوتے رہیں اور مجھ پر عذاب
ہو۔ اور جب بغداد میں بیٹھے تو اپنے بیٹے حماد
کو پیغام بھیجا کہ اے میرے بیٹے میرا خرچ ۲
درہم ماہانہ ہے کبھی ستو کیلئے اور کبھی روٹی
کے لئے اور اب میں بیٹھ گیا ہوں تو جلد خرچ
بھیجدو اور کوفہ کی بھیڑ بکریاں معضوبہ بھیڑ
بکریوں میں مل گئیں تو آپنے دریافت کیا کہ
بکری کتنی مدت تک زندہ رہتی ہے لوگوں نے
کہا کہ سات سال تو آپنے سات سال تک
بکری کا گوشت نہ کھایا اور انھیں دنوں
آپنے ایک فوجی کو دیکھا کہ اس نے گوشت
کھایا اور اس کا فضلہ کوفہ کی نہر میں پھینک
دیا تو مچھلی کی عمر کے بارے میں دریافت
کیا تو جواب ملا کہ اتنے اتنے سال زندہ
رہتی ہے تو اس مدت تک مچھلی کے
گوشت سے پرہیز کیا اور ہمارے استاد
ابوالقاسم قشیری اصحاب شافعیہ کے

وفی روایۃ انہ سئل لما امتنع من الظل فقال لی علی صاحب ھذہ الدار شیئ فکرھت ان استظل بظل حائطہ فیکون ذلک جر منفعۃ وما اری ذلک علی الناس واجبا ولکن العالم یحتاج ان یاخذ لنفسہ من عملہ باکثر مما یدعو الخلق الیہ والاثار فی ورعہ کثیرۃ ٭

آئمہ میں ہیں اپنے اس رسالے کے باب التقویٰ میں جو سادات صوفیہ کی کتب میں بہت بڑی کتاب ہے کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اپنے مقروض کے درخت کے سایہ میں نہ بیٹھتے تھے اور فرماتے کہ ہر وہ قرض جو منفعت پر مبنی ہو سود ہے اور اس قول کے موافق یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے ابوحنیفہ سے زائد متقی نہ دیکھا ایک روز میں نے ان کو کسی شخص کے دروازہ کے پاس دھوپ میں بیٹھا دیکھا۔ میں نے کہا اے ابوحنیفہ کیا اچھا ہوتا کہ سایہ میں آجاتے۔ تو فرمایا اس گھر والے پر میرے کچھ درہم چاہئیں اور میں پسند نہیں کرتا کہ اس کے گھر کے سایہ میں بیٹھوں یزید نے کہا اب اس سے بڑھ کر اور کونسا تقویٰ ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے سایہ میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایسا کیوں ہے تو آپ نے جواب دیا کہ اس گھر والے پر میرا کچھ چاہیئے تو میں اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنا برا سمجھتا ہوں کیونکہ یہ بھی منفعت حاصل کرنا ہو جائے گا اور میں یہ چیز لوگوں کے حق میں واجب نہیں سمجھتا ہوں لیکن عالم کو اس سے زائد عمل کرنا چاہیے جس کی طرف مخلوق کو دعوت دیتا ہے۔ اور ان کے ورع کے واقعات بہت منقول ہیں۔

"الفصل التاسع عشر فی امانتہ"

قال رجل یا الشام للحکم بن هشام الثقفی اخبرنی عن ابی حنیفة قال کان اعظم الناس امانة واراده السلطان ان تتولی مفاتح خزائنه او یضرب ظهره فاختار عذابه علی عذاب الله تعالی فقال ما رایت احدا یصفه بمثل ما وصفته به قال هو والله کما قلت وقال وکیع کان ابو حنیفة عظیم الامانة وقال ابو نعیم والفضیل بن دکین کان ابو حنیفة حسن الدیانة

انیسویں فصل انکی امانت داری کے بیان میں

ایک شخص نے شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ مجھے ابوحنیفہ کے حالات بتلائیے تو انھوں نے کہا کہ وہ لوگوں میں بہت بڑے امانتدار تھے اور بادشاہ نے انکو حکم دیا کہ وہ اسکے خزانوں کی چابیوں کے متولی بن جائیں ورنہ وہ انکو مارے گا آپنے اللہ کے عذاب کے بجائے اس کی ایذا رسانی کو قبول فرمالیا تو اس شخص نے کہا آپنے جو حال ان کا مجھ سے بیان کیا ایسا کسی نے نہیں کیا تو انھوں نے کہا کہ بخدا وہ ایسے ہی تھے وکیع نے کہا ابوحنیفہ بہت بڑے ایماندار تھے اور ابونعیم اور فضیل بن دکین نے کہا کہ ابوحنیفہ اچھی دیانت اور بڑی امانت والے تھے۔

"الفصل العشرون فی وفور عقلہ"

روی الخطیب عن ابن المبارك ما رایت رجلا اعقل

بیسویں فصل انکی بہت زائد عقلمندی کے بیان میں

خطیب نے ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ میں نے کوئی شخص ان سے زائد عقلمند

منه"

وعن هٰرون الرشيد انه ذكره عنده يوما فترحم عليه وقال كان ينظر بعين عقله ما لا يراه غيره بعين راسه وعن علی بن عاصم قال لو وزن عقل ابی حنیفة بعقل نصف اهل الارض لرجح بهم"

وعن محمد بن عبد الله الانصاری کان یتبین عقله فی منطقه وفعله ومشیه ومدخله ومخرجه"

وعن خارجه لقيت الفا من العلماء فوجدت العاقل منهم ثلاثة او اربعة فذكره فی الثلاثة او الاربعة وعن يزيد بن هٰرون ادركت الناس فما رايت احدا اعقل ولا افضل ولا ع من ابی حنيفة.

وقال ابو یوسف ما رایت احدا اکمل عقلا ولا اتم

نہ دیکھا۔ اور ہارون رشید سے مروی ہے کہ ایک روز ابوحنیفہ کا ذکر ان کے پاس ہوا تو انھوں نے آپ کے لئے دعائے رحم کی اور کہا کہ وہ اپنی عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو لوگ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہا اگر ابوحنیفہ کی عقل کا نصف اہل زمین کی عقل سے ملا کر موازنہ کیا جائے تب بھی ابوحنیفہ کی عقل غالب آجائے گی۔ محمد بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ آپ کی عقلمندی آپ کی گفتار و رفتار اور آمدو رفت ہی میں ظاہر ہو جاتی تھی اور خارجہ سے مروی ہے کہ میں ایک ہزار علمائے سے ملا تو ان میں عقلمند تین یا چار پائے اور تین یا چار میں انھوں نے ابوحنیفہ کا ذکر کیا اور یزید بن ہارون سے مروی ہے کہ میں نے بہت لوگوں کو دیکھا مگر میں نے ابوحنیفہ سے زائد عاقل، افضل اور متقی دیکھا اور ابو یوسف نے کہا کہ میں نے کسی کو ابوحنیفہ سے زائد عاقل اور بامروت نہ دیکھا۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ ابوحنیفہ بہت عقلمند تھے اس لئے جھوٹ نہیں

مروءة من ابی حنیفة"

وقال یحییٰ بن معین

کان ابوحنیفة اعقل من ان
یکذب ماسمعت احدا یصفه
ویذکره بمثل ماکان ابن مبارک
یصفه و یذکره به من الخیر"

وذکر حماد ابنه عنه انه
احتبیٰ بثوبه فی المسجد فسقط
فی حجره من السقف حیة
عظیمة فلا والله ماتخلخل ولا
تحول من مکانه ولا تغیر ثم
قال لن یصیبنا الا ماکتب
الله لنا واخذها بیده الیسری
فرماها بها عنه"

وقال الشافعی رحمه الله ما
قامت النساء عن رجل اعقل
من ابی حنیفة وقال بکر بن جیش لو جمع عقله وعقل
اهل زمنه لرجح عقله علی عقولهم"

ہوتے تھے میں نے کسی کو ابوحنیفہ کے اوصاف
اس طرح بیان کرتے ہوئے نہ پایا جیسا کہ
ابن مبارک انکے اوصاف بیان کرتے تھے
اور ان کو خیر کے ساتھ یاد رکھتے۔ اور انکے
بیٹے حماد نے ان سے ذکر کیا کہ وہ ایک کپڑے
سے احتباء کئے ہوئے مسجد میں بیٹھے تھے کہ
چھت سے ایک سانپ آپکی گود میں آگرا
تو بخدا نہ تو آپنے کچھ خلل پیدا کیا اور نہ ہی
اپنے مقام سے ہٹے اور نہ کچھ تغیر ہوا پھر
فرمایا کہ ہم کو تو وہی مصیبت پہنچے گی جو
اللہ نے ہمارے حق میں لکھدی ہے اور
اس کو اپنے الٹے ہاتھ سے پکڑ کر پھینک دیا
اور امام شافعی نے کہا کہ عورتیں ابوحنیفہ سے
زائد عقلمند نہیں جنا اور بکر بن جیش نے
کہا کہ اگر انکی عقل اور ان کے زمانے والوں
کی عقل جمع کی جاتی تو ان کی غالب آجاتی۔

الفصل الحادی والعشرون فی فراسته،

منها انہ قال لجماعۃ من اصحابہ امور استقم لہم فکان کما قال منہم زفر ومنہم داود الطائیؒ، قال لہ انت تتخلی للعبادۃ ومنہم ابو یوسف قال لہ انت تمیل الی الدنیا فکان کما قال وقال اذا رایت الرجل طویل الرأس فاعلم انہ احمق، وقیل لہ کیف رایت علماء المدینۃ قال ان افلح منہم احد فالا شقر الازرق یعنی مالک بن انس،

ولقد بر وصدق فی فراستہ کان مالکا بلغ من العلم والفلاح مالم یلحقہ احد من اہل المدینۃ فی عصرہ وقال اذا رایت احدا اجید الحفظ فاستمسک

اکیسویں فصل انکی سمجھ داری کے بیان میں

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپنے اپنے اصحاب کی جماعت سے چند امور کی پیش گوئی کی تو وہ ویسے ہی ثابت ہوئے ان میں سے زفر ہیں اور ان میں سے داؤد طائی ہیں آپنے ان کے لئے کہا کہ تم عبادت کے لئے فارغ رہوگے اور ان میں سے ابو یوسف ہیں کہا کہ تم دنیا کی طرف مائل ہو جاؤگے تو ایسا ہی ہوا جیسا کہ فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب لمبے سر والے آدمی کو دیکھو تو سمجھو کہ احمق ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ نے علماء مدینہ کو کیسا پایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی کامیاب ہوگا تو وہ سرخ نیلگوں ہے آپ کی مراد مالک بن انس سے تھی اور بلاشبہ آپ اپنی فراست میں سچے نکلے کیونکہ مالک علم وفلاح میں اس مقام پر پہنچے جس پر انکے ہمعصر علماء میں سے کوئی نہ پہنچا اور آپنے فرمایا کہ جب کسی اچھے حافظ والے کو دیکھو تو اس کی یادداشت سے بچو۔ اور لمبی داڑھی والے

بجمعه واذا رأيت انسانا طويل
اللحية فاستمسك بحمقه واذا
رأيت طويلا عاقلا فاستمسك
به فانه قلما نجد طويلا عاقلا"
ولما حمل سفيان الثوري
ومسعر وابو حنيفة وشريك
الى المنصور قال لهم ابو حنيفة
اخمن فيكم تخمينا اما انا فاحتال
لنفسي واما سفيان فيهرب من
الطريق واما مسعر فيجنن نفسه
واما شريك فيقع فلما ساروا في
الطريق قال سفيان اريد ان
اتبرز فخرج معه الجندي فصار
الى الحائط فجلس خلفه فمرت
سفينة شوك فقال لهم ان
هذا الذي خلف الحائط يريد
ان يذبحني فقالوا ادخل السفينة
فدخل وغطوه بالشوك فمر
على الجندي فلم يره فلما ابطأنا
داه يا ابا عبد الله فلم يجبه
فجاءه فلم يره فرجع الى صاحبه

کی حماقت سے بچو اور جب لمبے عقلمند انسان کو
دیکھو تو اس سے بچو کیونکہ تم کسی لمبے آدمی کو
بہت ہی شاذ و نادر عقلمند پاؤ گے اور جب
سفیان ثوری مسعر اور شریک اور ابو حنیفہ
کو منصور کی طرف لے جایا گیا تو ابو حنیفہ نے
ان سے کہا میں تم سب کے بارے میں اندازہ
لگاتا ہوں۔ میں تو اپنے لئے کوئی تدبیر نکال
لوں گا اور سفیان راستہ سے بھاگ جائیں گے
اور مسعر اپنے آپ کو دیوانہ بنالیں گے اور
شریک جال میں پھنس جائیں گے۔ جب
راستہ میں چلے تو سفیان بولے میں جنگل میں
قضائے حاجت کو جانا چاہتا ہوں تو آپ کے
ساتھ ایک سپاہی ہو لیا۔ آپ ایک باغ میں
چلے گئے اور اس کے پیچھے جا بیٹھے اتنے میں
اس طرف سے کانٹوں سے بھری ہوئی ایک
کشتی گذری تو آپ نے کہا جو شخص اس باغ کے
پیچھے ہے وہ چاہتا ہے کہ مجھ کو ذبح کر ڈالے
تو کشتی والوں نے کہا کہ کشتی میں آجاؤ آپ
کشتی میں داخل ہو گئے اور کشتی والوں نے
ان کو کانٹوں سے ڈھک دیا پھر آپ کا گذر
سپاہی پر ہوا اس نے آواز دی اے ابو عبداللہ

فضربہ وشتمہ فلما دخل الثلاثۃ
علی المنصور بادر الیہ مسعر
فصافحہ وقال کیف حالک یا
امیر المومنین وکیف جواریک
وکیف دوابک تولینی یا امیر المومنین
القضاء فقال رجل علی راسہ
ھذا المجنون قال صدقت اخرجوہ
فخلی سبیلہ فدعا ابا حنیفۃ
فجاء فقال یا امیر المومنین انا
النعمان بن ثابت بن مملوک
خزاز واھل الکوفۃ لا یرضون
ان یلی علیھم ابن مملوک خزاز
قال صدقت تذھب شریک
تیکلم فقال اسکت فما بقی
احد غیرک خذ عھدک
فقال یا امیر المومنین انی
نسیانا فقال علیک بمضیغ اللبان
قال وبی خفۃ قال نضم لک
الفالوذج تأکلہ قبل ان تجلس
فی مجلس الحکم قال انی احکم
علی الصادر والوارد قال احکم

تو جواب نہ دیں لیکن اس نے آپ کو نہ دیکھا
چنانچہ وہ اپنے ساتھی کے پاس لوٹ آیا اور
اس نے اس کو مارا پیٹا اور رگالیاں دیں پھر جب
تینوں منصور کے دربار میں پہنچے تو مسعر نے
بڑھ کر منصور سے مصافحہ کیا اور کہا اے
امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے اور آپ کی
باندیوں کا کیا حال ہے۔ اور آپ کے
جانوروں کا کیا حال ہے اے امیر المومنین
مجھے عہدہ قضا دیدیجئے تو ایک شخص جو منصور
کے سر کے پاس کھڑا تھا بولا اے امیر المومنین
یہ دیوانہ ہے منصور نے کہا کہ تم نے سچ کہا
اس کو نکال دو چنانچہ ان کو چھوڑ دیا گیا
پھر ابو حنیفہ کو طلب کیا تو وہ آئے اور کہا
اے امیر المومنین میں نعمان بن ثابت ہوں
ریشم فروش غلام کا لڑکا ہوں اور اہل کوفہ
اس پر راضی نہیں کہ کسی ریشم فروش غلام کا
لڑکا ان پر حاکم ہو منصور نے کہا کہ سچ کہتے ہو
اب شریک گفتگو کرنے لگے تو منصور بولا کہ
خاموش رہو اب تمہارے سوا کوئی باقی نہ بچا
اپنا عہدہ سنبھالو تو شریک نے کہا کہ اے
امیر المومنین مجھے بھول کی عادت ہے منصور

ولو على ولدی قال افعل فكان كما ذكر ابو حنيفة ومر عليه بالمسجد رجل فتفرس فيه انه غريب فی كمه حلاوة ومعلم صبيان فكان كذلك فسئل فقال رأيته ينظر يمنيا وشمالا وكذلك الغريب ورايت الذباب على كمه ورائيته ينظر للصبيان۔

بولا کہ دودھ پیا کرو آپ نے کہا کہ مجھے کچھ ہلکا پن ہے منصور نے کہا کہ ہم آپکے لئے فالودہ تیار کرادیں گے تاکہ عدالت کی مجلس میں بیٹھنے سے قبل کھا لیا کرو آپ نے کہا کہ میں ہر آنے جانے والے کے خلاف فیصلہ دیتا ہوں تو منصور بولا کہ آپ کا فیصلہ خواہ میرے لڑکے کے خلاف ہو تو آپ نے کہا بہت اچھا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ ابو حنیفہ نے فرمایا تھا۔ ایک شخص آپ کے پاس سے مسجد میں سے گزرا تو آپ نے اپنی فراست سے پہچانا کہ یہ مسافر ہے اور اس کی آستین میں کچھ میٹھی چیز ہے یہ بچوں کو پڑھانے والا ہے چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ معاملہ ایسا ہی ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے کیسے پہچانا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ وہ دائیں بائیں دیکھ رہا تھا یہی حال ایک مسافر کا ہوتا ہے اور میں نے مکھی دیکھی کہ وہ اس کی آستین پر بیٹھتی ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ بچوں کو دیکھ رہا ہے۔

الفصل الثاني والعشرون والثالث والعشرون في عظيم ذكائه واجوبته المسكتة عن الاسئلة المبهمة»

من ذلك ان رجلاً ممن يكرهه سأله ما تقول في رجل لا يرجو الجنة ولا يخاف من النار ولا يخاف الله تعالى ويأكل الميتة ويصلي بلا ركوع ولا سجود ويشهد بما لا يرى ويبغض الحق ويحب الفتنة ويفرّ عن الرحمة ويصدق اليهود والنصارى فقال أَلَكَ بهذا علم" قال لا ولكن لم اجد شيئا هو اشنع من هذا فسألتك عنه

فقال ابوحنيفة لاصحابه ما تقولون في هذا الرجل قالوا شر رجل هذه صفة كافر»

بائیسویں اور تئیسویں فصل آپ کی عظیم ترین سمجھ داری اور آپ کے مسکت جوابات کے بیان میں مبہم سوال سے

ان واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص جو آپ کو ناپسند کرتا تھا ان سے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جو نہ تو جنت کی امید رکھتا ہے اور نہ ہی جہنم سے ڈرتا ہے اور مردار کھاتا ہے اور نماز بلا رکوع سجود کے پڑھتا ہے اور بلا دیکھے گواہی دیتا ہے۔ حق سے دشمنی رکھتا ہے اور فتنہ کو پسند کرتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے اس کا علم ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن میرے نزدیک اس سے زائد بری کوئی چیز نہیں اس لئے میں نے آپ سے سوال کیا۔ تو ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ یہ

فتبسم وقال هو من اولياء الله
تعالى حقا ثم قال للرجل ان انا
اخبرتك انه كذلك تكف عني
لسانك وعن الحفظة ما يضرك
قال نعم قال هو يرجو رب الجنة"
ويخاف رب النار ولا يخاف الله
تعالى ان يجور في عدله وسلطانه
ويأكل ميتة السمك ويصلي على
الجنازة او على النبي صلى الله
عليه وسلم ومعنى شهادته بما لا
يرى انه يشهد ان لا اله الا
الله وان محمدا عبده و
رسوله ويبغض الحق الذي
هو الموت ليطيع الله تعالى
والفتنة المال والولد ورحمة
المطر ويصدق اليهود في
قولهم ليست النصارى على
شئ والنصارى في قولهم ليست
اليهود على شئ فقام الرجل
وقبل راسه وقال اشهد انك
على الحق"

برا شخص ہے یہ صفت تو کافر کی ہے تو آپ
مسکرائے اور فرمایا کہ یہ اللہ کے سچے اولیا سے
ہے۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا کہ اگر میں تمہیں
اس کے بارے میں یہ بتاؤں کہ وہ ایسا ہے
تو تو اپنی زبان کو مجھ سے روک لے گا؟ اور
کراماً کاتبین سے ضرر دینے والی چیز سے
روک لے گا۔ اس نے کہا کہ ہاں تو آپ نے
فرمایا کہ وہ جنت کے رب کی تمنا کرتا ہے اور
جہنم کے رب سے ڈرتا ہے اور اللہ سے اس بارے
میں نہیں ڈرتا کہ وہ اپنے عدل اور بادشاہت
میں اس پر ظلم کرے گا اور مردہ مچھلی کھاتا
ہے اور نماز جنازہ پڑھتا ہے اور بلا دیکھے
شہادت دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ گواہی
دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور
محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں
وہ حق یعنی موت کو ناپسند کرتا ہے تاکہ اللہ
کی اطاعت کرے اور فتنہ مال اور اولاد
ہے اور رحمت بارش ہے اور یہودی کی
اس بات میں تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ کسی
چیز پر نہیں اور نصاریٰ کی اس چیز میں تصدیق
کرتا ہے کہ یہودی کسی چیز پر نہیں یہ سن کر

ولما مرض ابو يوسف قال
ابو حنيفة: لئن مات هذا الغلام
لم يخلفه احد على وجه الارض
فلما عوفي اعجب بنفسه وعقد له
مجلسا في الفقه فانصرفت وجوه
الناس اليه فلما بلغ اباحنيفة
ذلك قال لبعض من عنده
اذهب الى مجلس يعقوب وقل
له ماتقول في قصار دفع اليه
رجل ثوبا ليقصره بدرهمين
ثم طلب ثوبه فانكره القصار
ثم عاد له وطلبه فدفعه له
مقصورا أله اجرة فان قال
نعم قل له اخطأت او لا
قل له اخطأت فسار اليه الرجل
فساله فقال نعم له اجرة فقال
له اخطأت فنظر ساعة فقال لا
فقال اخطأت فقام من ساعته
لابي حنيفة فلما رآه قال ما
جاء بك الا مسئلة القصار
قال اجل فقال سبحان الله من

وہ شخص اٹھا اور اس نے آپکے سر کو بوسہ دیا اور
کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں۔
اور جب ابو یوسف بیمار ہوئے تو ابو حنیفہ نے
کہا کہ اگر یہ لڑکا مر گیا تو زمین پر اس کا کوئی
جانشین نہ بن سکے گا۔ جب وہ صحت مند
ہوئے تو اپنے دل میں خوش ہونے لگے اور
اپنے لئے فقہ کی ایک مجلس مرتب کی چنانچہ
اس میں بہت چیدہ چیدہ اعلیٰ قسم کے لوگ
شریک ہونے لگے۔ جب ابو حنیفہ کو اسکی
اطلاع پہنچی تو آپنے کسی شخص سے کہا کہ یعقوب
کی (ابو یوسف کا نام) مجلس میں جاؤ اس سے
دریافت کرو کہ تم اس دھوبی کے بارے
میں کیا کہتے ہو جسکے پاس کوئی شخص ایک
کپڑا دو درہم میں دھلوانے کو لایا ہو پھر اس
نے اپنے کپڑے کا مطالبہ کیا ہو تو دھوبی نے
انکار کر دیا ہو پھر دوبارہ لوٹ کر وہ شخص آیا
ہو اور اس نے دھوبی سے مطالبہ کیا ہو اور
دھوبی نے وہ کپڑا دھلا ہوا اس کو واپس کر دیا
ہو کیا اس دھوبی کو اجرت دی جائے گی۔
اب اگر وہ کہیں کہ ہاں تو کہنا یہ بھی آپنے
غلطی کی۔ اور اگر کہیں کہ نہیں تو کہنا یہ بھی غلط

فعد يفتي الناس وعقد لنفسه
مجلسا يتكلم في دين الله تعالى
وهذا اقدره لا يحسن ان
يجيب في مسئلة من الاجارات
فقال علمني قال ان كان قصره
بعد ما غصبه فلا اجرة له
لانه انما قصره لنفسه او
قبل غصبه فله الاجرة لانه
قصره لصاحبه وحضر مع العلماء
وليمة رجل زوج ابنتيه من
اخوين فخرج الولي وهو يقول
اصبنا مصيبة عظيمة غلطنا
فزفت الى كل واحد غير امرأته
واصابها قال سفيان لا بأس
بذلك كما حكم به علي كرم
الله وجهه في ذلك بعينه كان
معاوية وجه اليه فيها فقال
ارى ان على كل المهر بما اصاب
من المرأة وترجع كل الى
زوجها فاستحسن الناس منه
ذلك وابوحنيفة ساكت فقال

تو ابو یوسف نے کہا کہ ہاں اسے اجرت ملنی
چاہیئے تو اس شخص نے کہا کہ غلط تو پھر آپ نے
تھوڑی دیر دیکھ کر کہا کہ نہیں تو اس شخص
نے کہا کہ یہ بھی غلط تو آپ اسی وقت اٹھے
اور ابو حنیفہ کی طرف چلدیئے ابو حنیفہ نے
دیکھتے ہی کہدیا کہ تم کو دھوبی والا مسئلہ لایا
ہوگا انھوں نے کہہ کہ ہاں۔ آپنے کہا کہ سبحان اللہ
جو لوگوں کو فتویٰ دینے بیٹھا ہو اور اپنے لئے
مجلس لگائی ہو کہ اللہ کے دین میں کلام کرے
اور اس کا حال یہ ہو کہ اجارات کے ایک مسئلہ
کا جواب نہ دے سکے۔ تو ابو یوسف بولے کہ
آپ سکھا دیجئے آپنے فرمایا کہ اگر اس نے
غصب کے بعد دھویا تھا تو اجرت نہیں
ملے گی کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا اور
اگر غصب سے پہلے دھویا تھا تو اجرت ملے گی
کیونکہ اس نے مالک کے لئے دھویا تھا۔
آپ علماء کے ساتھ ایک ایسے شخص کی دعوت
میں گئے جس نے اپنی دو بیٹیاں دو بھائیوں
سے بیاہ دی تھیں تو ولی نکاح آیا اور ان سے
کہا کہ ہم بہت بڑی مصیبت میں پڑ گئے
غلطی سے ہر ایک کے پاس دوسرے کی بیوی

لہ مسعر قل فیہا قال سفیان
وما عسی ان یقول فیہا خلاف
ھذا فقال ابو حنیفۃ علی
بالغلا مین ناحضرا فقال
لکل واحد منہما اتحب
ان تکون عندک التی زفت
الیک قال نعم قال لکل واحد
منہما فما اسم امراتک التی
عند اخیک قال ھی فلانۃ
قال قل ھی طالق منی ثم زوج
کلا التی مسہا وامرھم بتجدید
عرس آخر فعجب الناس من
فتیاہ بذلک حتی قام مسعر
فقبلہ وقال تلومونی علی حبہ
وسفیان ساکت لا یقول شیئاً

چلی گئی اور اس نے جماع کر لیا۔ سفیان نے کہا کہ اس میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ حضرت علیؓ نے بعینہٖ ایسے مسئلہ میں حکم کیا تھا جبکہ معاویہؓ نے اس قسم کا مسئلہ ان سے پوچھ بھیجا تھا تو آپؓ نے فرمایا کہ میری رائے میں ہر شخص پر عورت سے جماع کرنے کے باعث مہر ہے اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس چلی جائے گی لوگوں نے سفیان کی اس رائے کو پسند کیا اور ابو حنیفہ خاموش رہے مسعر نے ان سے کہا کہ آپ بھی بولئے تو سفیان نے کہا کہ اب یہ اس کے برخلاف کیا کہیں گے؟ تو ابو حنیفہ نے کہا کہ میرے پاس دونوں لڑکے لاؤ (دولہا) تو دونوں لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ہر ایک سے کہا کہ کیا تم اس عورت کو پسند کرتے ہو جو رات کو تمہارے پاس رہی تو اس نے کہا کہ ہاں تو پھر آپؒ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تمہاری اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس ہے کہا کہ اس کا نام فلاں ہے آپ نے فرمایا کہ کہدو کہ اس کو طلاق ہے پھر آپؒ نے ہر ایک سے اسی کا نکاح کر دیا جس سے اس نے جماع کر لیا تھا اور ان لوگوں کو نئی دعوت کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے آپ کے اس فتوے پر تعجب کیا حتی کہ مسعر کھڑے ہوئے اور انھوں نے آپ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے لوگو تم مجھ کو اس کی محبت پر ملامت کرتے ہو اور سفیان مہر بہ لب خاموش کھڑے تھے

"تنبیہ"

ماحکم به سفیان عن
علی کرم الله وجهه لاینافی
ماحکم به ابوحنیفة بل
کلا الحکمین حق فاما وجه
ماحکم به سفیان فهو ان
هذا الوطء بشبهة وهو
بشبهة وهو یجب فیه المهر
ولا یرفع النکاح واما وجه
ماحکم به ابوحنیفة فهو
ان الحکم وان کان کما
قاله سفیان لکن ربما ترتبت
علیه مفسدة ای مفسدة
لان کلا لو رجعت الی
زوجها وقد وطئها الاخر
واطلع علی محاسنها الباطنة خشی
ان تکون نفسه متعلقة بها
وانه لا یسلو عنها بل یزداد
تعلقه بها اذا اخذت منه و
صارت تحت غیره فاقتضت
الحکمة الظاهرة التی الهمها

تنبیہ

جو فیصلہ سفیان نے علی کرم اللہ وجہہ کا
منقول کیا وہ ابو حنیفہ کے منافی نہیں بلکہ
دونوں حق ہیں۔ سفیان کے فیصلہ کی وجہ یہ
ہے کہ یہ وطی شبہ میں ہوئی اور اس میں مہر
واجب ہے اور اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا
اور ابو حنیفہ کے فیصلہ کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ
فیصلہ تو وہی تھا جو سفیان نے کیا تھا لیکن
اس میں فساد عظیم کا خطرہ تھا کیونکہ ان میں
سے اگر ہر ایک اپنے شوہر کے پاس لوٹ کر
آتی اور حالانکہ اس سے دوسرا وطی کر چکا ہوتا
اور اس کے پوشیدہ محاسن پر مطلع ہو چکا ہوتا
تو خطرہ تھا کہ اس کا دل اس سے لگ جاتا اور
وہ اس کو نہ بھلا سکتا بلکہ جب وہ اس سے
لے لی جاتی تو اس کا تعلق مزید بڑھ جاتا تو
ظاہری حکمت (جو اللہ نے ابو حنیفہ کو الہام
فرمائی اور جس پر ان کو مطلع کیا کہ اگر سفیان
کے فتویٰ پر دونوں رہیں تو فتنہ میں پڑ جانے
کا خطرہ تھا) نے تقاضا کیا کہ ہر شخص اپنی
بیوی کو طلاق دیدے جس سے دوسرے نے
وطی کی ہے اور عدت کی حاجت نہیں کیونکہ

الله تعالى لابي حنيفة واطلعه
على ما يخشى وقوعه من الفساد
لو بقيتا على فتوى سفيان ان
يحكم بطلاق كل زوجة التي و
طئها غيره وان يتزوج كل
من وطئها ولا يحتاج لعدة لان
لصاحب عدة وطء الشبهة ان
يعقد بالموطوأة فيها ولاجل
هذه المصلحة الظاهرة التي لا
ينكرها احد سكت سفيان على
فتوى ابي حنيفة واستحسنها
الناس منه حتى قبله مسعر لاجلها
وكان في جنازة ابن هاشمي سيد
فيها وجوه اهل الكوفة وعلماء
هم فبرزت امه كاشفة راسها
ووجهها والقت عليه ثوبها من
شدة وجدها فخاف زوجها
بالطلاق لترجعين وحلفت
بعتق مماليكها ان لا ترجع
حتى يصلى عليه فوقف الناس
ولم يتكلم فيها احد فسال

شبہ سے وطی کرنے والے کو حق ہے کہ موطوءے
اس عدت میں نکاح کرے اور اسی ظاہری
مصلحت کی وجہ سے جس کا کوئی بھی انکار
نہیں کر سکتا سفیان ابو حنیفہ کے فتوے
پر خاموش رہے اور لوگوں نے ان کے اس
فتوی کو اچھا سمجھا حتی کہ مسعر نے اس وجہ
ان کا بوسہ لیا اور ایک ہاشمی سید کے لڑکے
کے جنازہ میں شرفاء کوفہ اور علماء کوفہ شریک
تھے تو اس کی ماں اپنا سر اور چہرہ کھولے
ہوئے نکلی اور اپنے کپڑے اس لڑکے پر
شدت غم سے ڈالدیئے تو اس کے شوہر نے
کہا کہ تو واپس چلی جا ورنہ طلاق دیدوں گا
اور اس نے کہا کہ میں ہرگز واپس نہ جاؤں گی
ورنہ میرے غلام آزاد ہو جائیں حتی کہ اس
پر نماز پڑھی جائے۔ لوگ ٹھہر گئے اس کے
بارے میں کسی نے کچھ بات نہ کی تو اسکے
والد نے ابو حنیفہ سے مسئلہ دریافت کیا
تو آپنے دوبارہ اس سے اور اس عورت سے
قسم کھانے کا مطالبہ کیا پھر والد کو حکم دیا
کہ نماز پڑھائے پھر عورت سے کہا کہ اب
واپس چلی جا تو ابن شبرمہ نے کہا کہ اے

والده اباحنيفة فاستعاد منه ومنها حلفهما ثم امره بالصلوٰة عليه ثم امرها بالرجوع فقال له ابن شبرمة عجزت النساء ان يلدن مثلك ماعليك في العلم كلفة"

وسأله رجل عن فتح خوخة في حائطه فقال افتح ماشئت ولا تطلع على جارك فشكاه الى ابن ابي ليلى فمنعه فعاد الى ابي حنيفة فقال له افتح فيه بابا فمنعه ابن ابي ليلى ايضا فعاد الى ابي حنيفة فقال كم قيمة حائطك قال ثلاثة دينار فقال اهدمه ولك على الثلاثة فجاء ليهدمه فرفعه جاره الى ابن ابي ليلى فقال يريد هدم حائطه وتسالني ان امنعه اذهب فاهدمه واصنع ماشئت في جدارك فقال له الجار كان فتح الخوخة اهون على قال اذا

ابوحنیفہ تجھ جیسا جننے سے عورتیں عاجز ہیں تم پر علمی باتوں میں کچھ تکلیف نہیں۔ اور ایک شخص نے اپنی دیوار میں ایک روشن دان کھولنے کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا کہ جو چاہو کھولو لیکن اپنے پڑوسی کو نہ جھانکنا۔ پڑوسی نے ابن ابی لیلیٰ کے پاس شکایت کی تو انھوں نے اس کو ایسا کرنے سے روکا تو وہ ابوحنیفہ کے پاس لوٹا تو آپنے فرمایا کہ تمہاری دیوار کی قیمت کیا ہے تو اس نے کہا کہ تین دینار تو آپنے فرمایا اسکو گرادو تین دینار میں دوں گا چنانچہ وہ گرانے آیا تو اس پڑوسی نے معاملہ ابن ابی لیلیٰ کے پاس پہنچایا آپنے کہا کہ اب یہ دیوار گرانے کا ارادہ رکھتا ہے اور مجھے کہتے ہیں کہ میں منع کروں۔ جاؤ دیوار گرادو اور جو چاہو اپنی دیوار میں کرو تو پڑوسی کہنے لگے کہ روشدان کا کھول لینا ہی غنیمت تھا تو آپنے فرمایا کہ یہ ایسے شخص کے پاس پہنچے جو ان کو میری غلطی بتائے تو اب غلطی ظاہر ہونے کے بعد میں کیا کرسکتا ہوں اور ابن مبارک نے دو درہم کے بارے میں پوچھا

كان يذهب الى من يدله على
خطئ فكيف اصنع اذا تبين
الخطاء و سالہ ابن المبارك
عن درهمين لرجل اختلطا
بدرهم لاخر ثم ضاع منها
اثنان منها اثنان لا يعلم من ايهما۔
فقال الدرهم الباقي لهما اثلاثا۔
قال ابن المبارك فلقيت ابن
شبرمة فسالته فقال سالت عنها
احدا۔ قلت اباحنيفة قال
لك الدرهم الباقي لهما اثلاثا
قلت نعم قال اخطأ العبد ولكن
درهم من الدرهمين الضائعين
يحيط العلم انه من الدرهمين و
الدرهم الآخر منهما جميعا
فالباقي بينهما فاستحسنت ما قال
فلقيت اباحنيفة ولو وزن
عقله بعقل نصف اهل الارض
لرجحهم فقال لي لقيت ابن
شبرمة فقال لك كذا اذا العلم
ان احد الدرهمين ضائع و بقي

جو کسی شخص کے ایک درہم کے ساتھ مل گئے
اور ساتھ پھر دو ان میں سے ضائع ہو گئے
ان میں سے دو اور اب پتہ نہیں کہ ان دو
میں سے کون سے گم ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ
باقی ماندہ درہم ان کے درمیان اثلاثاً
تقسیم کیا جائے ابن مبارک کہتے ہیں کہ پھر
میری ملاقات ابن شبرمہ سے ہوئی تو میں
نے ان سے دریافت کیا تو انھوں نے مجھ
سے کہا کہ تم نے اس کو کیسے دریافت کیا
میں نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دریافت کیا
تھا تو انھوں نے کہا کہ باقی ماندہ ہو گا باقی
ورثہ پر اثلاثاً بٹے گا میں نے کہا کہ اچھا۔
آپ نے فرمایا کہ عبد نے غلطی کی بلکہ دو ضائع
شدہ درہموں میں سے ایک تو یقیناً ذی
ہے جو دو صحیح میں کا ایک تھا اور دوسرا
ان دونوں میں سے ہے تو باقی ماندہ ان
کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو میں نے
ان کے قول کو اچھا سمجھا پھر میری ملاقات
ابو حنیفہ سے ہوئی اور ان کا حال یہ تھا کہ
اگر ان کی عقل کو نصف زمین والوں کی
عقل کے مقابل وزن کیا جاتا تو ان کا

الدرهم الباقی فهو بینهما
فقلت نعم قال ان الثلاثة
حیث اختلطت وجبت الشرکة
بینهما فصار لصاحب الدرهم
ثلث کل درهم ولصاحب
الدرهمین ثلثا کل درهم
فای درهم ذهب ذهب
بحصتهما

پتہ تمہاری رہتا۔ ابو حنیفہ نے مجھ سے کہا کہ تم
ابن شبرمہ سے ملے تو انھوں نے یہ کہا کہ دو
درہموں میں سے یقیناً ایک ضائع ہو گیا اور
دوسرا یہ کہ باقی ان دونوں کو ملے گا؟ میں نے
کہا جی ہاں۔ آپ نے کہا کہ جب تین درہم مختلط
ہو گئے تو ان میں شرکت لازمی ہو گئی۔ اب
ایک درہم والے کے لئے درہم کا ایک تہائی
ہے۔ اور دو درہم والے کے لئے درہم کے
دو تہائی حصہ ہیں تو جو درہم بھی گیا وہ ان دونوں کا حصہ لے کر ضائع ہوا۔

"تنبیه"

تنبیہ

ماقاله ابوحنیفة ظاهر
عند من یسلم له ان الاختلاط
مع عدم التمییز یقتضی الشرکة
علی السوء وماقاله ابن شبرمة
له وجه عند من لا یری الشرکة
ووجهه ان احد الدرهمین
الضائعین یختص بصاحب
الدرهمین یقیناً وبقی لکل
درهم یحتمل انه الموجود ولا
مرجح لاحدهما فقسم
الدرهم الباقی بینهما وکان

جو بات ابو حنیفہ نے کہی وہ اس شخص کے
نزدیک بالکل ظاہر ہے۔ جو ان کی اس بات کو
تسلیم کرتا ہے کہ اختلاط کی جب یہ شکل ہو کہ
امتیاز نہ ہو سکے تو اس سے شرکت عمومی پیدا
ہو جاتی ہے اور جو ابن شبرمہ نے کہا اس کی
وجہ یہ ہے کہ وہ شرکت کے قابل نہیں اور
اس کی وجہ یہ ہے کہ ضائع شدہ درہم میں سے
ایک تو یقیناً دو درہم والے کا تھا اب ہر ایک
کے لئے ایک درہم بچا جس کے بارے میں احتمال
ہے کہ وہی موجود ہے اور دونوں میں کسی کے
پاس ترجیح کی کوئی وجہ نہیں اس لئے باقی ماندہ

بجوارہ فتی فاتی مجلسہ فشاورہ
فی التزوج من قوم مخصوصین
طلبوا منہ فوق وسعہ فامرہ
بالتزوج بعد الاستخارۃ
ففعل ثم ابوان یحملوھا الیہ
الا بعد وفاء کل المھر فذھب
الیہ واعلمہ بذلک فقال احتل
واقترض حتی تدخل باھلک
واقرضہ فی جملۃ من اقرضہ
فلما دخل بھا قال لہ ما علیک
ان تظھر الخروج بھا الی موضع
بعید ففعل فاشتد علی اھلھا
فجاؤا ابا حنیفۃ یشکونہ
ویستفتونہ فافتاھم بان
لہ ان یخرجھا الی حیث یشاء
قالوا ما یمکننا ان ندعھا تخرج
معہ قال فارضوہ برد ما اخذ
تموہ منہ فرضوا منہ فقال
لھم افھم رضوا بان یعطوک
ما اخذوہ من المھر ویبرؤک
من الباقی قال ارید فوق ذلک

درہم کو دونوں میں انھوں نے تقسیم کر دیا۔
اور آپ کے پڑوس میں ایک جوان تھا اور
آپ کی مجلس میں آتا تھا آپسے اس نے مشورہ
کیا کہ وہ ایک ایسی قوم میں شادی کرنا چاہتا
ہے جو اس کی وسعت سے زائد اس سے مانگتے
ہیں تو آپنے اسے حکم دیا کہ استخارہ کرنے کے
بعد شادی کر لو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا
اب لڑکی والوں نے کل مہر وصول کئے بغیر
لڑکی کو اس کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا وہ
شخص آپ کی خدمت میں آیا اور حال کہہ
سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی تدبیر سے قرض لو
تاکہ اپنی بیوی تک پہنچ سکو اور خود بھی اس
کو کچھ قرض دے دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ
اب تم یہ ظاہر کرو کہ تم اس کو بہت دور
لے جانا چاہتے ہو۔ اب یہ بات لڑکی والوں
کو بہت مشکل معلوم ہوئی اور وہ ابو حنیفہ
کی خدمت میں شکایت لے کر فتویٰ طلب
کرنے کو آئے تو آپنے فتویٰ دیا کہ اسے حق ہے
کہ وہ اس لڑکی کو جہاں چاہے لے جا سکتا ہے
انھوں نے کہا ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ
کہ لڑکی کو اس کے ہمراہ جانے دیں۔ تو آپنے

قال له ایما احب الیک هذا
الا اقری لرجل بدین فلا
یمکن لک السفر حتی توفیہ فقال
لله الله لا یسمعوا بهذا
فلا یعطونی شیئا =

وجاءته امراۃ فقالت
مات اخی وخلف ستمائۃ دینار
فاصابنی دینار واحد = قال
من قسم فریضتکم قال داؤد
الطائی قال لیس لک الا هو الیس
اخوک خلف بنتین واما
وزوجۃ واثنی عشر اخا واختا
قالت نعم قال هو کذ لک و
حضر یوما مجلس ابن ابی لیلی
فاذن للخصماء فی الدخول
لیریہ امضاءہ فی القضاء و
الحکم فادعی رجل علی آخرانہ
قال لہ یا ابن الزانیۃ فقال
القاضی للمدعی علیہ ماتقول
فقال لہ ابو حنیفۃ کیف تسالہ
الجواب ولیس هو الخصم و

فرمایا کہ تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے وہ دیکر
اس کو راضی کر لو وہ لوگ اس پر راضی ہو گئے
آپ نے لڑکے سے کہا کہ یہ لوگ اس بات پر راضی
ہیں کہ تم سے جو مہر لیا ہے وہ واپس کر دیں
باقی سے بری الذمہ کر دیں لڑکے نے کہا کہ
میں تو اس سے زائد چاہتا ہوں تو آپ نے
اس سے فرمایا کہ یا تو اس کو پسند کر لے ورنہ
میں تیرے لئے اس شخص کے سامنے دین کا
اقرار کروں گا تو تیرے لئے سفر نا ممکن ہو گا
حتکہ تو ادا نہ کر دے۔ وہ کہنے لگا خدا سے
ڈریئے کہیں یہ لوگ سن نہ لیں پھر مجھ کو
کچھ بھی نہ دیں گے۔ اور آپ کے پاس ایک
عورت آئی اس نے کہا کہ میرا بھائی مر گیا ہے
اور اس نے چھ سو دینار چھوڑے ہیں ان میں
سے مجھے صرف ایک دینار ملا ہے آپ نے
فرمایا کہ تمہارا حصہ کس نے تقسیم کیا ہے تو
اس نے کہا کہ داود طائی نے آپ نے فرمایا
کہ بیشک تیرا یہی حصہ ہے کیا یہ صحیح نہیں
ہے کہ تیرے بھائی نے دو بیٹیاں۔ ماں
بیوی۔ بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی۔
وہ عورت بولی جی ہاں یہی معاملہ ہے۔

انما الخصم امه فهل ثبتت
وكالته عنها قال لا قال فاسئله
احية امه ام ميتة قال البينة
فاقامها بموتها فسأل القاضي
المدعى عليه فقال له سل
المدعى هل لامه وارث
غيره فسأله قال لا قال البينة
بذلك فاقامها فسأل القاضي
المدعى عليه فقال سل المدعى
امه حرة ام امة فقال حرة
قال البينة بذلك فاقامها
فسأل القاضي المدعى عليه
فقال سل المدعى هل هي
مسلمة ام ذمية قال مسلمة
قال البينة بذلك فاقامها
فقال ابوحنيفة شأنك الآن =
ولما نزل قتادة الكوفة
قال لا يسألني احد عن مسئلة
من الحلال والحرام الا اجبته
قال له ابوحنيفة ما تقول فيمن
غاب عن اهله اعواما ونعى

ایک دن آپ ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں آئے
اور ابن ابی لیلیٰ نے جھگڑا کرنے والوں کو
اجازت دے دی تھی کہ وہ اندر آجائیں تاکہ
وہ اپنے فیصلے اور حکم کو ظاہر کرسکیں اس
وقت ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ
کیا کہ اس نے اس کو یہ کہہ کر پکارا کہ اے
زانیہ کے بیٹے۔ تو قاضی نے مدعا علیہ
سے کہا کہ بولئے آپ کیا کہتے ہیں تو ابوحنیفہ
نے کہا کہ آپ ان سے جواب کیوں پوچھتے
ہیں یہ تو فریق نہیں۔ فریق تو انکی ماں ہے
کیا ماں کی طرف سے ان کی وکالت ثابت
ہو چکی ہے۔ قاضی نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے
کہا کہ اس سے دریافت کیجئے کہ آیا اس کی
ماں زندہ ہے یا مردہ چنانچہ اس نے اس کی
موت کے گواہ پیش کردیئے تب قاضی نے
مدعا علیہ سے سوال کیا۔ ابوحنیفہ نے کہا
کہ اب مدعی سے پوچھئے کہ کیا اس کی ماں کا
کوئی وارث اس کے سوا ہے اس نے کہا
نہیں آپ نے کہا گواہ پیش کرو اس نے
گواہ پیش کردیئے۔ پھر قاضی نے مدعا علیہ
سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ نہیں اب

اليها فظننت موته فتزوجت
فقدم بعد ولادتها فنفاه
الاول وادعى الثاني اكل
منهما قذفها ام المنكر
للولد ثم قال ابوحنيفة ان
قال فيها برأيه ليخطئن وان
قال فيها حديثا ليكذبن فقال
قتادة اوقعت هذه المسئلة
قالوا لا قال فلم تسالون عما لم
يكن"

فقال ابوحنيفة ان العلماء
يستعدون للبلاء ويتحرزون
منه قبل نزوله ليعرفوا الدخول
فيه والخروج منه" فقال قتادة
دعوا هذا واسألوني عن
التفسير قال ابوحنيفة من
الذي عنده علم من الكتاب
قال آصف بن برخياء كاتب
سليمان وكان يعرف الاسم
الاعظم قال فهل كان
سليمان يعرفه ايضا. قال لا

مدعی سے دریافت کیجئے کہ آیا اس کی ماں
آزاد تھی یا باندی قاضی نے گواہ مانگے
اس نے گواہ پیش کر دیئے اب قاضی نے
پھر مدعا علیہ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا
کہ مدعی سے دریافت کیجئے کہ آیا وہ مسلمان
تھی یا ذمیہ اس نے کہا کہ مسلمان تھی کہا کہ
گواہ پیش کرو اس نے گواہ پیش کر دیئے تب
ابوحنیفہ نے کہا کہ اب آپ اپنی کارروائی
کیجئے۔ اور جب قتادہ کوفہ میں وارد ہوئے
تو انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے جو بھی حلال و
حرام کا مسئلہ پوچھے گا میں اس کو ضرور جواب
دوں گا تو ابوحنیفہ نے ان سے دریافت
کیا کہ آپ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا
خیال ہے جو اپنے گھر والوں سے چند سال
تک غائب رہا اور عورت کو اس کی موت
کی خبر سنائی گئی اور اس کو اس کی موت کا
ظن ہو گیا اور اس نے دوسرے شخص سے
شادی کر لی اب دو بچہ پیدا ہونے کے بعد
آیا اب پہلے شوہر نے اس بچے کو اپنا ہونے
سے انکار کر دیا اور دوسرے نے دعوی کیا
تو آیا دونوں نے اس عورت پر زنا کی تہمت

قال ايجوز ايكون فى زمن نبى
من هو اعلم منه قال لا والله
لاحد تتكلم بشئ من التفسير
سلونى عما اختلف فيه العلماء
فقال ابو حنيفة أمؤمن انت
قال ارجو قال ولم قال لقوله
تعالى "الذى اطمع ان يغفرلى
خطيئتى يوم الدين فقال له
هلا قلت كما قال ابراهيم
لما قال له اولم تومن قال
بلى ولكن ليطمئن قلبى فقام
قتادة مغضبا وحلف ان لا
يحدثهم"

قال رجل لامراته مخلة
شيا فقالت له يا ابن الزانيين
فشكيت الى ابن ابى ليلى فحدها
حدين فى المسجد قائمة
قال ابو حنيفة اخطأ من
ستة اوجه اقام الحد على
مجنونة وفى المسجد وضرب
المراة قائمة وهى انما تضرب

لگائی یا مرنسب بچے کا انکار کرنے والے نے
پھر ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر وہ اس کے بارے
میں اپنی کوئی رائے دیں گے تو وہ اس میں
ضرور خطا کریں گے اور اگر کوئی حدیث پیش
کریں گے تو وہ یقیناً غلط ہوگی قتادہ نے
کہا کہ واقعی کیا ایسی صورت درپیش آئی ہے
لوگوں نے کہا کہ نہیں تو انھوں نے کہا کہ تم
ایسی بات کیوں پوچھتے ہو جو واقع ہی نہ ہوئی
ابو حنیفہ نے فرمایا علماء آنے والی مصیبت
کے لئے تیار رہتے ہیں اور اس سے بچاؤ
کی تدبیر اس سے قبل ہی سوچ رکھتے ہیں
تاکہ وہ اس میں داخل ہونے اور خارج
ہونے کی راہ کو جان سکیں۔ قتادہ نے کہا
کہ اچھا اس کو چھوڑ دو کوئی تفسیر کا سوال
کرو۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ کون ہے جس کے
پاس کتاب کا علم ہے تو انھوں نے کہا
کہ آصف بن برخیاء سلیمان علیہ السلام کا
کاتب اور اس کو اسم اعظم کا پتہ تھا آپ
نے فرمایا سلیمانؑ کو بھی اس کا پتہ تھا۔
آپ نے فرمایا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ
ممکن ہے کہ نبی کے زمانے میں نبی سے بھی

جالسة واقام عليها حدين
دالقذف بكلمة واحدة ولو
قذف قوما بكلمة لم يلزمه
الاحد واحد وضربها و
الحق للابوين وهما غائبان
وحد الثاني قبل البرء من
الحد الاول فشكاه للامير
فمنعه للافتاء ثم وردت
مسائل لعيسى بن موسى فسأل
عنها فاجاب بما استحسنه عيسى
فاذن له فجلس في مجلسه وقال
له الضحاك تب من تجويزك
الحكمين - قال تناظرني قال
نعم قال فان اختلفنا في شي
فمن يكون بيني وبينك قال
اجعل انت من شئت فقال
لبعض اصحاب الضحاك احكم
بيننا ثم قال للضحاك أترضى
هذا حكما بيني وبينك قال

زائد علم رکھنے والا کوئی ہو تو انھوں نے
کہا کہ اب میں تفسیر میں سے کچھ تمہارے
سامنے بیان نہ کروں گا۔ اب تم مجھ سے
علماء کے اختلافی مسائل پوچھو تو ابوحنیفہ
نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ مومن
ہیں تو انھوں نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں
کہ میں مومن ہوں آپ نے دریافت کیا کہ
کیوں؟ انھوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے کہ وہ اللہ کہ میں امید کرتا ہوں
کہ وہ میری خطاء کو قیامت کے روز بخش
دے گا تو آپ نے فرمایا کہ آپنے وہ بات کیوں
نہ کہی جب کہ ان کے رب نے ان سے کہا
کہ تم ایمان نہ لائے تو انھوں نے کہا کہ کیوں
نہیں لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے
تو قتادہ ناراض ہو کر اٹھ گئے اور کہنے
لگے کہ اب میں کوفیوں کو کچھ نہ بتاؤں گا
ایک شخص نے اپنی پاگل بیوی سے کوئی
بات کہی تو اس نے غصہ میں کہا کہ اے
دو زانیوں کے بیٹے تو اس کی شکایت

---

[1] جو ابراہیم نے کہی۔

نعم قال ابوحنیفة فانت قد
جوزت الحکمین فانقطع
الضحاک وسأل عطاء عن قوله
تعالیٰ وآتیناه اهله ومثلهم
معهم فقال رد الله تعالیٰ علی
ایوب اهله ومثل اهله وولده
فقال ویرد الله علی نبی ولدا
لیس له من صلبه۔ قال ماسمعت
فیها ما قال الله قال رد علیه
اهله وولده من صلبه ومثل
اجور ولده فقال هذا احسن"

"تنبیہ"

ما المانع ان المراد ان الله
تعالیٰ آتاه عدد اولاده ومثل
ذلك العدد من زوجته التی
قال الله تعالیٰ فی حقها خذ
بیدك ضغثا فاضرب به ولا
تحنث، وهذا هو الظاهر من
الایة کما لا یخفی وقال له
رجل انی حلفت ان لا اکلم
امراتی او تکلمنی وحلفت ان

ابن ابی لیلیٰ سے کی گئی تو انھوں نے اس پر
دو حدیں مسجد میں کھڑی کر کے لگائیں تو
ابوحنیفہ نے کہا کہ اس میں انھوں نے چھ
غلطیاں کی ہیں۔ دیوانی پر حد قائم کی، مسجد
میں قائم کی، عورت پر کھڑی کر کے حد جاری
کی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد جاری کی جاتی
ہے اور اس پر دو حدیں جاری کیں حالانکہ
ایک کلمہ سے ایک ہی حد جاری کی جاسکتی
ہے اگرچہ ایک کلمہ سے ایک جماعت کو
تہمت کیوں نہ لگائی ہو اور انہوں نے حد
لگائی حالانکہ حق ماں باپ کو ہے جو غائب
ہیں، پہلی حد سے بری ہونے سے قبل دوسری
حد ہے تو قاضی صاحب نے امیر سے شکایت
کی تو امیر نے آپ کو فتویٰ دینے کی ممانعت
کردی۔ اب کچھ مسائل عیسیٰ بن موسیٰ کو
درپیش ہوئے انہوں نے آپ سے دریافت
کئے جن کے آپ نے ایسے جوابات دیئے
جو عیسیٰ کو پسند آئے آپ نے ان کو اجازت
دیدی تو وہ آپ کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ اور
ضحاک نے آپ سے کہا کہ دو حکموں کے جائز
قرار دینے سے توبہ کرو آپ نے کہا کہ آپ مجھ سے

لا تكلمني او اكلمها فقال لا
حنث عليكما فسمع سفيان
الثوري ذلك فجاء مغضبا و
قال تبيح الفروج من اين
لك هذا قال لما شافهته
با اليمين بعد ما حلف كانت
مكلمة له فسقطت يمينه
فان كلمها فلا حنث عليه ولا
عليها لانها كلمته وكلمها بعد
اليمين فسقطت عنهما فقال
له سفيان انه ليكشف لك من
العلم عن شئ كلنا عنه غافلون"
وساله ابن المبارك عمن وقع
فى قدر طبيخه طائر فمات
فقال لاصحابه ماترون فرو
واله عن ابن عباس رضى الله
عنهما انه يهراق المرق و
يغسل اللحم ويؤكل فقال
هذا ان وقع فى حال سكونها

اس مسئلہ پر مناظرہ کریں گے اس نے کہا جی
ہاں تو آپ نے کہا کہ اگر ہم نے کسی چیز میں اختلاف
کیا تو ہمارا فیصلہ کون کرے گا؟ ایک[1] ساتھی
سے کہا کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ کرنا۔ پھر
آپ نے ضحاک سے کہا کہ آپ اس کے فیصلہ
پر راضی ہیں اس نے کہا کہ جی ہاں تو آپ نے
کہا کہ تم نے بھی دو حکم جائز قرار دیدیئے تو
ضحاک بہت شرمندہ ہوا۔ آپ نے عطائے
اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال
کیا کہ "ہم نے ایوبؑ کو اس کے گھر والے دیئے
اور انہی کے مثل ان کے ساتھ دیئے" اس
کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ
اللہ نے ایوبؑ کو ان کے گھر والے واپس کر دیئے
اور انکی اولاد اور اسکے ساتھ اس کی مثل تو
آپنے فرمایا کہ اللہ کسی نبی پر ایسی اولاد کو رد
کرے گا جو اس کی صلب سے نہ ہو تو انھوں نے
کہا کہ اس بارے میں آپنے کیا سنا اللہ آپ
کو عافیت دے تو آپنے فرمایا کہ ان کی بیوی
اور ان کی صلبی اولاد واپس کی اور اولاد کے

[1] ضحاک نے کہا کہ آپ جس کو چاہیں مقرر کرلیں چنانچہ آپ نے اس کے۔

فان وقع فی حال غلیانها القی
اللحم فقال له ابن المبارك
لم قال لوصول النجس الی
باطنه بخلاف الاول لانه انما
وصل الی ظاهره فقط"

فاعجبه ذلك ونسی انسان
ما لا دفنه فجاء الیه نقال له
لیس هذا فقها فاحتال لك
و لكن اذهب فصل اللیلة الی
الصبح فتتذكر فصلی الرجل
فذكر دون ربع اللیل فجاءه
فاخبره فقال لقد علمت
ان الشیطان لا یدعك تصلی
لیلة ویحك هلا اتممت
لیلتك شكرا لله تعالی و
شكا الیه مودع انكار وضیعه
لودیعته وحلف بالله واكد انه
لم یودعه فقال لا تخبر بجحوده
لاحد فارسل ابوحنیفة الی
ودیعه فجاء الیه فلما خلا
بالودیع قال له ان هولاء

اجور کے مثل اجر بھی دیا تو انہوں نے کہا
یہ اچھی تفسیر ہے۔

تنبیہ

اس میں کون سی چیز مانع ہے کہ یہ مراد
لی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کی تعداد
کی مثل عطا کی اور اسی کی مثل ان کی اس بیوی
سے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ
میں ایک گٹھا تنکوں کا لو اور اس کو مارو اور
اپنی قسم نہ توڑو۔ اور یہی آیت سے ظاہر بھی
ہے جیسا کہ مخفی نہ رہے اور ایک شخص نے
پوچھا کہ میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اپنی
بیوی سے اس وقت تک گفتگو نہ کروں گا
جب تک کہ وہ مجھ سے گفتگو نہ کرے اور اس
نے قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے گفتگو نہ کریگی
جب تک کہ میں اس سے گفتگو نہ کروں تو آپ
نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی حانث نہ ہوگا
جب سفیان ثوری کو اس کی اطلاع ملی تو
غصہ میں آئے اور فرمایا کہ کیا تم شرمگاہوں
کا مباح کرتے ہو؟ تم نے یہ جواب کیسے دیا
آپنے فرمایا کہ مرد کی قسم کھانے کے بعد جب
عورت نے اس کو مخاطب کرکے قسم کھائی

بعثوا يستشيرون فی رجل
يصلح للقضاء فهل تنشط
فتمانع الرجل قليلا فراد فی
ترغيبه ثم قال للمودع اذهب
فقل له احسبك نسيت اود
عتك كذا بعلامة كذا ؛
فقال ذلك فدفع اليه وديعته
فرجع الوديع لابی حنيفة
يطلب ان يعينه القضاء فقال
له انی ارفع من قدرك ولا
اسميك حتی يحضر ما هو اجل
من هذا ؛ ودخل اللصوص
علی رجل فاخذوا ثيابه و
استحلفوه بالطلاق الثلاث
ان لا يعلم بهم احدا فحلف
ثم اصبح يری ثيابه تباع فلا
يمكنه ان يتكلم فسال ابا حنيفة
فقال احضرنی من اكابر حيك
فامرهم ان يجتمعوا جميعهم
فی موضع ويخرجوا واحدا
واحدا ويقال له هذا لصك

تو وہ بات کرنے والی ہوئی اور اب مرد کی
قسم ساقط ہوگئی تو اب اگر وہ اس سے بات
چیت کرلے تو حانث نہ ہوگا اور وہ بھی حانث
نہ ہوگی کیونکہ اس عورت نے اس مرد سے
بات کی اور اس مرد نے قسم کے بعد اس سے
گفتگو کی تو دونوں سے قسم ساقط ہوئی تو
سفیان بولے کہ آپ پر وہ علوم منکشف ہوئے
ہیں جن سے ہم سراسر غافل ہیں اور ابن
مبارک نے ان سے اس شخص کے بارے
میں دریافت کیا جس کی پکی ہوئی ہانڈی
میں ایک پرند گر کر مرگیا تو آپنے اپنے اصحاب
سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے
ابن عباس کی روایت پیش کی کہ شوربہ پھینک
دیا جائے گا تو آپنے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے
جبکہ ہانڈی ابل نہ رہی ہو لیکن اگر ابلتے وقت
گرا تو گوشت بھی پھینک دیا جائے گا۔ ابن
مبارک نے پوچھا اور یہ کیوں؟ آپنے فرمایا کہ
یہ اس لئے کہ نجاست اسکے اندرونی حصہ
میں داخل ہوگئی بخلاف پہلی صورت کے
کہ نجاست صرف اس کے ظاہری حصہ پر
پہنچی۔ آپ کو یہ بات بہت پسند آئی اور

فان لم يكن قال لا وان كان
سكت ففحدوا فسكت فعرف
اللص فرد عليه جميع ما اخذ
منه وبقي يمينه لانه لم يخبر
بهم احد اوسئل عن تنحنح
المؤذنين عند الاقامة الهٗ
اصل قال هو اعلام منهم
بانهم يريدون ان يقيموا
وقد روى عن على كرم الله
وجهه انه كان له مدخل من
رسول الله صلى الله عليه وسلم
باالليل قال فكنت ان جئت
وهو فى الصلوٰة أذننى باالتحنح
وتزوج رجل بامرأة سرا فانت
بولد فجحده فرفعته الى ابن
ابى ليلى فقال لها هات بينة
على النكاح فقالت انما تزوجنى
على ان الله تعالى الولى والشاهد
ان الملكان فطردها القاضى

ایک آدمی اپنا مال کہیں دفن کر کے بھول گیا
توآپ کی خدمت میں آیا آپنے اس سے فرمایا کہ یہ
فقہ کا مسئلہ تھوڑا ہی ہے۔ لیکن پھر بھی میں
تمہارے لئے کوئی تدبیر نکالوں گا۔ جاؤ رات
سے صبح تک نماز پڑھتے رہو تو تم کو یاد آجائے
گا ابھی چوتھائی رات بھی نہ گذرنے پائی تھی
کہ اس کو یاد آگیا اس نے آکر آپ کو اطلاع
دی آپنے فرمایا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ شیطان تجھ
کو ہرگز بھی رات بھر نماز پڑھنے نہ دے گا۔
تونے تمام رات نماز کیوں نہ پڑھی کہ اللہ
کا شکر ادا کرتا اور ایک شخص نے آکر شکایت
کی کہ جس شخص کے پاس میں نے امانت
رکھی تھی اب وہ انکار کر رہا ہے۔ اور اللہ
کی قسم کھاتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ میں نے
اسکے پاس امانت نہیں رکھی آپنے فرمایا کہ
تم اس کے انکار کی اطلاع کسی کو نہ دینا
اب ابو حنیفہ نے اس شخص کے پاس پیغام
بھیجا۔ جب وہ آگیا اور آپ اسکے ساتھ
تنہائی میں ہوئے تو آپنے اس سے کہا کہ

لہ اس میں مجھے کلام ہے کیونکہ اس نے جب ابو حنیفہ کو اطلاع دی حانث ہوگیا۔ ۱۲ (شجاعت علی)

فاتت اباحنیفة واخبرته فقال لها اذهبی للقاضی وقولی له احضره لاقیم علیه بینة فاذا احضره قولی له قل انا کافر با الولی والشاهدین فلم یستطع ان یقول ذلك واقر با النکاح فالزمه المهر والحق به الولد»

"تنبیہ"

لا یتوهم من ذلك ان النکاح خلا عن الولی والشهود معا فانه حینئذ باطل باجماع من یعتد به وانما الظاهر انه کان سر بشاهدین مجهولین فلما لم تقدر المرأة علی اثباته قالت ذلك ثم اخبرها ابوحنیفة رحمه الله بما یلجئه الی الاقرار ان صدقت وکان ممن یخشی الله فکان الامر کما الهم رحمة الله علیه وطلب من

یہ لوگ مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں جو قاضی بننے کا اہل ہو تو کیا آپ اس پر راضی ہیں تو اس شخص نے تھوڑی پس و پیش کی مگر آپ نے اسکی ترغیب میں زیادتی کی پھر ودیعت رکھنے والے سے کہا کہ اب تم اس شخص کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں نے فلاں فلاں علامت کی چیز آپ کے پاس امانت رکھی تھی میرا خیال ہے کہ آپ بھول گئے ہیں چنانچہ اس لئے ایسا ہی کیا اس نے فوراً ہی امانت واپس کر دی اب وہی شخص ابوحنیفہ کے پاس واپس لوٹا اور کہا کہ اب اسے عہدۂ قضاء پر متعین کر دیا جائے تو آپنے اس سے کہا کہ میں آپ کی عزت افزائی کرتا ہوں اور آپ کا نام اس کام کے لئے پیش نہیں کرتا حتیٰ کہ اس سے بڑھ کر کوئی عہدہ آجائے۔ اور ایک شخص کے پاس چور آگئے اور اس کے کپڑے لے گئے اور اس کو طلاق کی قسم دلائی اگر وہ اسکی اطلاع کسی کو دے اس نے قسم کھالی اب صبح کو دیکھا تو اس کے کپڑے فروخت کئے جا رہے تھے لیکن بول نہیں سکتا تھا اب اس نے ابوحنیفہ سے سوال

ابن شبرمة ان يثبت له وصية
له فقبل بينته، ثم قال له
احلف ان شاهديك شهدا
بحق قال ليس علي يمين كنت
غائباً فقال ضلت مقاليسك
قال ما تقول في اعمى شج فشهد
له شاهدان بذلك اعليه
يمين مع شاهديه انهما
شهدا له بحق وهو لم يرفا
نقطع القاضي وحكم له
بالوصية وانكر يحيى بن
سعيد قاضي الكوفة لجماع
اهلها على راي ابي حنيفة
فارسل اليه اصحابه نياظرونه
منهم زفر وابو يوسف فقال
له ما تقول في عبد بين اثنين
اعتقه احدهما قال لا يجوز لا
نه ضرر وهو منهي عنه قال
فان اعتقه الآخر قال جاز قال
ناقضت ان كان عتق الاول
لغوا فقد اعتقه الثاني وهو

کیا آپ نے فرمایا کہ قبیلہ کے بڑے آدمیوں کو جمع
کرو۔ چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سب
ایک جگہ مجمع ہو کر ایک ایک کر کے نکلیں
اور اس شخص سے جس کی چوری ہوئی کہا
جائے کہ یہ تمہارا چور ہے تو اگر وہ شخص چور
نہ ہو تو کہدے کہ نہیں اور اگر ہو تو خاموش
ہو جائے چنانچہ اس نے چور کو پہچان لیا اور
اس نے جو کچھ لیا تھا واپس کر دیا اور وہ اپنی
قسم میں بھی سچا رہا کہ اس نے آپکی کسی کو خبر نہ
دی۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ موذن اقامت
کے وقت کھانستے ہیں آیا اس کی کچھ اصل ہے
تو آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ انکی طرف سے اس امر کی
اطلاع ہے کہ اب وہ اقامت کہنے والے ہیں
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ
وہ فرماتے ہیں کہ میں رات کے وقت حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا
تھا جب کبھی آپ نماز میں ہوتے تھے تو اسکی
اطلاع کھنکھار کر دیتے تھے۔ اور ایک شخص
نے خفیہ طور پر ایک عورت سے شادی کر لی
اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ لیکن اس شخص
نے اس کا انکار کر دیا وہ فیصلہ کے لئے

عبد فلم ينفذ فسكت وانقطع"
وقال الليث بن سعد
كنت اسمع بذكر ابي حنيفة
واتمنى رؤيته فاني بمكة اذ
رايت الناس مجتمعين على
شخص فسمعت انسانا ينادي يا
اباحنيفة فعلمت انه هو ف له
رجل فقال له ان لي مالا كثيرا
وولدا ازوجه وانفق عليه
المال الكثير فيطلق فيذهب
مالي فهل لي من حيلة قال
ادخل به سوق الرقيق واشتر
من يعجبه ثم زوّجه اياها فان
طلقها رجعت مملوكة لك
وان اعتقها لم ينفذ عتقه
قال الليث فوالله ما اعجبني
جوابه كما اعجبني سرعة جوابه
وسئل شخص في طلاق
زوجة فسال شريكا فقال
طلقها ثم راجعها والثوري
فقال قل ان كنت طلقتها

ابن ابی لیلیٰ کے پاس پہنچی آپ نے اس سے کہا کہ نکاح پر گواہ لائے تو اس نے کہا کہ اس شخص نے مجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ ولی اللہ ہے اور گواہ کراماً کاتبین ہیں۔ قاضی نے اس کو بھگا دیا اب وہ ابو حنیفہ کے پاس آئی اور معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم قاضی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اس کو بلوائیں تاکہ میں اپنے گواہ پیش کروں جب وہ اس کو بلوائے تو تم اس سے کہنا کہ تو کہہ دے کہ میں ولی اور دونوں سے کافر ہوں لیکن لیکن وہ شخص یہ نہ کہہ سکا اور نکاح کا اقرار کر لیا مہر اس پر واجب کر دیا اور لڑکے کا نسب اس سے ثابت کر دیا۔

تنبیہ

یہ شبہ نہ ہو کہ جس نکاح میں نہ ولی ہو اور نہ گواہ وہ معتد بہ علماء کے اجماع سے باطل ہے تو بظاہر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نکاح خفیہ طور پر دو مجہول گواہوں سے ہوا اور عورت اس کو ثابت نہ کر سکی پھر ابو حنیفہ نے اس کو ایسی ترکیب بتا دی جس نے اس کو اقرار پر مجبور کر دیا کہ یہ عورت

فقد راجعتها وزفر فقال
هي امرأتك حتى يتقين
طلاقها وابا حنيفة فقال
اما الثوري فافتاك بالورع
واما زفر فافتاك بعين الفقه
واما شريك فهو كرجل
قلت له لا ادري اصاب
ثوبي بول اولا فقال بل
على ثوبك فاغسله"

"تنبیه"

لا خلاف بين هؤلاء الائمة
في المعنى للاجماع على ان من
شك في طلاق زوجته لا
يلزمه شيء بل هو في نكاحه ظاهرًا
وانما الخلاف في الاولى فرأى
شريك ايقاعه لانه مع الشك
غير جازم بالرجعة وتعليقها
فيه خلاف"
والثوري الرجعة مع
التعليق ولم ينظر للخلاف فيه
واعرض عن ذلك زفر وبين

سچی ہے اور وہ شخص بھی خدا ترس تھا چنانچہ
معاملہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ اللہ نے ان کو الہام
کیا۔ اور ابن شبرمہ سے آپ نے کہا کہ میرے
لئے ایک وصیت کو ثابت کر دو چنانچہ ابن
شبرمہ نے آپکے گواہ قبول کر لئے اور کہا آپ یہ
قسم کھائیے کہ آپ کے دونوں گواہوں نے
سچی شہادت دی ہے۔ آپنے کہا کہ مجھ پر قسم
نہیں ہے میں تو موجود ہی نہ تھا تو ابن شبرمہ
نے کہا کہ آپ کا قیاس گم ہو گیا ہے آپ نے
فرمایا کہ تم اندھے کے بارے میں کیا کہتے ہو
کہ جس کا سر پھوڑ دیا گیا ہو اور اس کے حق
میں دو گواہوں نے گواہی دی ہو کیا اس
پر اس کے گواہوں کے ساتھ یہ قسم ہے کہ
انھوں نے سچی قسم کھائی ہے۔ حالانکہ اس
نے کچھ دیکھا یہ سن کر قاضی صاحب چپ
ہو گئے اور ان کے حق میں وصیت کا
فیصلہ کر دیا اور یحیٰی بن سعید قاضی کوفہ
نے کوفہ والوں کی رائے کا امام ابو حنیفہ کی
رائے پر متفق ہونے کا انکار کیا تو آپ نے
اپنے شاگردان سے مناظرہ کرنے کو بھیجے جن
میں زفر اور ابو یوسف بھی تھے انھوں نے

اصل الحکم وھو عدم الوقوع
وکان الربیع حاجب المنصور
معادیا له فقصد ان یرمیه عنده
فقال له انه یخالف جدک ابن
عباس فی قوله ان الاستثناء لا
یشترط اتصاله فقال یا امیر
المومنین ان الربیع یزعم
انه لا بیعة لک فی رقاب
جندک لانهم یحلفون لک
ثم یرجعون بمنازلهم و
یستثنون فتبطل بیعتهم
فضحک المنصور وقال یاربیع
لا تتعرض لابی حنیفة فلما
خرج قال له الربیع اردت قتلی
قال لا ولکنک الذی اردت
قتلی فخلصتک وخلصت نفسی
وقال بعض اعدائه الیوم اقتله
عند المنصور ثم ساله بین
یدیه فقال یا ابا حنیفة ان
الرجل منا یدعوه امیر المومنین
فیامره بضرب عنق الرجل

قاضی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کی رائے
اس شخص کے بارے میں کیا ہے جو دو اشخاص کا
مشترکہ غلام ہو اور ایک نے آزاد کر دیا ہو۔
انھوں نے کہا کہ ایسا کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس
میں دوسرے شریک کو نقصان دینا ہے جسکی
ممانعت ہے انھوں نے دریافت کی کہ اگر
دوسرے نے آزاد کر دیا تو، تب انھوں نے
کہا کہ یہ جائز ہے انھوں نے کہا کہ آپ کی
اپنی بات میں مخالفت ہو گئی۔ کیونکہ پہلے کا
آزاد کرنا لغو تھا اب دوسرے نے اس کو
بحالت غلامی آزاد کیا تو اس کا آزاد کرنا بھی
نافذ نہ ہوا تو قاضی صاحب یہ سن کر خاموش
ہو گئے۔ لیث کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ کا ذکر
سنتا تھا اور انکے دیدار کا متمنی تھا تو میں ایک
مرتبہ مکہ میں تھا کہ لوگ ایک شخص پر اکھٹے
ہیں اور ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا کہ اے
ابو حنیفہ! تب میں سمجھا کہ یہ ابو حنیفہ ہیں
اس وقت ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ میرے
پاس بہت مال ہے اور ایک بچہ بھی ہے میں
اس کی جب بھی شادی کرتا ہوں تو زر خرچ
کرتا ہوں لیکن وہ اسکو طلاق دیتا ہے۔

لا يدري ما هو أيسعه ان
يضرب عنقه قال امير المؤمنين
يامرنا بالحق او الباطل قال
بالحق قال انفذ الحق حيث
كان ولا تسأل عنه ثم قال
ابوحنيفة ان هذا اراد ان
يوثقني فريطته وسرق طاوس
مملوك لجاره فشكا اليه فقال
اسكت ثم غدا للمسجد فلما
اجتمع اهله قال اما يستحي
من يسرق طاؤس جاره ثم
يجئ يصلي واثر ريشه براسه
فمسح رجل راسه فقال له يا
هذا اردد على صاحبك طاؤسه
فرده وكان الاعمش يغص منه
لحدة في خلقه فوقع له ان حلف
بطلاق امراته ان اخبرته بفناء
الدقيق او كتبت به او ارسلت
او ذكرت لاحد ليذكر له او
اومأت في ذلك فتحيرت
في ذلك فقيل لها عليك بابي

اس طرح میرا مال ضائع ہوجاتا ہے تو آیا
کوئی حیلہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم بردہ
فروشوں کے بازار میں جاؤ اور یہ لڑکا جس
لڑکی کو پسند کرے خرید لو اور پھر اسکے نکاح
میں دے دو اب اگر یہ طلاق بھی دے گا
تو پھر یہ تمہاری باندی ہونے سے نبچے گی
اور اگر وہ آزاد کرے گا تو آزاد کرنا معتبر نہ
ہوگا۔ لیث کہتے ہیں کہ مجھ کو ان کے جواب
سے اس درجہ حیرت نہ ہوئی جتنی ان کی
حاضر جوابی سے۔ اور ایک شخص کو اپنی بیوی
کی طلاق میں شک واقع ہوا تو اس نے
شریک سے مسئلہ دریافت کیا تو شریک
نے جواب دیا کہ اس کو طلاق دیکر رجوع
کرلو اور ثوری سے دریافت کیا تو انھوں
نے فرمایا کہ یہ کہدو کہ اگر میں نے تجھ کو طلاق
دی ہے تو میں نے تجھ کو رجوع کیا اور زفر سے
دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جب تک
تم کو طلاق کا یقین نہ ہو وہ تمہاری بیوی
ہے۔ ابوحنیفہ سے دریافت کیا تو آپ نے
فرمایا کہ ثوری نے تم کو ورع اور تقوی کی
بات بتائی اور زفر نے ٹھیک فقہ کی بات کہی

حنيفة فقصيت عليه ذلك
فقال لها اذا فرغ جواب الدقيق
شد يه ثيوبه وهو نائم فاذا
استقيظ رآه وعلم فناء الدقيق
ففعلت فعلم فناءه وجعل
يقول هذا والله من حيل
ابي حنيفة كيف نقله وهو حي
وهو يفضحنا في نسائنا يركهن
عجز نادرة فهمنا وحلف
رجل ليقربن امراته نهارا
في رمضان فتحير الناس
في المخرج من ذلك فقال
يسافر بها ويقربها حينئذٍ
وتنبأ في زمنه رجل قال
امهلوني حتى آتي بعلامة فقال
من طلب منه علامة كفر
لانه بطلبه ذلك مكذب
لقول النبي صلى الله عليه
وسلم لا نبي بعدي،
وتزوج اخرى على زوجته
ام حماد فقالت لا بد ان

اور شریک تو ان کی مثال ایسے شخص کی ہے
جس سے میں دریافت کرتا ہوں کہ مجھ کو
پتہ نہیں میرے کپڑے پر نجاست ہے یا نہیں
تو وہ کہدے کہ کپڑے پر نجاست ہے آپ
دھولیں۔

تنبیہ

معنوی لحاظ سے ان ائمہ کے درمیان اس
مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ مسئلہ
اجماعی ہے کہ جس نے اپنی بیوی کی طلاق
میں شک کیا اس پر کچھ لازم نہیں بلکہ وہ
اسکے نکاح میں ظاہراً باقی ہے شک
اولویت میں ہے تو شریک نے اسکے واقع
کرنے کو بہتر سمجھا کیونکہ وہ شک کے ہوتے ہوئے
رجعت کا یقین نہیں رکھتا اور اسکی تعلیق
میں اختلاف ہے اور ثوری نے اس کے
رجوع کو اولیٰ سمجھا باوجود تعلیق کے اور اس
میں اختلاف کی طرف نظر نہ کی اور زفر نے
اس سے اعراض کرتے ہوئے اصل حکم کو
بیان کیا اور وہ واقع نہ ہونا ہے۔ اور ربیع
منصور کا حاجب آپ کا دشمن تھا اس لئے
اس کا ارادہ تھا کہ منصور کی موجودگی میں

تطلقها ثلاثا والا لا اصاحبك
فاحتال وامر الجديدة ان
تدخل له عندها وتسأله أيحل
للمرأة ان تهجر زوجها
قد خلت وسألته عن ذلك
فقالت ام حماد لا بد ان
تطلق الجديدة فقال كل
امرأة لي خارج هذه الدار
فهي طالق ثلاثا فرضيت ولم
تطلق الجديدة فقال له رافضي
من اشد الناس قال اما على
قولنا فعلي كرم الله وجهه لانه
علم ان الحق لابي بكر فسلمه
له واما على قولكم فابو بكر
لانه اخذه من علي قهرا عليه
ولم يمكن عليا ان ينتزعه
منه فتحير الرافضي وسئل عمن
طلق ثلاثا ان اغتسل اليوم
من جنابة ثم طلق ثلاثا ان
ترك صلاة من صلوات يومه
هذا ثم طلق ثلاثا ان لم يجامع

آپ پر کچھ طعن کرے چنانچہ اس نے کہا کہ اے
امیر المومنین ابوحنیفہ آپکے دادا ابن عباس رضؓ
کے اس قول کی مخالفت کرتے ہیں کہ استثناء
میں اتصال شرط نہیں۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ
اے امیر المومنین ربیع گمان کرتے ہیں کہ آپکے
فوجیوں کے ذمہ آپ کی بیعت نہیں کیونکہ
وہ آپکے سامنے حلف وفاداری اٹھاتے
ہیں پھر اپنے گھر جاکر استثناء کر لیتے ہیں تو
ان کی بیعت باطل ہو جائے گی یہ سنکر منصور
ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اے ربیع ابوحنیفہ
سے بحث نہ کرو۔ جب ابوحنیفہ باہر نکلے
تو ربیع کہنے لگا اے ابوحنیفہ تم نے تو میرے
قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا آپنے فرمایا کہ
نہیں بلکہ آپنے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا
لیکن میں نے اپنی اور تمہاری دونوں کی
جانوں کو بچا دیا۔ آپکے دشمنوں میں سے
ایک نے کہا کہ میں آج ابوحنیفہ کو منصور کے
سامنے قتل کرادوں گا پھر اس شخص نے
ابوحنیفہ سے منصور کے سامنے دریافت
کیا کہ اے ابوحنیفہ ہم ان کو امیر المومنین
کہتے ہیں اور وہ ہم سے کسی کی بھی گردن

امراتہ فی ھذا الیوم فقال یصلی
العصر ثم یجامعھا ثم یغتسل
بعد الغروب ویصلی المغرب
والعشاء اراد بصلوات الیوم
الخمس "

وسئل عمن قال لزوجتہ
علی سلم ان صعدت انت
طالق وان نزلت فانت طالق
ما الحیلۃ فیھا۔

قال یحمل السلم وھی
علیہ فیوضع بالارض اوتحمل
بغیر ارادتھا فتوضع بالارض"

وعمن بید امراتہ قدح
ماء فقال ان شربتیہ اوصببتیہ
اووضعتیہ اوناولتیہ انسانا
فانت طالق قال تنزل فیہ ثوبا
ینشف بہ "

وحلف رجل ان لا یاکل
البیض ثم حلف لیاکل ما فی
کم فلان فاذا ھو بیض فقال
یحضنہ دجاجۃ فاذا ابقی فرخا

مارنے کا حکم دیا کرتے ہیں اور حالانکہ وہ
اس کو پہچانتے بھی نہیں تو کیا انھیں ایسا
کرنے کا حق ہے تو آپ نے اس شخص سے
دریافت کیا کہ کیا امیر المومنین حق اور باطل
دونوں قسم کے حکم کرتے ہیں اس نے کہا
کہ حق ہی کا حکم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ٹھیک
ہے تب تو جہاں حق ہوتا ہے وہیں اسکو
جاری کرتے ہیں پھر ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ
اس نے مجھ کو باندھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن
میں نے اس کو باندھ دیا۔ آپ کے ایک پڑوسی
کا پالتو مور چوری ہو گیا تو اس نے آپ سے
شکایت کی آپ نے فرمایا کہ بالکل خاموش
رہ پھر صبح کو مسجد میں تشریف لے گئے اور
فرمایا کہ اس شخص کو شرم نہیں آتی ہے جو
اپنے پڑوسی کا مور چرا کر پھر نماز پڑھنے آتا
ہے اور اس کے سر میں اس کے مور کا پر
لگا ہوا ہے تو ایک شخص اپنا سر صاف
کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ اے میاں اس
شخص کا مور واپس کر دو چنانچہ اس نے
واپس کر دیا۔ اور اعمش اپنی تیزی طبع کی
وجہ آپ سے منقبض رہتے تھے تو ان کے ساتھ

شواه واكله او طبخه وأكله
كله مع المرقة

"تنبيه"

والحيلة عندنا في ذلك
ان يجعله في ناطف ويبرد لانه
صدق عليه انه اكل ما في كمه
ولم يصدق عليه انه اكل بيضا
لاستهلاكه وولدت امراة
ولدين ظهرهما واحد فمات
احدهما فقال علماء الكوفة
يدفنان جميعا وقال ابو حنيفة
يدفن الميت ويتوصل بالتراب
الى قطع الاتصال ففعلوا
فانفصل الحي وعاش وكان
يسمى مولى ابي حنيفة واجتمع
في المدينة بمحمد بن الحسن
بن علي رضي الله عنهم فقال
لم انت الذي خالفت احاديث
جدي صلى الله عليه وسلم
بالقياس فقال معاذ الله من
ذلك اجلس فان لك حرمة

یہ واقعہ درپیش ہوا کہ انھوں نے یہ قسم کھائی
کہ اگر ان کی بیوی نے ان کو آٹے کے ختم ہونے
کی خبر دی یا اس کو لکھا یا پیغام بھیجا یا کسی نے
ذکر کیا کہ وہ ان سے ذکر کرے یا اشارۃً ایسی
بات کہی تو اسے طلاق ہے اب وہ اس
معاملہ میں حیران ہوگئیں انھیں کسی نے
مشورہ دیا کہ تم ابو حنیفہ کے پاس جاؤ
چنانچہ وہ آئیں اور تمام واقعہ کہہ سنایا
آپنے فرمایا کہ جب آٹے کا تھیلہ خالی ہو جائے
تو تم اس کو سوتے ہیں ان کے کپڑوں سے
باندھ دینا اب جب وہ بیدار ہوں گے تو
ان کو آٹے کے ختم ہونے کی خبر ہو جائیگی
چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا ان کو آٹے
کے ختم ہونے کی اطلاع ہو گئی۔ اس پر
اعمش نے کہا کہ بخدا یہ ابو حنیفہ کی تدبیر ہے
جب تک یہ زندہ ہیں ہم کیونکر کامیاب ہو سکتے
ہیں یہ ہم کو ہماری بیویوں کے بارے میں شرمندہ
کردیتے ہیں اور انکے سامنے ہماری عاجزی
اور کم فہمی ظاہر کرتے ہیں اور ایک شخص نے یہ قسم
کھائی کہ وہ رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے
ضرور جماع کرے گا اب لوگ اسکے حل میں بہت

بحرمة جدك عليه افضل
الصلوٰة والسلام نجلس
وجثا ابوحنيفة بين يديه
فقال له الرجل اضعف ام
المراة فقال المراة قال كم
سهمها قال نصف سهم الرجل
قال لو قلت بالقياس لقلبت
الحكم ثم قال الصلوٰة افضل
ام الصوم قال الصلاة قال
لو قلت بالقياس لامرت
الحائض بقضائها دون قضائه
ثم قال البول نجس ام النطفة
قال البول قال لو قلت بالقياس
لاوجبت الغسل من البول
دون المني معاذ الله ان
اقول على غير الحديث بل خدام
قوله فقام فقبل وجهه وقدم
غريب الكوفة بزوجة فائقة
الجمال تعلق بها كوفي وادعى انها
زوجته وصدقت عنده عجز زوجها
عن اثبات نكاحه وعرضت

حیران ہوئے آپنے فرمایا اس کو لیکر سفر پر جائے
اور وہاں جماع کرے۔ آپکے زمانے میں ایک
شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھ کو
مہلت دو تاکہ میں تمہارے سامنے کوئی معجزہ
پیش کروں تو آپنے فرمایا کہ جس نے اس سے کوئی
علامت طلب کی تو وہ بھی کافر ہوا اس لئے کہ
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لا نبی
بعدی کا جھٹلانے والا ہے آپنے حماد کی ماں
یعنی اپنی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اور شادی
کرلی تو انھوں نے کہا کہ آپ اس نئی بیوی کو
تین طلاق دیدیجئے ورنہ میں آپکے ساتھ نہ
رہوں گی تو آپنے یہ تدبیر کی کہ نئی بیوی سے
کہا کہ تم انکے پاس جاؤ اور کہو کہ کیا کسی عورت
کو جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر سے قطع تعلق کرے
چنانچہ وہ آئیں اور یہ دریافت کیا تو حماد کی
ماں نے کہا کہ آپ نئی بیوی کو ضرور طلاق
دیدیجئے تو آپنے فرمایا کہ اچھا ہر عورت جو میری
بیوی ہو اور اس گھر سے خارج ہو اس کو
طلاق ہے اس پر حماد کی ماں راضی ہو گئیں
اور آپنے نئی بیوی کو طلاق نہ دی۔ اور ایک
رافضی نے دریافت کیا کہ سب سے سخت آدمی

المسئلة على ابي حنيفة فذهب
هو وابن ابي ليلى وجماعة الى
رحل الزوج وامر نسوة ان
يدخلنه فعوت عليهن كلابه
ثم امر المراة ان تدخل فتبصبص
حولها فقال الامام ظهر الحق
فاعترفت المراة ونظير ذلك
ما نقل عن علماء مذهبه انه
اذا خلا بامراته ومعه كلبه
صحت الخلوة وتاكد الصداق
او كلبها لم تتاكد واراد ابن
هبيرة فصا مكتوبا عليه عطاء
بن عبد الله وقال اكره
التختم به لما كان اسم غيري
عليه ولا يمكن حكه فقال
دور راس الباء يكون عطاء
من عبد الله فتعجب من
سرعة استخراجه وقال له اكثر
المجئ الينا قال وما اصنع
عندك ان قربتني فتنتني و
ان اقصيتني اخزيتني وليس

کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے قول کے مطابق
علی کرم اللہ وجہہ ہیں کیونکہ انھوں نے جان
لیا کہ حق ابوبکرؓ کے ساتھ ہے اس لئے انھوں
نے اس کو انکے سپرد کر دیا اور تمہارے قول
کے مطابق سب سے سخت آدمی ابوبکرؓ ہیں
کہ انھوں نے اپنا حق علیؓ سے زبردستی چھین
لیا اور علیؓ ان سے کچھ نہ کہہ سکے رافضی یہ سنکر
حیران رہ گیا اور ایک شخص کے بارے میں
سوال کیا گیا کہ اس نے تین طلاق دیں اس
شرط پر کہ اگر وہ آج غسل جنابت کرے
پھر اس نے تین طلاقیں اس شرط پر دیں کہ
اگر وہ آج کی نمازوں میں سے کوئی نماز
چھوڑے پھر اس نے تین طلاقیں اس شرط
پر دیں کہ اگر آج وہ اپنی بیوی سے مجامعت
نہ کرے، تو آپ نے فرمایا کہ نماز عصر پڑھ کر
جماع کرے پھر غروب کے بعد اس سے غسل کرے
اور مغرب وعشاء پڑھے کیونکہ اس نے دن کی
نمازوں سے پانچ نمازوں کا ارادہ کیا تھا۔
اور آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی بیوی
سیڑھی پر کھڑی تھی تو اس نے کہا کہ اگر تو
چڑھی تو تجھ کو طلاق ہے اور اگر تو اتری تو

عندی ما اخافك علیه وقال
ذلك ایضاً لما قال له کل من
المنصور وامیرا لکوفة
عیسیٰ بن موسیٰ لو اکثرت
المجئ الینا ودخل الضحاك
المروزی الکوفة وامر بقتل
الرجال کلهم فخرج الیه
ابوحنیفة فی قمیص ورداء
فقال له لم امرت بقتل
الرجال قال لانهم مرتدون
قال اکان دینهم غیر ماهم
علیه فارتدوا حتی صاروا الی
ماهم علیه ام کان هذا دینهم
قال عد ما قلت فاعاد فقال
الضحاك اخطانا فغمد واسیو
فهم ونجا الناس وفی روایة
ان الخوارج لما دخلوا الکوفة
ورایهم تکفیر کل من
خالفهم قیل لهم عن ابی
حنیفة هذا شیخ هؤلاء فاحضروا
وقالوا تب من الکفر فقال انا

تجھے طلاق ہے تو اب شرعی طور پر کیا حیلہ
ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس عورت
سمیت سیڑھی اٹھالی جائے اور زمین پر رکھ
دی جائے یا اسکے ارادے کے بغیر اٹھا کر زمین
پر رکھ دی جائے اور اس شخص کے بارے میں
سوال کیا گیا کہ جس کی بیوی کے ہاتھ میں پانی
کا پیالہ ہو اور وہ کہدے کہ اگر تو نے پیا، یا
بہایا، یا رکھا یا کسی کو دیا تو تجھے طلاق ہے
تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی کپڑا ڈال کر
اس کو جذب کر دے اور یہ بھی پوچھا گیا کہ ایک
شخص نے قسم کھائی کہ وہ انڈا نہ کھائے گا
اور پھر یہ قسم کھائی کہ جو چیز فلاں شخص کی جیب
میں ہے وہ ضرور کھائے گا اب دیکھا تو وہ انڈا
ہی تھا آپ نے کہا کہ اسے کسی مرغی کے نیچے رکھدے
اور جب بچہ نکل آئے تو اسے بھون کر کھالے
یا شوربہ پکا کر مع شوربہ کے کھالے۔

تنبیہ

اور ہمارے نزدیک رشافیہ کے حیلہ یہ ہے
کہ وہ ریوڑیوں میں کر دے اور اپنی قسم پوری
کرے کیونکہ اس پر یہ بات صادق آگئی کہ
جو چیز آستین میں تھی وہ کھالی اور وہ بھی

تائب من کل کفر فقیل لهم ابعلم قلتم ام بظن قالوا بظن قال ان بعض الظن اثم والاثم کفر عندکم فتوبوا من الکفر قالو تب انت ایضا من الکفر"

صحیح ہو گیا کہ اس نے انڈا نہ کھایا کیونکہ وہ تو ختم ہو گیا۔ پوچھا گیا کہ ایک عورت نے دو بچے جنے جن کی پیٹھ ایک تھی اب ایک ان میں سے مر گیا تو کیا ہو گا؟ تو کوفہ کے علماء نے جواب دیا کہ دونوں دفن کر دیئے جائیں گے اور ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مردہ کو دفن کر دیا جائیگا اور مٹی میں اس وقت تک چھپا رہنے دیا جائے گا جب تک دونوں کا اتصال ختم نہ ہو جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اب جو زندہ تھا وہ جدا ہو گیا اور اس کا نام "مولی ابو حنیفہ" ابو حنیفہ کا غلام پڑ گیا۔ آپ مدینہ منورہ میں محمد بن حسن بن علیؓ سے ملے تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ہی نے میرے دادا کی احادیث کی خلاف ورزی کی ہے محض اپنی رائے اور قیاس سے؟ تو آپنے فرمایا کہ پناہ بخدا تشریف رکھئے کہ آپ کی عزت آپکے دادا کی عزت کے مانند ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ تشریف فرما ہوئے اور ابو حنیفہؒ ان کے سامنے دوزانوں بیٹھ گئے پھر پوچھا کہ یہ بتایئے کہ مرد کمزور ہے یا عورت تو انھوں نے فرمایا کہ عورت کمزور ہے آپنے دریافت کیا کہ عورت کا میراث میں حصہ کیا ہے انھوں نے فرمایا کہ مرد کے حصے سے آدھا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر میں عقل ہی سے کہتا تو اسکے برعکس ہوتا۔ پھر آپنے دریافت کیا کہ یہ بتایئے کہ نماز افضل ہے یا روزہ، انھوں نے جواب دیا کہ نماز آپنے فرمایا کہ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو حائض کو نماز کی قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کی قضاء کا پھر آپنے فرمایا کہ پیشاب ناپاک ہے یا نطفہ انھوں نے جواب دیا کہ پیشاب آپنے فرمایا کہ اگر میں قیاس سے حکم کرتا تو پیشاب کی وجہ سے غسل واجب کرتا نہ کہ منی کی وجہ سے پناہ بخدا کہ میں خلاف حدیث کچھ کہوں بلکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خادم ہوں تو انھوں نے کھڑے ہو کر آپ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور ایک مسافر اپنی ایک حسین وجمیل بیوی لیکر کوفہ آیا ایک کوفی کو محبت ہو گئی اور اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے۔ عورت

اس کو پسند کرتی تھی اور پہلے شوہر سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھی لیکن شوہر اپنا نکاح ثابت کرنے سے عاجز رہا۔ یہ مسئلہ ابو حنیفہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ اور ابن ابی لیلیٰ کچھ لوگوں کے ہمراہ شوہر کی قیام گاہ پر گئے اور کچھ عورتوں سے کہا کہ وہ اس کے گھر جائیں۔ جب وہ عورتیں گھر گئیں تو اس شخص کے کتے ان پر بھونکنے لگے پھر اصل عورت سے کہا کہ اب وہ جائے کتا اس کو دیکھ کر دم ہلانے لگا اور اس کے گرد گھومنے لگا تب امام صاحب نے فرمایا کہ اب حق ظاہر ہو گیا اور اسی کی مثل وہ واقعہ ہے جو ان کے ہم مذہب علمائے سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کرے اور اس کے ساتھ اس کا کتا بھی ہو تو خلوت صحیح ہے اور مہر واجب ہے لیکن اگر عورت کا کتا ہو تو مہر مؤکد نہیں اور آپ کو ابن ہبیرہ نے ایک نگینہ دکھایا جس پر عطا ابن عبداللہ لکھا تھا اور یہ کہا کہ میں اس انگوٹھی کو پہننا ناپسند کرتا ہوں، کیونکہ اس پر دوسرے کا نام ہے اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں تو آپنے فرمایا کہ با کے سر کو گول کر دو تو یہ ہو جائے گا۔ عطا من عنداللہ (یعنی اللہ کی دین)، تو وہ آپ کی اس حاضر جوابی پر بہت متعجب ہوئے۔ اور ابن ہبیرہ نے آپ سے کہا کہ ہمارے پاس بکثرت آیا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ آ کر کیا کروں اگر آپ قرب عطا کریں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے اور دور رکھیں گے تو رسوا کریں گے اور میرے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہیں جس پر مجھے آپ کا خوف ہو۔ اور یہی بات آپنے اس وقت کہی جبکہ منصور اور حاکم کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ نے آپ سے زائد آمد و رفت کی درخواست کی۔ ضحاک مروزی کوفہ میں آئے اور سب مردوں کے قتل کا حکم دیا تو ابو حنیفہ ایک قمیص اور قادر میں اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ مردوں کے قتل کا حکم کیوں دیا ہے؟ تو اس نے کہا اس لئے کہ وہ مرتد ہیں تو آپنے پوچھا کہ کیا ان کا دین اس کے علاوہ کچھ اور تھا جس پر اب وہ ہیں اور اب وہ مرتد ہو کر اس دین کی طرف آئے ہیں؟ یا ان کا دین یہی تھا۔ ضحاک نے کہا کہ اپنی بات کو ذرا پھر دہراؤ۔ آپ نے

اپنی بات دہرائی تو ضحاک نے کہا کہ ہم سے غلطی ہوئی اور لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں نیام میں کرلیں اور لوگوں نے نجات پائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خارجی جب کوفہ میں داخل ہوئے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ اپنے ہر مخالف کی تکفیر کرتے تھے تو توان سے ابو حنیفہ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ ان کے شیخ ہیں چنانچہ انھوں نے ان کو بلوالیا اور کہا کہ کفر سے توبہ کرو تو آپ نے فرمایا کہ میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں تو کسی نے خوارج کو بتایا کہ یہ کہتے ہیں کہ تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں چنانچہ انھوں نے آپ کو دوبارہ پکڑ لیا تو آپنے اس سے دریافت کیا کہ تم یہ بات علم سے کہہ رہے ہو یا ظن سے انھوں نے کہا کہ ظن سے تو آپنے فرمایا کہ بعض گمان گناہ ہے اور گناہ تمہارے نزدیک کفر ہے تو تم کفر سے توبہ کرو تو انہوں نے کہا کہ تم بھی توبہ کرو۔

"تنبیہ" تنبیہ

وقع لبعض حساد ابی حنیفۃ الذین ینتقصونہ بما ھو بری منہ۔ انہ ذکر من مثالبہ ان کفر مرتین و استتیب مرّتین وانما وقع لہ ذلک مع الخوارج فارادوا انتقاصہ بہ ولیس بنقص بل ھو غایۃ فی رفعتہ اذ لم یوجد احد یحاججھم غیرہ رحمۃ اللہ علیہ واوصٰی رجل الی آخر و سلمہ کیسا فیہ الف دینار وقال

حضرت ابو حنیفہ کے بعض حاسدین (جو آپ پر غلط تہمت ترازی کرتے ہیں) نے کہا آپنے دو مرتبہ کفر کیا اور دو مرتبہ آپ سے توبہ کرائی گئی تو درحقیقت یہ معاملہ آپ کا خوارج کے ساتھ پیش آیا جس سے وہ ان کی شان میں تنقیص کا ارادہ کرتے ہیں حالانکہ یہ تو انتہائی کمال ہے کیونکہ ان کے علاوہ کوئی تھا ہی نہیں جو خوارج سے مناظرہ کرتا اور ایک شخص نے دوسرے کو وصیت کی اور اسکو ایک ہزار دینار کی تھیلی پیش کی اور اس سے کہا کہ جب

اذا كبر ولدي فاعطه ما تحب
فلما كبر اعطاه الكيس دون
ما فيه فجاء الولد لابي حنيفة
وذكر له الخبر فدعا الوصي و
قال اعطه الالف لان الذي
تحبه هو الذي امسكته اذ كل
احد غالبًا انما يمسك الذي
يحبه ويعطي الذي لا يحبه و
كان بعض المحدثين يقع فيه
فوقع في ورطة لم يرى من مخلصه
منها غيره وهي انه قال لزوجته
ان سالتني الليلة الطلاق ولم
اطلقك فانت طالق وقالت
ان لم اسئلك الليلة الطلاق
فعبدي حر فقال لها الامام
سليه الطلاق وقال له قل انت
طالق ان شئت ثم قال اذهبا
فلا حنث عليكما وقال له تب
الى الله من الوقيعة فيمن
حمل اليك العلم فتاب وكان
بعد يدعوا له دبر كل صلوٰة

میرا لڑکا بڑا ہو جائے تو تم جو چاہو اسے
دیدینا۔ جب لڑکا بڑا ہوا تو اس شخص
نے لڑکے کو خالی تھیلی پکڑا دی لڑکا ابو حنیفہ
کی خدمت میں آیا اور واقعہ کہہ سنایا آپ نے
وصی کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم اس کو
ایک ہزار دینار دیدو کیونکہ جس کو تم نے
چاہا اور پسند کیا وہی ہے جس کو تم نے روک
رکھا ہے کیونکہ غالباً ہر شخص اسی چیز کو
روک کر رکھتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے
اور جس کو وہ ناپسند کرتا ہے دیدیتا ہے
ایک محدث آپ کے بارے میں کچھ توہین
کرتے تھے تو وہ ایک مشکل میں پڑ گئے۔
جس سے ابو حنیفہ کے سوا رہائی دینے
والا کوئی نہ تھا اور وہ مشکل یہ تھی کہ انھوں
نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے آج رات
مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھ کو
طلاق نہ دی تو تجھے طلاق ہے ان سے
کہا کہ اگر میں آج رات تجھ سے طلاق نہ
مانگوں تو میرا غلام آزاد ہے تو اس
عورت سے امام صاحب نے فرمایا کہ تم ان
سے طلاق کا مطالبہ کرو اور ان سے کہا

وحلف شخص بالطلاق من
زوجته ان لم تطبخ له قدرا فيها
مكوك ملح لا يظهر له اثر في الطعام
المطبوخ فسئل عنها فقال
تطبخ بيضة في قدر تلقى عليه
الملح المحلوف عليه واكثر منه
واراد جماعة من الدهرية قتله
فقال حتى نبحث في مسئلة
ثم شأنكم وما اردتم فقال
ما تقولون في سفينة مشحونة
بالاثقال في بحر ذي موج متلاطم
بلا ملاح أيجوز هذا قالو هذا
محال قال ايجوز في العقل مثل
وجود هذه الدنيا مع تباين
اطرافها وبخلاف احوالها و
امورها وتغيير اعمالها وافعالها
من غير صانع حكيم ومدبر عليم
فتابوا جميعا وغمدوا سيوفهم
وجاءه رجل له على آخر الف
انكره واراد الحلف وليس مع
المدعي الا شاهد واحد و

کہ آپ ان سے کہدیں کہ تجھ کو طلاق ہے
اگر تو چاہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جاؤ تم میں سے
کوئی بھی حانث نہ ہوا، اور ان سے کہا کہ
اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو کہ جو تم تک
علم لے کر آئے تم اس کی شان میں گستاخی
کرتے ہو پھر وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز
کے بعد ابو حنیفہ کے حق میں دعا کرتے ہیں
اور ایک شخص نے اپنی بیوی کی طلاق کی
قسم کھائی اور اس شرط پر کہ وہ ایسی
ہانڈی نہ پکائے جس میں ایک صاع نمک
ہو اور اس کا اثر پکے ہوئے کھانے میں
ظاہر نہ ہو تو یہ مسئلہ آپسے دریافت کیا
گیا تو آپنے فرمایا کہ ہانڈی میں انڈے
پکائے اور جتنے نمک کی قسم کھائی ہے
یا اس سے زائد ڈالدے۔ اور دہریوں
کی ایک جماعت نے آپکے قتل کا ارادہ
کیا آپنے فرمایا کہ پہلے ایک مسئلہ میں بحث
کرلو پھر تم جانو اور تمہارا کام جانے آپنے
ان سے دریافت کیا کہ تم اس کشتی کے
بارے میں کیا کہتے ہو جس پر بوجھ لدا ہوا
ہے اور ملاح غائب ہے کیا ایسا ہونا ممکن

علم ابو حنيفة صدقة فامره
ان يهبه لحاضر بحضرة شاهده
ثم امر الحاضر بالدعوى على
المدين بالالف وامر الشاهد
والواهب ان يشهد الدين له
ففعلا فحكم القاضى بالالف
وهذا الباب طويل وفيما ذكرناه
كفاية على ان فى بعض ما لم
نذكره خللاً اونزاعاً فى ثبوته
اوجب حذفه"

ہے تو انھوں نے کہا ہاں ممکن ہے تو
آپ نے فرمایا کہ حشرات اس جیسی دنیا کا
وجود یا وجود اس کے اطراف، احوال
اور امور تغیر کے اور افعال کے مختلف ہونے
کے بغیر کسی بنانے والے، حکمت والے
تدبیر والے کے کیونکر ممکن ہے تو سب نے
توبہ کرلی اور اپنی تلواریں نیام میں رکھ
لیں۔ اور آپ کے پاس ایک شخص آیا
جس کے دوسرے شخص پر ایک ہزار
درہم چاہئے تھے وہ وہ منکر تھا اور قسم
کھانے کو تیار تھا اور مدعی کے پاس صرف
ایک گواہ تھا اور ابو حنیفہ کو اس کی سچائی کا علم تھا اس لئے فرمایا کہ وہ روپیہ اس
موجود شخص کو ہبہ کردے اس کے گواہ کی موجودگی میں پھر حاضر شخص سے کہا اب تم دعویٰ
کردو اصل مقروض پر جس پر ہزار درہم چاہئیں اور شاہد و روپیہ دینے والے کو
حکم دیا کہ وہ دونوں اس کے حق میں شہادت دیدیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا
تو قاضی نے ایک ہزار روپیہ واپس کرنے کا حکم کرایا اور یہ بات بہت لمبی ہے جو کچھ
میں نے ذکر کیا وہ کافی ہے جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کے غیر میں کچھ خلل اور جھگڑا
ہے لہذا اس کو حذف کرنا ضروری سمجھا۔

الفصل الرابع والعشرون فی حلمہ ونحوہٖ

قال یزید بن هارون ما رأیت احلم منه کان له فضل ودین وورع وحفظ لسان واقبال علی مایعنیه وقال غیرہ شتمه رجل واطا بنحو یازندیق فقال له غفر الله لك هو یعلم منی خلاف ماتقول وقال عبد الرزاق مارایت احلم منه کنامعه بمسجد الخیف والناس حوله فساله بصری عن مسئلة فاجابه فاعترضه بان الحسن خالفه فقال اخطا الحسن فقال له رجل یا ابن الزانیة انت تقول اخطا الحسن فصاح الناس وهموابه فسکنهم ابوحنیفة واطرق ساعة ثم رفع راسه فقال نعم اخطأ الحسن واصاب ابن مسعود فیما روی

چوبیسویں فصل ان کے حلم وغیرہ کے بیان میں

یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے ابوحنیفہ سے زائد حلیم کوئی نہ دیکھا آپ میں فضل، دین ورع حفظ لسان اور مقصد کی چیزوں پر پوری توجہ کرنے کی صفات تھیں اور ایک شخص نے گالی دی اور بہت زائد دیتا رہا مثلاً "یا زندیق" تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تیرے لئے مغفرت کرے اسکے علم میں اس چیز کے خلاف ہے جو کہتا ہے اور عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے ابوحنیفہ سے زائد بردبار شخص نہیں دیکھا ہم ان کے ساتھ مسجد خیف میں تھے لوگ ان کے اردگرد تھے تو ایک بصری نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا آپنے اس کا جواب دیا اس پر بصری نے اعتراض کیا کہ حسن بصری نے اس کے مخالف کہا ہے آپ نے فرمایا کہ حسن نے غلطی کی تو اس شخص نے کہا کہ اے زانیہ کے بیٹے تو یہ کہتا ہے کہ حسن نے غلطی کی تو لوگ چیخنے چلانے لگے

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وکان یقول ما جازیت
احداً بسوءٍ قط ولا لعنت
احداً ولا ظلمت مسلماً ولا
معاهداً ولا غششت احداً
ولا خدعته وقیل له ان الثوری
ینال منك وینکلم فیك فقال
غفر اللہ له ثم مدحه وکان
بجوارہ اسکاف اذا سکر یتغنی:
"شعر"

اضاعونی وای فتی اضاعوا"
لیوم کریهة وسداد ثغر"

ففقد صوته لیلة فقیل
اخذه العسس فرکب للامیر
فزاد فی تعظیمه وامر باطلاقه
واطلاق کل من مسك تلك
اللیلة ومابعدها فرکب راجعا
والاسکاف یمشی خلفه فقال
یافتی اضعناك قال لا بل
حفظت ورعیت جزاك اللہ
خیرا ثم تاب وحسنت توبته

اور اسکو مارنے کا ارادہ کرنے لگے ابوحنیفہ نے
ان کو پرسکون رہنے کا حکم دیا اور تھوڑی
دیر سر جھکا کر اٹھایا اور پھر فرمایا کہ حسن نے
غلطی کی اور ابن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت کی اور آپ کا
قول تھا کہ میں نے کسی کو کبھی برائی سے بدلہ نہیں
دیا اور نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کسی مسلمان پر
اور نہ کسی معاہد پر ظلم کیا اور نہ کسی کو دھوکہ دیا
آپ سے کسی نے کہا کہ ثوری آپ کی شان میں
گستاخی کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ ان کی
مغفرت کرے اور پھر انکی تعریف کی۔ اور
آپکے پڑوس میں ایک چمار رہتا تھا جب وہ
نشہ میں ہوتا تو گانے لگتا اور یہ شعر پڑھتا
کہ لوگوں نے مجھکو ضائع کردیا اور ایسے اچھے
نوجوان کو ضائع کردیا جو جنگ اور سرحدوں
کی حفاظت کے کام آتا۔ ایک رات اسکی
آواز نہ آئی تو معلوم ہوا کہ اس کو پولیس نے
گرفتار کرلیا آپ امیر شہر کے پاس سوار ہو کر
گئے اس نے آپ کی بہت تعظیم کی اور نہ
صرف اسکو چھوڑنے کا حکم دیا بلکہ اس رات
اور اس کے بعد والی رات جو لوگ بھی گرفتار

ولازم مجلسه حتى صار فقيهاً ۔
وقال الوليد بن قاسم كان
كريم الطبع عظيم التفقد و
المواساة لاصحابه وقال
عصام لم يكن لاحد من الخلق
كما لابي حنيفة على اصحابه
وكان الذباب اذا وقع على احد
منهم يرى مشقة ذلك عليه"
وقيل له عن بعضهم انه سقط
من سطحه فصاح صيحة سمعها
من في المسجد وقام فزعا عليه
حافيا ثم بكى وقال لو امكنني
حمل ذلك حملته وكان
يأتيه صباحا ومساء حتى برئ
وجاء لا رجل فقال اني
وضعت كتابا على خطك
الى فلان فاعطاني اربعة آلاف
درهم فقال ابو حنيفة ان
كنتم منتفعين بهذا
فافعلوه "
وقال ابو معاذ كان

ہوئے سب کو چھوڑنے کا حکم دیا اب آپ
سوار ہوکر واپس آ رہے تھے اور چمار آپ کے
پیچھے چل رہا تھا آپنے اس سے دریافت کیا
کہ اے نوجوان کیا ہم نے تجھکو ضائع کیا۔
اس نے کہا کہ نہیں بلکہ آپنے حفاظت کی
اور خیال رکھا اللہ آپ کو اچھی جزائے پھر
تائب ہوا اور اسکی توبہ اچھی ہوئی اور وہ
آپ کا ہم نشین بن گیا بالآخر وہ فقیہ ہوگیا
اور ولید بن قاسم کا بیان ہے کہ آپ کریم الطبع
تھے اور اپنے احباب کے حالات کی بہت خبرگیری
فرماتے اور انکی غمخواری کرتے اور عصام نے
کہا کہ جتنا حق ابوحنیفہ کا اپنے احباب پر تھا
اتنا کسی کا نہ ہوا اگر کسی پر مکھی بھی بیٹھ جاتی
تو آپ پر یہ دشوار ہوتا تھا۔ آپ کو آپکے کسی
ساتھی کے متعلق اطلاع دی گئی کہ وہ چھت
سے گر پڑے تو آپنے ایک چیخ ماری جسکو مسجد
والوں نے سنا اور ننگے پیر گھبراہٹ میں اسکی
طرف دوڑے اور فرمایا کہ اگر میں اس کو اٹھا
سکتا تو اٹھالیتا اور اس کی خبرگیری کو صبح و شام
تشریف لاتے حتی کہ وہ تندرست ہوگیا۔
آپکے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں

ابو حنیفۃ مع معرفتہ بقربی
من سفیان وبینهما مابین
الاقران یقربنی ویقضی حوائجی
وکان حلیما ورعا وقورا قد
جمع اللہ فیہ خصالا شریفۃ
وشتمہ رجل وهو فی درسہ
واکثر فما التفت الیہ ولا
قطع کلامہ ونهی اصحابہ عن
مخاطبتہ فلما فرغ وقام تبعہ
الی باب دارہ فقام علی بابہ و
قال للرجل هذہ داری وان
کان بقی معک شیء فاتمہ حتی
لا یبقی فی نفسک شیء فاستحی
الرجل"

وفی قصۃ اخری انہ تبعہ
فلما دخل جعل یسب ویشتم
فلم یجبہ احد فقال اتحدونی
کلبا فقیل من داخل الدار نعم"

وقال ابو یوسف کان یحمل
والدتہ علی حمار الی مجلس عمر
بن ذر کراهتہ ان یرد امرها

آپ کی طرف سے ایک خط فلاں شخص کو لکھا تو
اس نے مجھکو چار ہزار درہم دیدیئے تو آپنے
فرمایا کہ اگر تم کو اس سے نفع ہو سکتا ہے تو
نفع حاصل کرو۔ اور ابو معاذ نے کہا کہ ابو حنیفہ
یہ جانتے ہوئے کہ میں سفیان کا مقرب ہوں
اور ان میں اور ابو حنیفہ میں اسی قسم کے تعلقات
تھے جیسے ہمسروں میں ہوتے تھے۔ ابو حنیفہ
مجھکو اپنا قرب عطا کرتے اور میری ضروریات
پوری کرتے تھے۔ آپ بردبار، متقی اور باوقار
تھے اللہ نے آپ میں شرافت کی تمام خصلتیں
جمع فرمادی تھیں آپ کو ایک شخص نے آپکے
درس میں گالی دی اور برابر دیتا رہا آپ اسکی
طرف متوجہ تک نہ ہوئے اور نہ ہی اپنا سلسلہ
کلام منقطع فرمایا اور اپنے ساتھیوں سے
منع کیا کہ اس سے گفتگو کریں جب آپ فارغ
ہو کر اٹھے تو وہ شخص آپکے پیچھے آپکے گھر کے
دروازہ تک گیا آپ دروازہ پر کھڑے ہو گئے
اور اس شخص سے کہا کہ یہ میرا گھر آگیا ہے اگر
کچھ تیرے پاس باقی رہ گیا ہے تو اس کو بھی
پورا کرے تا کہ تیرے دل میں حسرت نہ رہ جائے
یہ سن کر وہ شخص شرما گیا ایک دوسری روایت

وقال ابوحنيفة ربما ذهبت
بها الى مجلسه وربما امرتني ان
اذهب اليه واسئله عن مسئلة
فآتيه واذكره له واقول له ان
امي امرتني ان اسئلك عن فيقول
رنت تسئلي عن هذا فاقول هي
امرتني فيقول قل لي كيف هو حتى
اخبرك فاخبره بالجواب ثم
يخبرني به فآتيها واخبرها عنه
بما قال - ونظير ذلك انها
ستفتت من شئ فافتيتها فلم
تقبله وقالت لا اقبل الا قول
زرعة القاص اي الواعظ فجاء
بها اليه وقال له ان امي تستفتيك
في كذا فقال انت اعلم وافقه فافتها
قال قد افتيتها بكذا فقال زرعة
القول ما قال ابوحنيفة فرضيت
وانصرفت وقال الجرجاني ساله
بحضرتي شاب فاجابه فقال له
اخطأت فقلت لمن حول سبحان
الله الا تعظمون هذا الشيخ

کے مطابق وہ شخص آپ کے پیچھے ہولیا جب
آپ گھر میں داخل ہوگئے تو گالی گلوچ کرنے
لگا تو کسی شخص نے جواب نہ دیا۔ وہ شخص کہنے
لگا کیا تم مجھ کو کتا سمجھتے ہو؟ تو گھر کے اندر سے
آواز آئی ہاں۔ اور ابو یوسف نے فرمایا کہ آپ
اپنی والدہ کو گدھے پر بیٹھا کر عمر بن ذر کی مجلس
میں لے جاتے تاکہ ان کا حکم سنا لیں اور
ابو حنیفہ نے فرمایا کہ بسا اوقات وہ مجھے حکم
دیتیں کہ میں انکو عمر بن ذر کی مجلس میں لے
جاؤں اور بسا اوقات حکم دیتیں کہ میں
خود جاؤں وہاں سے مسئلہ دریافت کروں
تو وہ فرماتے کہ آپ مجھ سے یہ مسئلہ دریافت
کرتے ہیں تو میں کہتا کہ جی انھوں نے مجھ کو
حکم دیا ہے کہ میں یہ مسئلہ آپ سے پوچھوں تو
وہ مجھ سے کہتے کہ آپ ہی بتائیے تاکہ پھر میں
یہ مسئلہ بتاؤں تو میں ان کو جواب پھر وہ مجھ
کو جواب دیتے پھر میں اپنی والدہ کے پاس
آکر بتا دیتا۔ اور اسکی ایک نظیر یہ ہے کہ
انھوں نے مجھ سے ایک فتویٰ طلب کیا میں
نے انکو جواب دیا مگر انھوں نے نہ قبول کیا
اور فرمایا کہ میں تو قصہ گو واعظ یعنی زرعہ

فلتفت الی فقال دعهم فانی
قد عودتهم ذلک من نفسی
وقال ما صلیت صلاۃ منذ مات
حماد الا استغفرت له مع
والدی وما مددت رجلی نحو داره
وان بینی وبینه سبع سکک
وانی لاستغفر لمن تعلمت منه
او علمنی وقال ابن المبارک
ماکان اوقر من مجلسه کان حسن
السمت حسن الثوب حسن
الوجه وقال زفر کان حمولا
صبورا ومرّ به سفین بن
عیینة وقد ارتفع صوته
وصوت اصحابه بالمسجد فقال
یا ابا حنیفة هذا المسجد والصوت
لا یرفع فیه فقال دعهم فانهم
لا یفقهون الا به وقال الرشید
لابی یوسف صف لی اخلاق ابی
حنیفة فقال یا امیر المومنین
ان اللہ عزوجل یقول (ما یلفظ
من قول الا لدیه) رقیب

کی بات مانوں گی چنانچہ انکے پاس لے کر
گیا اور کہا کہ میری ماں آپسے فلاں مسئلہ میں
فتوی طلب کرتی ہیں تو انھوں نے کہا کہ آپ
زائد جانتے ہیں اور زائد فقیہ ہیں آپ
انکو فتوی دیدیجئے تو آپنے فرمایا کہ میں نے
فلاں فتوی دیا تھا، تو زرعہ نے کہا کہ بات
وہی ہے جو ابو حنیفہ کہتے ہیں تو وہ راضی
ہو کر چلی گئیں اور جریان نے کہا کہ میری
موجودگی میں ایک شخص نے دریافت کیا
آپنے جواب دیا تو اس نے کہا کہ آپ نے
غلطی کی تو ہم نے آپکے گرد بیٹھنے والوں سے
کہا کہ سبحان اللہ آپ لوگ اس شیخ کی تعظیم
نہیں کرتے تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا انھیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے
ان کو اس بات کا خود عادی بنا دیا ہے
آپنے فرمایا کہ جب سے حماد کی وفات ہوئی ہے
میں ہر نماز کے بعد انکے لئے استغفار کرتا
ہوں اور اپنے والد کے لئے بھی، اور میں
نے کبھی انکے گھر کی طرف اپنے پیر دراز نہیں
کئے حالانکہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان
کئی گلیاں ہیں اور میں ہر اس شخص کیلئے

عتید"

کان علی بہ رحمہ اللہ کان
شدید الذب عن محارم اللہ
تعالیٰ ان تؤتی شدید الورع
لا ینطق فی دین اللہ بما لا
یعلم یحب ان یطاع اللہ تعالیٰ
ولا یعصی مجانبا لاھل الدنیا
فی زمانھم لا ینافس فی عزھا
طویل الصمت دائم الفکر علی
علم واسع لم یکن مھذارًا ولا
ثرثارًا ان سئل عن مسئلۃ و
کان عندہ فیھا علم نطق بہ
واصاب فیھا وان کان غیر
ذلك قاس علی الحق واتبعہ
صائنا لنفسہ ودینہ بذولا
للعلم والمال مستغنیًا بنفسہ
عن جمیع الناس لا یمیل الی
طمع بعیدا عن الغیبۃ لا
یذکر احدا الا بخیر۔

فقال الرشید ھذہ اخلاق
الصالحین وقال المعافی الموصلی

استغفار کرتا ہوں جس سے میں سیکھا ہے
یا جس نے مجھ کو علم پڑھایا اور ابن مبارک
نے فرمایا کہ آپ کی مجلس بہت ہی اچھی تھی
آپ اچھے اچھے لباس والے اچھے چہرے والے
تھے اور زفر نے کہا آپ متحمل اور صابر تھے
آپ اور آپ کے شاگرد مسجد میں آواز بلند
سے گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں سفیان
بن عینیہ کا وہاں سے گذر ہوا تو انھوں نے
کہا کہ اے ابو حنیفہ یہ مسجد ہے اس میں
آواز بلند نہیں کی جاتی تو آپ نے فرمایا کہ انہیں
چھوڑ دیئے یہ اس کے علاوہ سمجھتے نہیں اور
ہارون الرشید نے ابو یوسف سے کہا کہ
مجھے ابو حنیفہ کے اخلاق بتاؤ تو انہوں نے
کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ وہ جو بات بھی کرتا ہے تو اسکے پاس
ایک سرکش محافظ ہوتا ہے مجھے ان کے
بارے میں یہ معلومات ہیں۔ بیحد متقی تھے
اللہ کے دین میں وہی کہتے تھے جس کا علم
ہوتا تھا آپ یہ چاہتے تھے کہ اللہ کی اطاعت
کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اہل دنیا
سے انکے زمانے میں کنارہ کش تھے آپ کو

کان فیہ عشر خصال ماکانت واحدۃ منھا فی انسان الاصار رئیسا فی وقتہ وساد قبیلۃ الورع۔ والصدق، والفقہ، ومدارۃ الناس، والمروۃ الصادقۃ، و الاقبال علی ما ینفع وطول الصمت والاصابۃ بالقول ومعونۃ اللھفان ولوعدوا وقال ابن نمیر کان یجلس ومعہ اصحابہ کزفر وداؤد الطائی والقاسم بن معن فیتطارحون مسئلۃ فیما بینھم فیرتفع فیھا اصواتھم ثم یتکلم ابو حنیفۃ فیسکتون حتی یفرغ فیتحفظون ما تکلم بہ فاذا الحکموا الخذوا فی مسئلۃ اخری وکان یقول لوکان العوام لی عبید الاعتقتھم وتبرأت من ولائھم"

دنیا وی عزت کی کچھ پروا نہ تھی حد درجہ خاموش مزاج تھے ہمہ وقت غور وفکر کے خوگر وسیع علم والے بیہودہ گو نہ تھے اور کوئی مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا اور اس کا علم ہوتا تو آپ جواب دیتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حق پر قیاس کرتے اور اسی کی اتباع کرتے اس میں اپنے نفس اور دین کی حفاظت کا پورا خیال رکھتے آپ علم اور مال کو خرچ کرنے والے اور لوگوں سے استغناء رکھنے والے تھے لالچ قطعاً نہ تھا غیبت سے بہت دور ہر شخص کا تذکرہ بھلائی سے کرتے رشید نے یہ سن کر کہا کہ یہ اخلاق تو صالحین کے ہیں اور معافی موصلی نے کہا کہ آپ میں دس عادتیں ایسی تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی میں پائی گئی تو وہ وقت کا رئیس ہو گیا اور اپنے قبیلہ کا سردار بن گیا۔ تقویٰ، سچائی، پاکدامنی، لوگوں کی خاطر مدارات، سچی محبت، نفع دہندہ چیز پر توجہ، لمبی خاموشی صحیح قول اور مصیبت زدہ کی مدد خواہ دشمن ہی کیوں نہ ہوتا اور ابن منیر نے کہا کہ آپ اپنے شاگردوں کے ہمراہ بیٹھتے جن میں زفر، داؤد طائی، قاسم بن معن وغیرہ ہوتے تو وہ آپس میں کوئی نہ کوئی مسئلہ شروع کر دیتے اس میں ان کی آوازیں بلند ہو جاتیں پھر ابو حنیفہ بولتے

اور وہ سب خاموش ہو جاتے حتیٰ کہ وہ فارغ ہوتے اور وہ لوگ آپکے کلام کو ذہن نشین کر لیتے جب یہ مسئلہ خوب اچھی طرح حل ہو جاتا تو دوسرے میں شروع ہو جاتے اور آپ فرماتے تھے کہ اگر سب لوگ میرے غلام ہوتے تو سب کو آزاد کرتا اور ان کی ولا کے حق سے بھی بری ہوتا۔

"الفصل الخامس والعشرون فی اکلہ من کسبہ وردہ للجوائز"

قد تواتر عنہ رحمۃ اللہ علیہ انہ کان یتجر فی الخز مسعودًا ماھرا فیہ ولہ دکان فی الکوفۃ وشرکاء یسافرون لہ فی شراء ذلک ویبیعہ مستغنیا بنفسہ لا یمیل الی طمع ومن ثمۃ قال الحسن ابن زیاد واللہ ما قبل لاحد منھم ای الخلفاء والامراء جائزۃ ولا ھدیۃ ووصل الیہ من المنصور ثلاثون الف درھم فی دفعات فقال لہ یا امیر المومنین انی ببغداد

پچیسویں فصل آپکے اپنی کمائی میں سے کھانے اور انعامات واپس کرنے کے بیان میں

آپکے بارے میں متواتر روایت سے ثابت ہے کہ آپ کی ریشمی کپڑے کی تجارت تھی اور آپ اس میں ماہر تھے اور آپ کی ایک دکان کوفہ میں تھی اور آپ کے شریک اس کے لئے چیزوں کے خریدنے کے واسطے سفر کرتے تھے اور آپ بے نیازی کی شان سے خود فروخت فرماتے تھے طمع اور لالچ کو ذرہ برابر دخل نہ تھا اس لئے حسن بن زیاد نے کہا کہ بخدا آپنے امراء اور خلفاء میں سے کسی کا کوئی تحفہ یا انعام قبول نہیں کیا منصور کی طرف سے آپ کو تیس ہزار درہم کئی مرتبہ آئے تو آپ نے

غریب وعندی ودائع الناس
ولیس لها عندی موضع فاجعلها
فی بیت المال فرائها[1] فقال
المنصور خدعنا ابو حنیفة،
وقال مصعب اجازه المنصور
بعشرة آلاف درهم فخشی
انه ان ردها غضب وان
قبلها دخل علیه فی دینه ما
یکره فشاورنی فقلت هذا
مال عظیم فی عنه اذا دعیت
لقبضه فقل لم یکن هذا املی
من امیر المومنین فدعی
لقبضه فقال ذلك فبلغ
المنصور فحبس الجائزة فكان
یکاد لا یشاورنی امره غیره
وخاصمت المنصور زوجته
فی میله عنها وطلبت العدل
ثم رضیت ان یکون ابو حنیفة
حکما بینهما فاحضر وحلبت

منصور سے کہا کہ اے امیر المومنین میں بغداد
میں مسافر ہوں اور لوگوں کی امانتیں میرے
پاس ہیں جن کے رکھنے تک کی میرے پاس
جگہ نہیں تو آپ ان کو بیت المال میں رکھ
لیجئے چنانچہ وہ راضی ہوگیا۔ جب آپ کی
وفات ہوگئی تو لوگوں کی امانتیں بیت المال
سے نکالی گئیں اس میں آپکے وہ تیس ہزار
درہم بھی جوں کے توں موجود تھے تو منصور
نے کہا کہ ابو حنیفہ نے ہم کو دھوکہ دیا اور
مصعب نے کہا کہ آپ کو منصور نے دس ہزار
کا انعام دیا تو آپ کو ڈر ہوا کہ اگر آپ اس
کو رد کریں گے تو ناراض ہوگا اور اگر اس
کو قبول کرتے ہیں تو آپ اس کو دینی لحاظ
سے مناسب خیال نہ فرماتے تھے تو انہوں
نے مجھے مشورہ دیا۔ میں نے کہا کہ یہ بہت
زائد مال ہے آپ کو اس پر قبضہ کرنے
کے لئے بلایا جائے تو آپ کہیں کہ مجھے
امیر المومنین سے یہ امید نہ تھی۔ چنانچہ
جب آپ کو قبضہ کے لئے بلایا گیا تو آپنے

---

[1] اصل میں یہی لفظ ہے۔ مگر صحیح نردھا معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲

خلف الستر فقال له المنصور
كم يحل من النساء قال
اربع قال ومن الاماء قال
ماشاء . . . . قال هل
يجوز لاحد ان يقول بخلاف
ذلك قال لا فقال اسمعي ياهذه
ثم قال يا امير المومنين انما
احل الله تعالى ذلك لاهل
العدل والا فالواحدة قال
تعالى فان خفتم ان لا تعدلوا
فواحدة الآية

فيبغى لنا ان نتادب
باداب الله تعالى فنتعظ
بمواعظه فسكت المنصور
فلما خرج ابوحنيفة اتبعته
هدية سنية فردها عليها
وقال انما ناضلت عن دين
الله لا تقربا لاحد ولا
طلبا للدنيا"

یہی لفظ کہے۔ منصور کو اطلاع ہوئی تو
اس نے انعام روک لیا اس دن سے
آپ نے مصعب کو اپنا مشیر بنایا اور
ان کے سوا تقریباً کسی سے مشورہ لیتے
ہی نہ تھے۔ منصور کی بیوی نے منصور سے
اس بات پر جھگڑا کیا کہ وہ اس کے ساتھ
اچھے تعلقات نہیں رکھتا اور وہ عدل
کی خواستگار ہوئی اور پھر اس بات پر
راضی ہوئی کہ ابوحنیفہ ان دونوں میں
فیصلہ کریں۔ چنانچہ آپ کو بلایا گیا اور
وہ پردہ کی آڑ میں بیٹھ گئی۔ منصور نے
دریافت کیا کہ کتنی عورتیں حلال ہیں؟
آپ نے فرمایا چار۔ ان سے دریافت
کیا کہ اور باندیاں ؟ کہا جتنی چاہو۔
اس نے کہا کہ کیا کسی کے لئے گنجائش ہے
کہ وہ اس کے خلاف کچھ کہے آپ نے
فرمایا کہ نہیں۔ منصور نے بیوی سے کہا
سُن لو۔ پھر ابوحنیفہ نے کہا کہ اے
امیر المومنیں بے شک اللہ نے یہ اہل
عدل کے لئے حلال کی ہیں ورنہ تو ایک ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ
"اور اگر تم کو یہ خطرہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔ تو ہمیں چاہیئے کہ

آداب خداوندی سے ادب سیکھیں اور اس کی نصیحت کو قبول کریں۔ منصور خاموش ہو گیا جب ابوحنیفہ نکلے تو اس عورت نے آپ کو قیمتی ہدیہ بھیجا جو آپ نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ میں نے تو اللہ کے دین کی خاطر یہ کوشش کی کسی کا تقرب اور دنیا کی طلب پیشِ نظر نہیں تھی۔

الفصل السادس والعشرون فی ملبسہٖ

قال حماد ولدہٗ کان حسن الهيئة كثير التعطر يعرف بالريح الطيبة قبل أن يرى وقال ابويوسف كان يتعهد شسعه حتى لم ير منقطع الشسع وقال غيرهما كان يلبس قلنسوة طويلة سوداء قال النضر قال لى وقد أراد الركوب أعطنى كساءك وخذ كسائى ففعلت فلما رجع قال اخجلتنى بغلظ كسائك و كان بخمسة دنانير ثم رأيت عليه كساء قومته بثلاثين

چھبیسویں فصل آپ کے لباس کے بارے میں

آپ کے صاحبزادے حماد کا بیان ہے آپ خوبصورت تھے عطر بکثرت استعمال فرماتے تھے اس لئے آپ کو دیکھنے سے قبل آپ کی آمد کی اطلاع ہو جاتی تھی۔ اور ابویوسف آپ کے جوتوں کا خیال رکھتے تھے اس لئے کبھی آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا نہ دیکھا گیا اور فرمایا ان کے علاوہ دیگر حضرات کا بیان ہے کہ آپ سیاہ لمبی ٹوپی زیب تن فرماتے تھے نضر نے کہا کہ ابوحنیفہ نے ایک مرتبہ گھوڑے پر سواری کا ارادہ کیا تو مجھ سے کہا کہ ذرا اپنی چادر دیجئے اور میری چادر لے لیجئے۔ میں نے دیدی۔ جب واپس

دینارا وقوم رداءلا وقمیصه باربعمائۃ درھم وکان له لباس جبۃ فنك وجبۃ سنجاب ثعلب یصلی فیھا ورداء علیه علم وسبع قلانس احدا ھن سوداء "

آئے تو فرمایا کہ اپنی گندی چادر دیکر تم نے مجھ کو شرمسار کرایا وہ پانچ دینار کی تھی پھر میں نے دیکھا کہ آپ تیس دینار کی قیمتی چادر زیب تن فرمائے ہوئے ہیں اور آپ کی چادر اور قمیض کی قیمت چار سو درہم لگائی گئی اور آپ کا لباس فنک یا لومڑی کی اون کا جبہ تھا جس میں آپ نماز ادا فرماتے تھے۔ ایک چادر تھی جس پر نقش ونگار تھے اور سات ٹوپیاں تھی۔ جن میں ایک سیاہ تھی۔

الفصل السابع والعشرون فی شی من حکمہ وادابہ

ستائیسویں فصل آپکی حکیمانہ باتوں اور آداب کے بیان میں

کان یتمثل کثیرا بقول القائل شعر:

کفی حزنا ان لا حیاۃ ھنیئۃ
ولا عمل یرضی به الله صالح

وکان یقول من تکلم فی شیٔ من العلم ونقدہ وھو یظن ان الله تعالیٰ لا یسالہ عنه کیف افتیت فی دین الله فقد سھلت علیه نفسه ودینه

آپ بسا اوقات یہ شعر پڑھتے تھے "غم کرنے کو یہ بات کافی ہے کہ نہ تو خوشگوار زندگی ہے اور نہ کوئی نیک عمل ہے جس سے خدا راضی ہوئے" آپ فرماتے تھے کہ جو علم میں کوئی اعتراض اور تنقید کرے یا یہ سمجھے کہ اللہ اس سے پوچھے گا ہی نہیں کہ تو نے اللہ کے دین میں کیا فتوی دیا تو اس نے اپنے دین اور نفس کے معاملہ کو ہلکا کر دیا جس نے قبل از وقت رئیسی

من طلب الرياسة قبل وقتها عاش في ذل لا يعرف الفقه وقدره وقدرا هله من كان ثقيل المجالسة رأيت المعاصي ذلة فتركها مروءة نصارت ديانته من لم يمنعه العلم عن محارم الله تعالى فهو من الخاسرين جمع الهم بحذف العلائق بأن لا يأخذ الا قدر حاجة يعين على حفظ الفقه ان لم يكن أولياء الله تعالى في الدنيا والآخرة العلماء فليس لله ولي وأفتى بعد الصبح في مسائل فاجاب فيها فقيل له أليس كانوا يكرهون الكلام في مثل هذا الوقت الا بخير فقال ابوحنيفة وأي خير أكثر من ان يقول هذا حلال وهذا حرام فنزه الله ونخذر الخلق من معاصيه ان الجواب اذا فرغ من الزاد ضاع

طلب کی تو وہ ذلت کی زندگی گزارے گا نہ فقہ کو جانے گا اور نہ اس کی اور نہ اہل فقہ کی قدر جانے گا اور جو شخص باوقار ہو اور گناہوں کو ذلت سمجھے اور ان کو مروۃً چھوڑ دے تو وہ دین میں شامل ہو جائیں گے جس شخص کو علم اللہ کی محارم سے نہ روکے تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ دل کو سکون قطع تعلقات سے حاصل ہوتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ دنیا سے صرف اتنی ہی مقدار لے جتنی کہ اس کو فقہ میں مدد دے دنیا اور آخرت میں اگر علماء اللہ کے ولی نہیں ہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی نہیں۔ اور صبح کے بعد آپ سے کچھ مسائل دریافت کئے گئے تو آپ نے انکے جوابات دیئے اس پر کچھ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ اس وقت کلام کو کیا بزرگانِ دین برا نہ سمجھتے تھے سوائے خیر کے کلام کے تو آپ نے جواب دیا کہ اس سے بہتر خیر کون سی ہوگی کہ ہم کہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہم اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور مخلوق

صاحبه وأُتي اليه رجل بكتاب
شفاعة ليحدثه فقال ماهذا
بطلب العلم قد أخذ الله
الميثاق على العلماء ليبينه
للناس ولا يكتمونه لا يكون
العالم له خواص ولكن يعلم
الناس ويريد الله بتعليمه
وقال لبعض الناس لا تسألني
عن أمر الدين وأنا ماش أو
احدث الناس أو نائم أو متكئ
فان هذه الاماكن لا يجتمع
فيها عقل الرجال وسئل عن
علي ومعاوية وقتلى صفين
فقال أخاف أن أقدم على
الله تعالى بشئ يسألني عنه
ولو اسكت لم أسئل عنه
بل عما كلفت به فالاشتغال
به أولى وقال لاصحابه ان لم
تريدوا بهذا العلم الخير
ما تنفقوا وكان يقول عجبت
لقوم يقولون بالظن ويعملون

کو اس کی نافرمانی سے روکتے ہیں بیشک
تھیلا جب توشہ سے خالی ہو جاتا ہے تو
اس کا مالک اس کو ضائع کر دیتا ہے
اور ایک شخص آپ کے پاس سفارشی
خط لے کر آیا تاکہ آپ اس کو احادیث
سنائیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ طلب
علم نہیں ہے اللہ نے تو علماء سے پختہ
عہد لے لیا ہے کہ وہ حق لوگوں کے
سامنے ضرور بیان کریں گے اور اس کو
چھپائیں گے نہیں۔ وہ عالم نہیں ہو سکتا
کہ جس کے لئے کچھ خواص ہوں۔ عالم تو وہ
ہے جو لوگوں کو علم سکھائے اور سکھلانے
سے اللہ کی خوشنودی کا ارادہ کرے۔
آپ نے ایک شخص سے کہا کہ مجھ سے دین کے
مسائل چلتے ہوئے یا لوگوں کی گفتگو
کی حالت میں یا سفر کی حالت میں یا ٹیک
لگانے کی حالت میں نہ دریافت کیا کرو
کہ ان حالات میں لوگوں کی عقل ٹھکانے
نہیں ہوتی۔ آپ سے علیؓ اور معاویہؓ
اور صفین کے مقتولین کے بارے میں
سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خطرہ ہے

به والله تعالى يقول لنبيه صلى الله عليه وسلم ﴿ولا تقف ما ليس لك به علم﴾ الآية

اگر میں کچھ کہہ کر خدا کی بارگاہ میں جاؤں گا تو وہ مجھ سے اس کے بارے میں دریافت کرے گا اور اگر خاموشی اختیار کروں تو مجھ سے اس بارے میں دریافت نہ کرے گا

جن کا میں مکلف ہوں تو اسی میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر اس علم سے تم خیر کا ارادہ نہ رکھو گے تو اس کے حاصل کرنے کی تم کو توفیق نہ ہوگی آپ فرماتے تھے کہ مجھے اس قوم پر تعجب ہے جو ظنی باتیں کہتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ جس کا تجھ کو علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔

تنبيه

يتعين تأويل كلام هذا رحمة الله عليه على أن تعجبه انما هو ممن يقول بالظن أو يعمل به في العقائد المطلوب فيها اليقين أو في الفروع وليس مجتهد ولا مقلد المجتهد بخلاف المجتهد ومقلده لان الفقه من باب الظنون وان قيل الحكم معلوم والظن انما هو في طريقه ولذا اعبروا في حده بانه العلم

تنبیہ

امام رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تاویل یوں ممکن ہے کہ آپ نے ان لوگوں سے تعجب کیا جو ظن سے قول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں ان عقائد میں جن میں مطلوب یقین ہوتا ہے یا فروعی مسائل ہی میں ایسا کرتے ہیں حالانکہ وہ نہ مجتہد ہیں اور نہ مجتہد کے مقلد برخلاف مجتہدین اور ان کے مقلدین کے کیونکہ فقہ تو یہی ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ حکم معلوم ہے اور ظن تو اسکی راہ میں ہے۔ تو لئے اس کی تعریف یوں

بالاحكام الخ وقال من تعلم
العلم للدنيا حرم بركته ولم
يرسخ في قلبه وانتفع به كثيرا
أحد ومن تعلم الدين بورك
له فيه ورسخ في قلبه وانتفع
المقتبسون منه بعلمه وقال
لابراهيم بن أدهم يا ابراهيم
انك قد رزقت من العبادة شيأ
صالحا فليكن العلم من بالك
فانه رأس العبادة وبه قوام
الامور وقال من يطلب الحديث
ولم يتفقه كان كمن يجمع
الادوية ولا يدري منافعها
حتى يجئ الطبيب كما ان
المحدث لا يعرف وجه
حديثه حتى يجئ الفقيه
اذا أردت حاجة من حاجات
الدنيا فلا تأكل حتى تقضيها
فان الاكل يغير العقل وظاهر
ان مراده الاكل الكثير وقال
له المنصور لم لم تغشنا قال

کی گئی ہے کہ فقہ وہ احکام کے علم کا نام
ہے اور فرمایا کہ جس نے علم دنیا کے لئے
حاصل کیا وہ علم کی برکت سے محروم رہے
گا اور وہ علم اسکے قلب میں راسخ نہ ہوگا
اور اس سے کوئی بھی نفع حاصل نہ کر سکے گا
اور جس نے علم دین کی خاطر خریدا اس کو
اس میں برکت ہوگی اور وہ اس کے دل
میں راسخ ہوگا اور فیض حاصل کرنے
والے اسکے علم سے مستفیض ہوتے ہیں
اور آپ نے ابراہیم بن ادہم سے فرمایا کہ
اے ابراہیم آپ کو عبادت کا اچھا حصہ
نصیب ہوا ہے تو آپنے علم بھی حاصل
کر لیا ہے کیونکہ وہ عبادت کی جڑ ہے اور
اسی سے معاملات کی درستی ہوتی ہے
اور آپنے فرمایا کہ جس نے حدیث طلب کی
اور فقہ حاصل نہ کی اسکی مثال ایسی ہے
جیسے کوئی آدمی دوائیں جمع کرے اور اسکا
نفع اس کو معلوم نہ ہو حتیٰکہ طبیب آئے
اور بتائے جیسے کہ محدث اپنی حدیث کی
وجہ نہیں جانتا حتیٰکہ فقیہ آئے۔ جب
تم کو دنیا کی ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت

لانه ليس عندي ما أخافك
عليه وان قربتني فتنتني وان
اقصيتني أجزيتني وقال لامير
الكوفة كسرة خبز وقعب ماء
وفرو ثوب مع السلامة خير
من العيش في نعيم يكون من
بعده ندامة وكان يقول
اذا تكلم عنده في الناس اياكم
ونقل ما لا يحبه الناس عفا
الله عمن قال فينا مكروها
ورحم الله من قال فينا
جميلا تفقهوا في دين الله
تعالى وذروا الناس وما قد
اختاروا لانفسهم فيجوجهم
الله تعالى اليكم وقال من
كرمت عليه نفسه هانت
عليه الدنيا وكل شدة فيها
من قطع عليك حديثك فلا
تعده فانه قليل المحبة في
العلم والادب لا تجمع لحبيبك
الذنوب وهو نفسك والمال

در پیش ہو تو اس وقت تک نہ کھاؤ جب
تک کہ اس ضرورت کو پورا نہ کر لو۔ کیونکہ
کھانا عقل کو متغیر کرتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ
زائد کھانا عقل کو متغیر کرتا ہے۔ اور منصور
نے آپ سے دریافت کیا کہ تم ہمارے پاس
کیوں نہیں آتے آپ نے فرمایا اس لئے کہ
میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس
کا مجھے آپ سے خطرہ ہو۔ اور اگر آپ مجھ کو
قرب عطا کریں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے
اور اگر دور کریں گے تو مجھ کو رسوا کریں گے
آپ نے کوفہ کے امیر سے کہا کہ روٹی کا ٹکڑا
اور پانی کا پیالہ اور لباس سلامتی کے
ساتھ اس عیش کی زندگی سے بہتر ہے
کہ جس کے بعد ملامت ہو۔ جب آپ کے
سامنے کوئی لوگوں کی موجودگی میں کلام کرتا
تو آپ فرماتے کہ ایسی باتوں سے بچو جنکو
لوگ ناپسند کرتے ہوں اور اللہ اس کو
معاف کرے جس نے ہمارے بارے میں
کوئی بری بات کہی ہو اور اللہ اس پر رحم
کرے کہ جس نے ہمارے بارے میں کوئی
اچھی بات کہی۔ اللہ کے دین میں تفقہ حاصل

لتبغيضك وهو الوارث ما قاتل
أحد عليا الا وعلى أعلى بالحق
منه ولولا ما شاء من على
فيهم ما علم أحد كيف السيرة
فى قتال بغاة المسلمين ونظير
هذا قول الشافعى رحمه الله
أخذت احكام البغاة وقتالهم
من قتال على لمعاوية رضى
الله عنهما وأجاب فى مسئلة
فقيل له لا يزال هذا المصر
أى الكوفة بخير ما أبقاك
الله تعالى فيه فقال

شعر

خلت الديار فسدت غير مسود
ومن العناء تفردى بالسود
وتقدم ولده حماد ليصلى
بالناس فاخذ ابو حنيفة
بمجامع ثوبه فاخره وقدم
غيره فقال يا أبت تفضحنى
قال بل أردت ان تفضح نفسك
فمنعتك اذ لو صليت فقال

کرو اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑو کہ
وہ اپنے لئے جو چاہیں پسند کریں۔ خدا ان
کو تمہارا محتاج کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ
جس کو اپنی جان معزز نظر آئی دنیا اسکے
سامنے حقیر ہوئی اور اس کی ہر سختی ہیچ ہوئی
جو تمہاری بات کاٹ دے تم اس کا اعادہ
نہ کرو کیونکہ وہ علم و ادب سے کم محبت رکھنے
والا ہے۔ اپنے دوست کے لئے گناہ جمع
نہ کرو۔ دوست تیرا نفس ہے اور مال تیرے
دشمن کے لئے ہے اور وہی وارث ہے
جس نے بھی حضرت علیؓ سے قتال کیا حضرت
علیؓ حق میں اس سے اعلیٰ تھے اور اگر
حضرت علیؓ کا برتاؤ جو ان کے ساتھ تھا
مشہور نہ ہوتا تو پتہ نہ چلتا کہ مسلمان باغیوں
کے ساتھ قتال کس طرح ہوتا ہے اور اسی
کی نظیر امام شافعی کا قول ہے کہ میں نے
باغیوں کے اور ان سے قتال کے احکام
علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ سے حاصل کئے
آپنے ایک مسئلہ کا جواب دیا تو کسی نے
کہا کہ یہ شہر یعنی کوفہ اس وقت تک
بھلائی سے رہے گا جب تک آپ اس

قائلین أعید وا صلاتکم خلف هذا فسطر فی الکتب ویبقی عارہ الی یوم القیامہ

میں ہیں۔

شعر

"شعر خالی ہوگئے تو بلا سردار بنائے سردار بن بیٹھا۔ اور تکلیف دہ امر یہ ہے کہ میں سرداری میں تنہا ہوں" آپ کے صاحبزادے حماد آگے بڑھے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آپ نے ان کو کپڑوں سے پکڑ کر پیچھے کرلیا تو انھوں نے کہا کہ اے ابا جان آپ مجھے رسوا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے آپ کو رسوا کرنے کا ارادہ کیا اور میں نے روک دیا ہے کیونکہ اگر تم نماز پڑھاتے تو کوئی کہتا کہ تم نے جو نماز اس کے پیچھے پڑھی ہے واپس لوٹاؤ۔ اب یہ بات کتابوں میں لکھ دی جاتی پھر اس کی شرمندگی قیامت تک باقی رہتی۔

الفصل الثامن والعشرون فی محنته لما أرادوا تولیته الوظائف الجلیلة کالقضاء ونظر بیت المال فامتنع

اٹھائیسویں فصل آپ کی جفاکشی کے بیان میں جبکہ آپ کو جلیل القدر مراتب دینے کا ارادہ کیا۔ مثلاً قضا اور بیت المال کی نگرانی لیکن آپ نے انکار کردیا۔

قال الربیع ارسلنی لاحضارہ یزید بن عمرو بن هبیرة متولی العراق لمروان بن

ربیع کا بیان ہے کہ یزید بن عمرو بن ہبیرہ متولی عراق (منجانب مروان بن محمد بنوامیہ کا آخری بادشاہ) نے مجھ کو ابوحنیفہ

محمد آخر ملوك بني امية
فاراده على بيت المال فابى
فضربه اسواطا وبسط هذه
القصة ان ابن هبيرة كان
واليا على العراق من بني أمية
فظهرت الفتنة بالعراق فجمع
فقهاء العراق فولى كلا منهم
شيأ من عمله وأرسله الى
ابى حنيفة ليكون على خاتمه
ولا ينفذ كتاب ولا يخرج
شئ من بيت المال الا من
تحت يده فامتنع فحلف
ان لم يفعل ليضربنه فقال
له الفقهاء ننشدك الله لا
تهلك نفسك فانا اخوانك
وكلنا كاره لهذا الامر ولم
نجد بدا من قبوله فابى وقال
لو أرادني أن اعد له أبواب
المسجد لم أفعل فكيف
وهو يريد أن يكتب بضرب
عنق رجل مسلم أي مثلا و

کے بلانے کو بھیجا لیکن آپ نے کسی بھی عہدے
کے لینے سے انکار کر دیا تو اس نے آپ کو
کوڑے لگوائے اور اس قصہ کو تفصیل سے
بیان کیا کہ ابن ہبیرہ عراق کا بادشاہ تھا
بنوامیہ کی جانب عراق میں فتنہ ظاہر ہوا تو
اس نے فقہائے عراق کو جمع کیا اور ہر ایک کو
اپنے کام میں سے کچھ حصہ سپرد کر دیا اور ابن
ہبیرہ نے ابو حنیفہ کی طرف بھیجا تاکہ آپ
ان کی انگوٹھی کے محافظ بنے رہیں اور کوئی
خط اور کوئی چیز بھی بیت المال سے آپ ہی
کے ہاتھ سے نکلے تو آپ نے انکار کیا تو اس
نے قسم کھائی کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو میں تم کو
ضرور ضرور ماروں گا۔ تو فقہا نے آپ سے
کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ
آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں کیونکہ
ہم بھی آپ ہی کے ہیں اور اس چیز کو ناپسند
کرتے ہیں لیکن اس کے قبول کرنے سے چارہ
کار نہیں آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر یہ
مجھ سے یہ کہیں کہ میں انکے لئے مسجد کے
دروازوں کو شمار کروں تو یہ بھی نہ کروں گا
تو اب اس سے اندازہ کیجئے کہ اگر وہ کسی

خص ذلك لان القتل اعظم الكبائر بعد الشرك وأختم أنا على ذلك الكتاب فوالله لا أدخل فى هذا أبدا فحبسه صاحب الشرطه جمعتين لم يضربه ثم ضربه أربعة عشر سوطا وفى رواية انه ضرب أياما متواليه فجاء رجل ابن هبيرة فقال له ان الرجل ميت فقال قل له يخرجنا من يميننا فسأله فقال لو سألنى ان أعد له أبواب المسجد ما فعلت دعونى أستشير اخوانى فى ذلك فاغتنم ابن هبيرة ذلك فامر بتخليته فركب دوابه وهرب الى مكة سنة مائة وثلاثين فاقام بها الى أن صارت الخلافة للعباسية فقدم الكوفة زمن المنصور فأكرمه وأجله وأمر له بعشرة آلاف درهم وجاريه

مسلمان کی گردن مارنے کا حکم دے مثلاً اور اس کا خصوصی ذکر اس لئے کیا کہ یہ بڑے گناہوں میں سے ایک ہے شرک کے بعد اور پھر میں ان کے خط پر مہر لگاؤں بخدا میں یہ کام کبھی نہ کروں گا۔ چنانچہ کوتوال نے آپ کو قید کر دیا۔ دو جمعہ اسی طرح رکھا اور مارا نہیں پھر چودہ کوڑے مارے اور ایک روایت میں ہے کہ پے در پے مارا تو ایک شخص نے آکر ابن ہبیرہ کو بتایا کہ ابو حنیفہ تو مر ہی جائیں گے تو اس نے کہا کہ ان سے کہو کہ وہ ہم کو ہماری قسم سے عہدہ برآ کر دیں چنانچہ اس شخص نے یہ بات آپ سے آکر کہی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے مسجد کے دروازے شمار کرنے کو بھی کہیں گے تو میں راضی نہیں مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لوں تو ابن ہبیرہ نے اس کو غنیمت سمجھا اور ان کو چھوڑ دیا تو آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکہ کو ۱۳۰ھ میں فرار ہو گئے۔ اور وہیں مقیم رہے حتیٰکہ خلافت عباسیین کے ہاتھ آئی تو منصور کے زمانے میں وارد کوفہ ہوئے اس نے

فأبى قبول ذلك وروى الخطيب
واقعة أخرى له مع ابن هبيرة
هي انه كلمه في أن يلي الكوفة
فأبى عليه فضربه مائة سوط
وعشرة أسواط في كل يوم
عشرة اسواط وهو على الامتناع
فلما رأى ذلك خلى سبيله وفي
رواية انه أمره بولاية القضاء
فامتنع فحبسه فقيل له انه
حلف ان لا يخرجك حتى تلي
ولاية وانه يريد بناء تعد له
اللبن فقال والله ولو سألني
ان أعد له أبواب المسجد ما
فعلت ولما خلى سبيله قال
كان غم والدتي بضربي على
أشد من الضرب وفي رواية
انه أمر بضربه على رأسه
فانتفخ رأسه ثم أمر بضربه
على رأسه فانتفخ رأسه ثم
أمر باطلاقه وذكر انه رأى
رسول الله صلى الله عليه وسلم

آپ کی بہت تعظیم وتکریم کی اور دس ہزار
درہم اور ایک باندی دینے کا حکم دیا لیکن
آپنے یہ پیش کش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
اور خطیب نے ابن ہبیرہ کے ساتھ آپ کا
ایک اور واقعہ بیان کیا اور وہ یہ ہے کہ
اس نے آپسے یہ کہا تھا کہ آپ والی کوفہ
بن جائیں تو آپنے انکار کر دیا جس کی پاداش
میں اس نے آپ کو ایک سو دس کوڑے
لگوائے ہر دس کوڑے لگواتے جلتے مگر
آپ اپنے موقف سے نہ ہٹتے جب اس نے
آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کو رہا کر دیا
اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے آپ کو
عہدۂ قضا کے قبول نہ کرنے پر قید کیا تو کسی
نے آپسے کہا کہ وہ آپ کو اس وقت تک
آزادی نہ دے گا جب تک کہ آپ ولایت
کو قبول نہ کرلیں اور یہ کہ وہ ایک عمارت
بنانا چاہتا ہے اس کی اینٹیں آپ شمار کردیں
تو آپنے فرمایا کہ بخدا اگر وہ مجھ سے کہے کہ میں
اسکے لئے مسجد کے دروازے شمار کروں تو
تو میں ایسا بھی کرنے کو تیار نہیں جب
آپ کو رہا کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ میری والدہ کا

في النوم وهو يقول له أما تخاف الله تعالىٰ تضرب رجلا من أمتي بلا جرم وهدده فأرسل اليه فأخرجه واستحله وكان احمد بن حنبل لما ضرب في محنته يتذكر حال ابي حنيفة ويترحم عليه ووقع له مع المنصور نحو ذلك وذلك أن ابن ابي ليلى قاضي الكوفة لما مات قال المنصور خلت الكوفة من حاكم عدل ثم أمر بحمل أبي حنيفة ومسعر والثوري وشريك فحملوا اليه فقال لهم أبو حنيفة أخمن فيكم تخمينا اما أنا فأحتال وأتخلص واما مسعر فيتجانن وأما سفيان فيهرب وأما شريك فيقع فلما قربوا من بغداد أظهر سفيان انه يريد قضاء الحاجة فجلس الموكل به ينتظره فرأى سفينة فقال لملاحها ان لم

میری مار پر غمگین ہونا میرے لئے مار سے زائد تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر پر مارنے کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ سر پھول گیا پھر چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ کیا تجھے خوف خدا نہیں کہ تو میری امت کے ایک شخص کو بلا جرم مار رہا ہے اور آپ نے اس کو ڈرایا اس پر منصور نے آپ کو رہا کرا دیا اور حضرت احمد بن حنبلؒ کو جب مارا گیا تو آپ ابو حنیفہ کے حال کو یاد کرتے تھے۔ اور منصور کے ساتھ بھی آپ کا یہی معاملہ ہوا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ابن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا جب انتقال ہوا تو منصور نے کہا کہ کوفہ ایک منصف حاکم سے خالی ہو گیا پھر ابو حنیفہ، مسعر ثوری اور شریک کے بلانے کا حکم دیا چنانچہ ان کو لایا گیا راستہ میں ابو حنیفہ نے ان حضرات سے کہا کہ میں آپ لوگوں کے مستقبل کے بارے میں اندازہ لگاتا ہوں میں تو کوئی حیلہ کر لوں گا اور رہائی حاصل کروں گا مسعر دیوانہ بن جائیں گے سفیان

تمسكني منها ذبحت تأول قوله صلى الله عليه وسلم من جعل قاضيا فقد ذبح بغير سكين و دفع للملاح دراهم فلما لم يجده الموكل به هرب ايضا فلما دخلوا على المنصور تقدم اليه مسعر فقال له هات يدك كيف انت وردابك واولادك فقال اخرجوه فانه مجنون وعرض على ابي حنيفة تولية القضاء فأبى عليه فحلف ليفعلن فحلف ابوحنيفة أن لا يفعل فأعاد المنصور فأعاد ابوحنيفة فقال له الربيع الحاجب ألا ترى أمير المؤمنين يحلف قال هو أقدر على كفارة يمينه مني على كفارة يميني فامر بحبسه ثم دعا به فقال أترغب عما نحن فيه فقال اصلح الله امير المؤمنين يا امير المؤمنين اتق الله ولا تشرك في امانتك من لا يخاف الله

بھاگ جائیں گے۔ شریک پھنس جائیں گے جب یہ لوگ بغداد کے قریب آئے تو سفیان نے کہا کہ مجھ کو قضائے حاجت کے لئے جانا ہے تو آپ کا محافظ بیٹھ کر آپ کا انتظار کرنے لگا تو آپ نے ایک کشتی دیکھی آپنے کشتی کے ملاح سے کہا کہ اگر تم نے مجھ کو نہ بچایا تو مجھے ذبح کر دیا جائے گا۔ آپنے حضور اکرم صلعم کے قول کی تاویل کی کہ جو قاضی بنایا گیا وہ بلا چھری کے ذبح کیا گیا۔ چنانچہ آپنے آپنے ملاح کو چند درہم دیئے جب آپکے محافظ نے آپ کو نہ پایا تو وہ بھی فرار ہو گیا جب منصور کے پاس پہنچے تو مسعر آگے بڑھے اور کہا کہ اپنا ہاتھ لاؤ۔ تم کسطرح ہو۔ تم، تمہارے گھوڑے، اور تمہاری اولاد کس طرح ہے۔ منصور نے کہا کہ اسکو دربار سے باہر کردو یہ دیوانہ ہے۔ ابو حنیفہ کو عہدہ قضا پیش کیا گیا لیکن آپنے انکار کر دیا اس پر منصور نے قسم کھائی کہ آپ کو یہ عہد ضرور پورا کرنا پڑے گا آپ نے قسم کھائی کہ ہرگز نہیں منصور نے قسم دہرائی تو ابو حنیفہ نے بھی دہرائی تو ربیع حاجب

واللہ ما أنا مامون الرضا فكيف
أكون مأمون الغضب فلا
أصلح لذالك فقال كذبت أنت
تصلح لذالك فقال يا امير المؤمنين
قد حكمت على نفسك ان كنت
صادقا فقد أخبرت امير المؤمنين
انى لا اصلح وان كنت كاذبا فكيف
يحل لك ان تولى قاضيا كذابا ومع
ذلك فانى رجل مولى ولا يكاد
العرب ترضى بأن يكون عليهم
مولى فامر به الى الحبس وعرض
على شريك ذلك فقبله فهجره
الثورى فقال امكنك الهرب
فلم تهرب وما قيل انه تولى
عد اللبن اياما ليكفر عن يمينه
رده الائمة بأن الصحيح انه
توفى السجن من الضرب أو السم
كما يأتى"

نے آپ سے کہا کہ آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المومنین
قسم کھا رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ قسم کے
کفارہ پر بہ نسبت میری زائد قادر ہیں تو
تو منصور نے آپ کو قید کرنے کا حکم دیا۔
پھر بلا کر کہا کہ کیا آپ اپنی بات سے رجوع
کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ امیر المومنین
کے حال کو درست کرے آپ اللہ سے
خوف کیجئے اور اپنی امانت میں اس کو
شریک نہ بناؤ جو اللہ سے نہ ڈرتا ہو۔ بخدا
رضامندی کے عالم میں اپنے آپ سے
خوف نہیں تو غضب کا عالم کیا ہوگا تو
میں اس منصب عظیم کی صلاحیت
نہیں رکھتا۔ منصور نے کہا تم نے جھوٹ
بولا تم صلاحیت رکھتے ہو آپ نے فرمایا
کہ اے امیر المومنین اگر میں سچا ہوں تو
آپ نے اپنے خلاف فیصلہ کر لیا کیونکہ میں
نے خبر دی ہے کہ میں صلاحیت نہیں
رکھتا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کو کب
روا ہے کہ جھوٹے شخص کو قاضی بنائیں۔ پھر میں غلام زادہ ہوں اور عرب اس پر راضی
نہ ہوں گے کہ ان پر غلام زادہ حاکم ہو تو منصور نے آپ کو قید کرنے کا حکم صادر کر دیا
اور شریک پر اس سے قبل عہدۂ قضاء پیش کیا گیا تھا مگر انھوں نے قبول کر لیا تھا تو

ثوری نے ان کو ڈانٹا اور کہا کہ جب تم بھاگ سکتے تھے تو کیوں نہ بھاگے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ آپ نے ایک عرصہ تک اینٹیں شمار کرنے کا عہدہ قبول کر لیا تھا اس کو ائمہ نے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی وفات قید خانے میں مارنے یا زہر خورانی کے باعث واقع ہوئی جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

الفصل التاسع والعشرون في سنده في القراءة

جاء في عدة طرق انه اخذ القراءة عن الامام عاصم أحد القراء السبعة ووقع لجماعة عن المفسرين وغيرهم انهم نسبوا اليه قرأت شاذة اختار القراءة بها وقد شنع ائمة من الحفاظ المتاخرين عليهم في ذلك وانهم اغتروا في نقل ذلك عنه على كتاب لشخص اسمه محمد بن جعفر الخزاعي الفه في قرأآت ابي حنيفة وقد صرح جماعة منهم الدارقطني بان ذلك الكتاب موضوع لا اصل له وابو حنيفة

انتیسویں فصل آپ کی قرآت کی سند کے بیان میں

متعدد طریق سے مروی ہے کہ آپ نے قرآت قراء سبعہ کے ایک قاری عاصم سے سیکھی۔ اور مفسرین وغیرہ کی ایک جماعت نے آپ کی جانب قرآت شاذہ کو منسوب کیا ہے کہ ان میں سے آپ نے اپنے لئے قرآت منتخب کر لی تھی لیکن حفاظ کے ائمہ متاخرین نے انکے اس الزام پر طعن اور تشنیع کی ہے کیونکہ ان معترضین کو ایک کتاب سے شبہ ہوا جس پر ابو حنیفہ سے یہ چیز منقول ہے۔ وہ کتاب محمد بن جعفر خزاعی کی ہے جس کو انھوں نے ابو حنیفہ کی قرآت میں تصنیف کیا ہے۔ حالانکہ علماء کی ایک جماعت

بری من ذلک اذ هو اعقل و ادین من ان یعدل عن القرآت المتواترة الی قرآت شاذة ولا وجه لکثیر منها "

جن میں دار قطنی بھی شریک ہیں، کا بیان ہے کہ یہ کتاب موضوع اور بے اصل ہے اور ابو حنیفہ اس سے بری ہیں کیونکہ وہ عقلمند ترین اور بہت دیانتدار تھے اس لئے وہ قرآت متواترہ سے عدول کر کے قرآت شاذہ کی طرف کیوں آتے جب کہ ان میں بہت سی قرآتوں کی کوئی وجہ بھی نہیں۔

الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث

تیسویں فصل آپ کی سند حدیث کے بیان میں

مر انه أخذ عن اربعة آلاف شیخ من ائمة التابعین وغیرهم ومن ثمة ذکرہ الذهبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلة اعتنائه بالحدیث فهو اما لتساهلة أو حسدہ اذ کیف یتأتی لمن هو کذلک استنباط مثل ما استنبطه من المسائل التی لا تحصی کثرة مع انه أول من استنبط من الادلة علی الوجه المخصوص

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے ائمہ تابعین وغیرہم چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا ہے اس لئے ذہبی وغیرہ نے آپ کو طبقات حفاظ محدثین میں شامل کیا ہے اور جو یہ گمان کرے کہ آپنے حدیث کو کم اہمیت دی تو یہ اس کا تساہل ہے یا پھر حسد ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسے ہوتے تو اس قدر بے شمار مسائل کا نکالنا انکے لئے کیونکر ممکن ہوتا۔ حالانکہ دلائل شرعیہ سے مخصوص طریقہ کے مطابق استنباط کرنے والے آپ ہی تھے اور یہ

المعروف فی کتب اصحابه رحمة
الله علیهم ورجل اشتغاله
بهذا الاهم لم یظهر حدیثه
فی الخارج کما ان أبا بکر وعمر
رضی الله عنهما لما اشتغلا
بمصالح المسلمین العامة لم
یظهر عنهما من روایة الاحادیث
مثل ما ظهر عمن دونهما حتی
صغار الصحابة رضوان الله
علیهم وکذلك مالك والشافعی
لم یظهر عنهما مثل ما ظهر عمن
تفرغ للروایة کابی زرعة وابن
معین لاشتغالهما بذلك الا
ستنباط علی ان کثرة الروایة
بدون درایة لیس فیه کبیر
مدح بل عقد له ابن عبدالبر
بابا فی ذمه ثم قال الذی علیه
فقهاء جماعة المسلمین وعلمائهم
ذم الاکثار من الحدیث بدون
تفقه ولا تدبر وقال ابن شبر
مة أقل الروایة تفقه وقال

مخصوص طریقہ آپکے شاگردوں (رحمہم اللہ)
کی کتب میں مذکور ہے اور چونکہ آپ
اس اہم کام میں مشغول رہے اس لئے
آپ کے فن حدیث کا چرچا نہ ہو سکا۔
جس طرح کہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے
مسلمانوں کے معاملات میں مشغولیت
کی بنا پر اس درجہ روایات احادیث
نہ ہوئی جس درجہ کہ آپ سے کم مرتبہ
اور حتیٰ کہ کم عمر صحابہ (رضوان اللہ علیہم) سے
ہوئی اور اسی طرح مالک اور شافعی سے اس
قدر احادیث ظاہر نہیں ہوئیں جس طرح کہ
ان حضرات سے جو کہ محض اسی کام کے
ہو رہے تھے۔ جیسے ابو زرعہ اور ابن معین
کیونکہ وہ دونوں حضرات استنباط مسائل
میں مصروف رہے۔ علاوہ بریں کثرت
روایت بلا درایت کے کچھ زائد مستحق
تعریف نہیں بلکہ ابن عبدالبر نے تو اس
کی مذمت میں مستقل ایک باب باندھ
دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسلم فقہا کے
نزدیک بغیر تفقہ کے کثرت سے روایت
کرنا اچھا نہیں اور ابن شبرمہ نے کہا کم

ابن المبارك ليكن الذي يعتمد
عليه الاثر وخذ من الرأي ما
يفسر لك الحديث ومن اعذار
ابي حنيفة ايضا مايفيده قوله
لا ينبغي للرجل أن يحدث من
الحديث الا بما حفظه يوم سمعه
الى يوم يحدث به فهو لا يرى الرواية
الا لمن حفظه وروى الخطيب عن
اسرائيل بن يونس انه قال نعم
الرجل النعمان ما كان احفظه لكل
حديث فيه فقه واشد فحصه
عنه واعلم بما فيه من الفقه
وعن ابي يوسف ما رأيت أحدا
أعلم بتفسير الحديث ومواضع
النكت التي فيه من الفقه من
ابي حنيفة وقال أيضا ما خالفته
في شئ قط فتدبرته الا رأيت
مذهبه الذي ذهب اليه انجى
في الآخرة وكنت ربما ملت الى
الحديث فكان هو أبصر بالحديث
الصحيح مني وقال كان اذا صمم

روایت بھی تفقہ ہے اور ابن مبارک نے
کہا کہ قابل اعتماد چیز اثر ہے اور صرف
وہ رائے قبول کرو جو حدیث کی تفسیر
کرے ابو حنیفہ کی معذرتوں میں سے یہ
بھی ہے جس کا خلاصہ آپ کے اس قول
سے ظاہر ہے کہ کسی شخص کے لئے حدیث
بیان کرنا اس وقت تک روا نہیں جب
تک کہ وہ اس حدیث کو سننے کے دن
سے بیان کرنے تک یاد نہ رکھتا ہو تو ان
کے نزدیک روایت جب ہی صحیح ہوگی
جبکہ کوئی شخص اس کو یاد رکھنے والا ہو
اور خطیب نے اسرائیل بن یوسف سے
روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ بہت اچھے
شخص تھے آپ کو ہر وہ حدیث یاد تھی
جس میں فقہ تھا اور آپ ایسی حدیثوں
کے بہت متلاشی تھے اور ابو یوسف سے
مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے
ابو حنیفہ سے زائد حدیث کی تفسیر
جاننے والا اور اس کے فقہی نکات
پہچاننے والا نہ دیکھا اور میں نے جب
کبھی کسی چیز میں ان کی مخالفت کی اور

على قول درت على مشائخ الكوفة
هل اجد فى تقوية قوله حديثا
أو أثرا فربما وجدت الحديثين
والثلاثة فاتيته بها فمنها ما
يقول فيه هذا غير صحيح او
غير معروف فاقول له وما علمك
بذلك مع انه يوافق قولك فيقول
انا عالم بعلم اهل الكوفة وكان
عند الاعمش فسئل عن مسائل
فقال لابى حنيفة ما تقول
فيها فاجابه قال من اين لك
هذا قال من احاديثك التى
رويتها عنك وسرد له عدة
أحاديث بطرقها فقال الاعمش
حسبك ما حدثتك به فى
مائة يوم تحدثنى به فى ساعة
واحدة ما علمت انك تعمل
بهذه الاحاديث يا معشر
الفقهاء انتم الاطباء ونحن
الصيادلة وانت أيها الرجل
اخذت بكلا الطرفين وقد

پھر اس پر غور کیا تو ان کے مذہب کو آخرت
کے لحاظ سے زائد موجب نجات پایا اور بسا
اوقات میں حدیث کی طرف استدلال میں
رجوع کرتا تو وہ مجھ سے زائد حدیث صحیح
کو جاننے والے تھے آپ نے فرمایا کہ جب
ابو حنیفہ کسی مسئلہ پر پختگی اختیار کر لیتے
تو میں کوفہ کے مشائخ کے پاس جاتا کہ ان
کی تقویت میں کوئی حدیث یا اثر صحابی
مل جائے۔ تو بسا اوقات دو دو تین تین
مل جاتیں ہیں وہ لے کر حاضر ہوتا تو ان
میں سے کسی کے بارے میں فرما دیتے کہ
یہ صحیح نہیں ہے یا غیر معروف ہے تو میں
ان سے دریافت کرتا کہ آپ کو یہ کیسے
معلوم ہوا حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے
مطابق ہے۔ تو آپ فرماتے کہ میں اہل
کوفہ کے علم کا عالم ہوں۔ آپ اعمش
کے پاس تھے تو ان سے چند مسائل دریافت
کئے گئے تو انھوں نے ابو حنیفہ سے
دریافت کیا کہ آپ ان کے بارے میں
کیا کہتے ہیں؟ تو ابو حنیفہ نے جواب دیا تو
اعمش نے پوچھا کہ آپ کو یہ جواب کہاں سے

خرج الحفاظ من احادیثه اسانید کثیرة اتصل بنا کثیر منها کما هو مذکور فی مسندات مشایخنا وحذفتها لطول الکلام علیها مع انه لیس فیها کثیر غرض ۱۲

آیا آپ فرماتے کہ آپ کی ان احادیث سے جو میں نے آپ سے روایت کی ہیں اور چند احادیث مع اسانید شمار کرادیں تو آپ سے اعمش نے کہا کہ بس جو حدیثیں میں نے آپ کو سو دن میں سنائیں وہ آپ مجھے ایک گھنٹے میں سنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ان پر عمل کریں گے۔ اے فقیہو تم طبیب ہو اور ہم عطار اور اے شخص تجھ کو دونوں دولتیں نصیب ہوتی ہیں۔ حفاظ حدیث نے آپ کی احادیث سے مسانید کثیرہ تیار کی ہیں جن میں سے بہت سی ہم تک پہنچی ہیں جیسا کہ ہمارے مشائخ مسندات سے معلوم ہوگا میں نے طوالت کلام کے خوف سے ان کو حذف کردیا۔ پھر ان سے کوئی زائد غرض بھی متعلق نہیں۔

الفصل الحادی والثلاثون فی سبب وفاته ۱۲

اکتیسویں فصل آپ کی وفات کے سبب کے بیان میں

مر ان المنصور طلبه للقضاء وان یکون قضاة بلاد الاسلام من تحت امره فامتنع فحبسه وکان یرسل له ان اجبت الخلاص فاقبل

یہ پہلے گذر چکا ہے کہ منصور نے آپ کو عہدۂ قضاء کے لئے بلایا اور یہ کہ دنیائے اسلام کے تمام قاضی آپ کے ماتحت رہیں گے لیکن آپ نے انکار کردیا جس کی پاداش میں اس نے

فيمتنع ولما شد دالامتناع
امران يخرج كل يوم فيضرب
عشرة اسواط وينادى عليه
فى الاسواق فاخرج وضرب
ضربا موجعا حتى سال الدم
على عقبيه ونودى عليه وهو
كذلك فى الاسواق ثم اعيد
الى الحبس وضيق عليه تضييقا
شديدا حتى فى ماكله ومشربه
ثم فعل به ذلك الضرب الشديد
والنداء فى اليوم الثانى والثالث
ثم هكذا الى عشرة ايام
وحينئذ بكى واكد الدعاء فتوفى
بعد خمسة أيام وروى جماعة
انه رفع اليه قدح فيه سم
يشرب فامتنع وقال انى لا اعلم
ما فيه ولا أعين على قتل
نفسى فطرح ثم صب فى فيه
ذهوا فمات وقيل ان ذلك كان
بحضرة المنصور وهم انه لما
أحس بالموت سجد فخرجت

آپ کو قید کر دیا اور اس کے بعد منصورؒ
برابر آپ کو پیغامات بھیجتا رہا کہ اگر
رہائی چاہتے ہو تو یہ عہدہ قبول کر لو
لیکن آپ انکار پر مصر رہے اور جب
انکار پر آپ نے سختی کی تو اس نے حکم
دیا کہ آپ کو روزانہ قید سے نکال کر دس
کوڑے لگائے جائیں اور اس کا بازاروں
میں اعلان کیا جائے چنانچہ آپ کو
دردناک طریقہ پر مارا گیا حتیکہ خون بہہ
کر ایڑیوں پر گرنے لگا اور ایسی حالت
میں بازار میں لے جا کر اعلان کیا گیا
پھر قید خانے میں واپس کیا گیا اور
بہت سختی کی گئی حتٰی کہ کھانے اور
پینے میں اور دوسرے دن ایسی درد
ناک مار ماری اور اعلان کے عمل کو
دہرایا اور تیسرے دن بھی حتٰی کہ پورے
دس روز تک یہی ہوا۔ تب آپ روئے
اور پوری تاکید سے اپنے حق میں دعا کی
پانچ روز بعد واصل بحق ہوئے اور
ایک جماعت نے روایت کی کہ آپ کو
زہر کا پیالہ دیا گیا کہ آپ اسے پی لیں

نفسه وهو ساجد قبل الافتاء
عن القضاء لا يوجب المنصور
أن يقتله هذه القتلة الشنيعة
وإنما السبب في ذلك أن بعض
أعداء أبي حنيفة دس إلى
المنصور أن أبا حنيفة هو الذي
أثار عليه إبراهيم بن عبد الله
بن الحسن بن علي
رضي الله عنهم الخارج عليه
بالبصرة فخاف خوفا شديدا
ولم يقر له قرار وأنه قواه
بمال كثير فخشي المنصور
من ميله إلى إبراهيم لأنه
أعني أبا حنيفة كان وجيها
ذا مال واسع من التجارة
فطلبه لبغداد ولم يجسر
على قتله بغير سبب فطلب
منه القضاء مع علمه بأنه
لا يقبله ليتوسل بذلك
إلى قتله ١٢

مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھے معلوم
ہے کہ اس میں کیا ہے اور میں خود اپنے
آپ کو ہلاکت میں ڈالنا نہیں چاہتا چنانچہ
آپ نے اس کو پھینک دیا لیکن پھر زبردستی
آپ کے منہ میں انڈیل دیا گیا جس سے آپ
کی وفات ہو گئی اور کہا گیا کہ یہ معاملہ منصور
کی موجودگی میں ہوا اور بسند صحیح مروی ہے
کہ جب آپ کو موت کا پتہ چلا تو سر بسجود ہو گئے
اور بحالت سجدہ وفات واقع ہوئی ۔
کہا جاتا ہے کہ محض عہدۂ قضاء کا قبول
کرنا اس بات کا مقتضی نہیں کہ منصور
آپ کو اس برے طریقے پر شہید کراتا بلکہ
اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے
بعض دشمنوں نے منصور سے خفیہ طور
پر کہا کہ آپ ہی نے ابراہیم بن عبداللہ
بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم
کو ان کی بغاوت پر برانگیختہ کیا (انھوں
نے بصرہ میں خروج کیا تھا) چنانچہ اس
کو بہت ڈر ہوا اور کسی کل چین نہ آیا
اور آپ نے ان کو مالی تقویت بھی پہنچائی
تھی چنانچہ منصور کو آپ کے ابراہیم کی طرف میلان سے بہت خطرہ ہوا کیونکہ آپ

وجاہت اور کثیر مال والے تھے اور تاجر تھے۔ چنانچہ اس نے آپ کو بغداد بلایا اور بلا سبب آپ کے قتل کی جسارت نہ کر سکا اس لئے اس نے آپ سے عہدۂ قضا قبول کرنے کو کہا جب کہ اسے علم تھا کہ آپ ایسا ہرگز نہ کریں گے صرف اس لئے کہ یہ آپ کے قتل کا بہانہ بن جائے۔

الفصل الثانی والثلاثون فی تاریخ وفاته[۲]

اتفقوا علی انه رحمة الله علیه مات سنة مائة و خمسین عن سبعین سنة والقول الذی انه مات فی مائة سنة واحدی وخمسین غلط کما صرح به قال کثیرون وکان موته فی رجب و قیل شعبان وقیل نصف شوال ولم یخلف غیر ولد حماد ۲

بتیسویں فصل آپ کی وفات کی تاریخ کے بیان میں

مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں بعمر ستر سال وصل بحق ہوئے اور یہ قول کہ آپ کی وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی غلط ہے جیسا کہ یہ مورخین کی صراحت سے ثابت ہے وہ یہی اکثر کا قول ہے آپ کی وفات رجب میں ہوئی اور ایک قول ہے کہ شعبان میں اور ایک قول ہے کہ نصف شوال میں۔ سوائے حماد کے اور کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

الفصل الثالث والثلاثون
فی تجهیزه

لما توفی رحمة الله علیه
اخرج من مکان حبسه
فحمله خمسة انفس الی
ان اتوابه الی مکان غسله
فغسله الحسن بن عمارة
قاضی بغداد وصب علیه
ابو رجاء عبد الله بن واقد
الهروی ولما فرغ الحسن من
غسله قال رحمک الله لم
تفطر منذ ثلاثین سنة ولم
تتوسد یمینک باللیل منذ
اربعین سنة کنت افقهنا
واعبدنا وازهدنا واجمعنا
لخصال الخیر وقبرت اذ قبرت
الی خیر وسنة واتعبت من
بعدک وما فرغوا من غسله
الا وقد اجتمع من اهل بغداد
خلق لا یحصیهم الا الله تعالی

تینتیسویں فصل آپ کی تجہیز و تکفین کے بیان میں

جب آپ کی وفات ہوگئی تو آپ کو
قید خانے سے نکالا گیا۔ پانچ آدمی وہاں
سے نکال کر غسل کی جگہ پر لائے جہاں قاضی
بغداد حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا
اور ابو رجاء عبد اللہ بن واقد ہروی نے
پانی ڈالا۔ جب حسن آپ کے غسل سے
فارغ ہوئے تو فرمایا کہ خدا آپ پر رحم کرے
آپ نے تیس سال سے روزہ نہ چھوڑا
اور چالیس سال سے آپ کا پہلو ٹیک
نہ لگا سکا۔ آپ ہم سب میں زیادہ فقیہ
عابد زاہد اور خصائل خیر کے سب سے
زیادہ جامع تھے آپ بھلائی اور سنت کو
اپنے ہمراہ قبر میں لے گئے اور بغداد والوں
کو عاجز کر گئے ابھی غسل سے فارغ بھی
نہ ہونے پائے تھے کہ بغداد کے بے شمار
لوگ وہاں جمع ہوگئے گویا کہ ان کو
اعلان کے ذریعہ بلایا گیا ہو آپ پر
نماز پڑھنے والوں کا شمار کیا گیا تو ایک

كانه نودى لهم بموته وحزر من
صلى عليه فقيل بلغوا خمسين
الفا وقيل اكثر واعيدت
الصلاة عليه ست مرات
آخرها ابنه حماد ولم يقدر
على دفنه الى بعد العصر من
الزحام ومكث الناس يصلون
على قبره نحو عشرين يوما واوصى
ان يدفن بمقابر الخيزران
بالجانب الشرقي لان ارضها
طيبة غير مغصوبة ولما بلغ
المنصور ذلك قال يعذرفيه
حيا وميتا ولما بلغ ابن جريج
فقيه مكة وشيخ الشافعي
موته استرجع وقال اي علم
ذهب ولما بلغ شعبة استرجع
وقال طفئ عن الكوفة نور العلم
اما انهم لا يرون مثله ابدا
وبعد مدة طويلة بنى على
قبره الملك ابو سعد المتوفى
لخوارزمي قبة عظيمة والى

روایت کے بموجب پچاس ہزار
اور ایک روایت کے مطابق اس سے
بھی زائد تھے اور چھ مرتبہ آپ پر نماز
پڑھی گئی آخر میں آپ کے بیٹے حماد
نے پڑھی کثرت ازدہام کے باعث
عصر کے بعد دفن نہ کر سکے۔ اور لوگ
آپ کی قبر پر بیس روز تک نماز پڑھتے
رہے اور آپ نے وصیت کی کہ آپ
کو خرلوزوں والے قبرستان کے
مشرقی حصہ میں دفن کیا جائے کہ وہ
زمین اچھی اور غیر مغصوبہ ہے اور جب
منصور کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے کہا
کہ آپ کا عذر زندگی اور موت دونوں
حالت میں قابل قبول ہے اور جب
ابن جریج فقیہ مکہ اور امام شافعیؒ
کے شیخ کو اطلاع پہنچی تو
انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھا اور فرمایا کہ کوفہ سے علم کی روشنی
بجھ گئی اور اب وہ ان کا نظیر کبھی
نہ دیکھ سکیں گے اور مدت دراز کے
بعد سلطان ابوسعد متوفی خوارزمی نے

جانبها مدرسة

ایک عظیم الشان قبہ آپ کی قبر پر بنایا اور اس کے قریب ایک مدرسہ بھی

الفصل الرابع والثلاثون فیما سمع عن الهواتف بعد موته

چونتیسویں فصل ان غیبی آوازوں کے بیان میں جو آپ کی وفات کے بعد سنی گئیں

جاء عن صدقة المغابری وكان مجاب الدعوة انه لما دفن ابو حنيفة سمع صوتا فی الليل ثلاث ليال۔ يقول (شعر)

ذهب الفقه فلا فقه لكم فاتقوا الله وكونوا خلفا، مات نعمان فمن هذا الذی يحيى الليل اذا ما سجفا،

صدقہ مغابری سے روایت ہے، (آپ مجاب الدعوات تھے) کہ جب ابو حنیفہ کو دفن کر دیا گیا تو تین راتوں تک مسلسل یہ آواز آتی رہی۔ فقیہ رخصت ہوا اور اب تمہارے لئے فقہ نہیں تو اللہ سے ڈرو نعمان کا وصال ہوا۔

وقيل ان الجن بكته ليلة مات وكانوا يسمعون الصوت بهذين البيتين ولا يرون صورة الشخص "

اور کہا گیا کہ جس رات آپ کا انتقال ہوا اس رات آپ پر جن روئے۔ لوگ یہ دو شعر سنتے تھے۔ مگر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔

الفصل الخامس والثلاثون في تادب الائمة معه في مماته كما هو في حياته وان قبره يزار لقضاء الحوائج

اعلم انه لم يزل العلماء وذو الحاجات يزورون قبره ويتوسلون عنده في قضاء حوائجهم ويرون نجح ذلك منهم الامام الشافعي رحمه الله لما كان ببغداد فانه جاء عنه انه قال اني لاتبرك بابي حنيفة واجي الى قبره فاذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وجئت الى قبره وسألت الله عنده فتقضى سريعا وذكر بعض المتكلمين على منهاج النووي ان الشافعي

پینتیسویں فصل ائمہ کے ادب کے بیان میں، انکے ساتھ وفات کے بعد جیسے زندگی میں کرتے تھے اور آپ کی قبر کی زیارت قضائے حوائج کیلئے مفید ہے

جاننا چاہیئے کہ علماء اور دیگر حاجت مند حضرات آپ کی قبر کی مسلسل زیارت کرتے رہتے ہیں اور آپ کے پاس آکر اپنی حوائج کے لئے آپ کو وسیلہ بناتے ہیں اور اس میں کامیابی پاتے ہیں۔ ان میں سے امام شافعیؒ ہیں جب آپ بغداد میں تھے تو آپ کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ابو حنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں۔ اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت پڑھ کر ان کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے پاس اللہ سے دعاء کرتا ہوں تو وہ حاجت جلدی پوری ہوجاتی ہے اور بعض متکلمین

صلى الصبح عند قبره فلم
يقنت فقيل له لم قال تأدبا
مع صاحب هذا القبر وذكر
ذلك غيره ايضا وزاد انه لم
يجهر بالبسملة ولا اشكال
في ذلك خلافا لمن ظنه لانه
قد يعرض للسنة ما يرجح
ترك فعلها لكونه ازيد اهم
منها وهنا كذلك لان الاعلام
برفعة مقام السماء امر
مطلوب متأكد وانه عند
الاحتياج اليه لرغم انف
حاسد وتعميم جاهل نقص
من مجرد فعل القنوت والجهر
بالبسملة للخلاف فيهما وعدم
الخلاف فيه ولان نفعه
متعد ونفع ذينك قاصر ولا
شك ايضا ان الامام ابا حنيفة
كان له حسد كثيرون في حياته
وبعد مماته حتى رموه بلفظ
وسعوا في تنفيذ تلك الفتنة

نے ذکر کیا کہ امام شافعی نے صبح کی نماز
آپ کی قبر کے پاس پڑھی تو اس میں قنوت
نہ پڑھی تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ
کیوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے
کے ساتھ ادب کرتے ہوئے اور ان کے
علاوہ دیگر حضرات نے بھی یہ ذکر کیا اور
یہ اضافہ کیا کہ آپ نے بسم اللہ جہر کے ساتھ
نہ پڑھی اور اس میں کچھ اشکال نہیں
کیونکہ سنت کو بعض اوقات ایسے موانع
لاحق ہو جاتے ہیں کہ جس سے اس کا نہ
کرنا ترجیح ہوتا ہے اور یہ موانع اس سے
اہم ہوتے ہیں اور یہ چیز شک سے بالاتر
ہے کہ بلندئ رفعت شان کا ظاہر
کرنا حاجت کا اہم مقصد ہے اور بالخصوص
حاسدوں کو ذلیل کرنے اور جاہلوں
کو تعلیم دینے کے وقت قنوت پڑھنے
اور بسم اللہ جہر سے پڑھنے سے افضل ہے
کیونکہ اس میں اختلاف ہے جب کہ
وہ اختلاف سے پاک ہے اور اس کا
نفع عام ہے اور ان دو چیزوں کا نفع
کم ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ امام

الشنيعة السابقة ولا شك
ايضا ان البيان بالفعل اظهر
منه بالقول لان دلالة الفعل
عقلية ودلالة القول وضعية
وهي يتصور فيها التخلف عن
مدلولها بخلاف الدلالة
الفعلية اذ الدلالة على كرم
زيد بفعله للكرم لا يشبهها
الدلالة على كرم بقوله انى
كريم واذا تمهدت هذا
الدواعى اتضح ان فعل الشافعى
لذلك افضل من فعله للقنوت
والجهر اظهار المزيد التادب
مع هذا الامام و نمزيد
شرفه وعلوه وانه من ائمة
المسلمين الذين يقتدى
بهم ويجب عليهم توقيرهم
وتعظيمهم وانه ممن يستحى
منه ويتادب معه من ان
يفعل بحضرته خلاف قوله
بعد وفاته فكيف في حياته

بو حنیفہ کے حاسد آپ کی زندگی اور
وفات کے بعد بہت تھے حتیٰ کہ آپ پر
بڑے بڑے الزام رکھے اور آپ کے اس
بدترین قتل میں کوشاں ہوئے جس کا
ذکر ہوا اور ظاہر ہے کہ عملی طور پر کسی چیز کا
ظاہر کرنا اس کو قولی طور پر ظاہر کرنے سے
بہتر ہے کیونکہ عمل کی دلالت عقلیہ ہے
اور قول کی دلالت وضعی ہے اور اس
میں تخلف متصور ہے بخلاف دلالت
فعلیہ کے کیونکہ زید کے کرم پر اس کے
عملی کرم سے جو دلالت ہوتی ہے وہ
اس کے اس قول سے کب ہو سکتی ہے
کہ میں سخی ہوں اور جب یہ
تمہیدی طور پر بیان ہو چکے تو واضح
ہو گیا کہ امام شافعی کا وہ فعل انکے
قنوت پڑھنے اور بسم اللہ جہر سے
پڑھنے سے افضل تھا۔ اس امام کے
ساتھ اظہار ادب اور ان کی شان
کی بلندی و شرافت کا اظہار کرنے
کے لئے اور آپ ان ائمہ مسلمین سے
تھے جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور مسلمانوں

وان الحاسدين له خسروا خسرانا
بيّنًا وانهم ممن اضله الله
على علم ولما وقف ابن المبارك
على قبره قال رحمك الله
مات ابراهيم النخعي وحماد
بن سليمان وتركا خلفا ومت
انت ولم تترك على وجه
الارض خلفا ثم بكى بكاء
شديدا۔

وقال الحسن بن عمارة
على قبره كنت لنا خلفا
ممن مضى وما تركت بعدك
خلفا ان خولفت في العلم
الذي علمتهم لم يمكنهم
ان يخلفوك في الورع الا
بتوفيق"

پر ان کی توقیر و تعظیم واجب ہے اور آپ
اس چیز سے شرم کرتے تھے کہ ان کی
موجودگی میں ان کی وفات کے بعد
انکے قول کے خلاف کریں تو انکی زندگی
میں کیا ٹھکانا ہوگا۔ اور آپکے حاسدوں کو
کھلم کھلا نقصان اٹھانا پڑا اور وہ ان
لوگوں میں ہوئے جن کو خدا نے علم کے
باوجود گمراہ کردیا۔ اور جب ابن مبارک
آپ کی قبر پر آئے تو کہا کہ اللہ آپ پر
رحم کرے۔ ابراہیم نخعی اور حماد بن سلیمان
کا انتقال ہوا۔ لیکن انہوں نے اپنا
نائب چھوڑا اور آپنے اپنی وفات کے
بعد روئے زمین پر نائب نہ چھوڑا
پھر بہت روئے اور حسن بن عمارہ نے
آپ کی قبر پر کہا کہ آپ ہمارے لئے
ہمارے اسلاف کے نائب تھے اور
آپ نے اپنے بعد خلیفہ نہ چھوڑا۔ آپ کے علم میں نائب جن کو آپ نے علم سکھایا
وہ تقویٰ اور ورع میں نائب نہیں ہو سکے مگر توفیق ایزدی سے۔

"الفصل السادس والثلاثون في بعض منامات حسنة رآها ورؤيت له"

روى انه راى الله تبارك وتعالى تسعا وتسعين مرة فقال في نفسه لئن رايته تمام المائة لا سألنه بم تنجو الخلائق من عذابه فراه تبارك وتعالى فساله فاجابه ومرانه راى كانه ينبش قبر النبي صلى الله عليه وسلم وان ابن سيرين وتلميذه اولاها بانه يظهر اخبار رسول الله صلى الله عليه وسلم وينشر علما لم يسبقه اليه احد قبله قال هشام نظر ابو حنيفة وتكلم حينئذ ورائى هذه الرويا له بعض اصحابه ايضا وان

چھتیسویں فصل بعض اچھے خوابوں کے بیان میں جن کو آپ نے دیکھا یا آپ کے لئے دیکھے گئے

مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالے کو ۹۹ مرتبہ خواب میں دیکھا تو آپ نے اپنے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں اس کو پورے سو مرتبہ دیکھوں تو اس سے پوچھوں گا کہ تو مخلوق کو اپنے عذاب سے کس طرح نجات دے گا چنانچہ انھوں نے اللہ کو دیکھا اور سوال کیا اور اللہ نے جواب دیا اور یہ گذر چکا ہے کہ آپنے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھود رہے ہیں۔ اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ ابن سیرین اور انکے شاگرد نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وعلوم میں سے وہ کچھ شائع کریں گے جو آپ سے قبل کسی نے نہ کیا ہوگا۔

الناس ينظرون اليه ولا ينكر
عليه احد منهم ثم تناول
من ذلك التراب قدرا
كثيرا فنفخه فى الهواء من
الجهات الاربع فهالته فقصها
على ابن سيرين فقال ويحك
ان هذا الذى رايت لرجل
جليل عظيم ان كان فقيها
او عالما قلت انه فقيه
قال فوالله ليظهرن هذا
الرجل من علم رسول الله
صلى الله عليه وسلم مالا
يظهره الناس ويذهبن
اسمه شرقا وغربا فى جميع
تلك النواحى التى ذر ذلك
التراب فيها وقال ازهر بن
كيسان رأيت النبى صلى الله
عليه وسلم وخلفه ابوبكر
وعمر فقلت لهما اسأل
رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن شئ قال سل ولا

ہشام نے کہا کہ تب ابوحنیفہ نے غور وفکر
کی اور کلام کیا اور آپ کے بعض اصحاب
نے بھی یہ خواب آپ کے لئے دیکھا اور لوگ
آپ کی طرف دیکھتے تھے اور کوئی آپ پر
انکار نہ کرتا تھا پھر آپ نے اس مٹی میں
سے بہت سی مٹی لی اور چاروں جہات
میں اس کو ہوا میں پھونک دیا۔ آپ نے
یہ خواب ابن سیرین سے بیان کیا۔ تو
انھوں نے فرمایا کہ یہ شخص جلیل القدر
ہے اگر فقیہ یا عالم ہے۔ میں نے کہا کہ
وہ فقیہ ہے تو انھوں نے فرمایا کہ یہ شخص
احادیث رسول اللہ صلعم سے وہ ظاہر
کریگا جو لوگوں نے ظاہر نہ کیا اور انکے نام
کا شہرہ شرق وغرب میں ہوگا اور ان تمام
اطراف میں جن میں یہ مٹی اڑی ہے اور
ازہر بن کیسان نے کہا کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہتا
ہوں تو انھوں نے کہا کہ پوچھو اور آواز
بلند نہ کرنا تو میں نے ابوحنیفہ کے علم
کے بارے میں دریافت کیا۔ کیونکہ میں
ان کے بارے میں اچھا خیال نہ رکھتا تھا

ترفع صوتك فسألته عن علم
ابي حنيفة لاني كنت زاهد
فيه فقال هذا علم الفتح
من علم الخضر ورأيت ثلاث
نجوم سقطت من السماء
متوتبة فكانت ابا حنيفة
ثم مسعرا ثم الثوري فذكر
ذلك لمحمد بن مقاتل فبكى
وقال العلماء نجوم الارض ورأى
هو رسول الله صلى الله عليه
وسلم في المحشر قائما على
حوضه وعن يمينه ابراهيم
الخليل عليه السلام يضع
خده على صدر النبي صلى
الله عليه وسلم ثم ابا بكر
هكذا حتى عد سبعة عشر
شيخا ورأى امام الحوض
بعض جيرانه وبين يديه
اناء فسأله ان يناوله ليشرب
فقال حتى اسال رسول الله
صلى الله عليه وسلم فسأله

تو فرمایا کہ یہ علم خضر کے علم سے ہے۔
اور میں نے دیکھا کہ تین ستارے آسمان سے
پے در پے گرے اور ابو حنیفہ پھر مسعر اور
پھر ثوری بن گئے۔ یہ محمد بن مقاتل سے
بیان کیا گیا تو رونے لگے اور فرمایا کہ
علماء دین کے ستارے ہیں اور آپ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں
اپنے حوض پر ٹھہرا ہوا دیکھا اور آپ کی
داہنی جانب ابراہیم علیہ السلام اپنا
رخسار آپ کے سینے پر رکھے ہوئے تھے پھر
ابو بکرؓ کو اسی طرح دیکھا حتکہ ۱۷ بزرگوں
کو گنایا اور حوض کے سامنے اپنے کسی
پڑوسی کو دیکھا اس کے سامنے ایک برتن
تھا تو آپ نے اس سے مانگا تاکہ پی لیں تو
اس نے کہا کہ نہیں حتکہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔
چنانچہ انھوں نے پوچھا اور آپ نے اجازت
مرحمت فرمائی۔ انھوں نے ان کو ایک جام
دیا جو آپ نے اور آپ کے سب اصحابؓ نے
پیا اور پورے کے برابر بھی کم نہ ہوا اور
یہ پانی دودھ سے زائد سفید اور برف کے

فاذن له فاعطاه كاسا فشربه
وسقى اصحابه كلهم فلم
ينقص منه قدر انملة وكان
ذلك ماء ابيض من اللبن
وابرد من الثلج واحلى من
العسل ورای بعض الابدال
محمد بن الحسن فقال له
ما فعل الله بك قال قال
انی لم اجعل جوفك وعاء
للعلم واريد ان اعذبك
فقلت له ما فعل بابی یوسف
قال فوقی قلت فما فعل بابی
حنیفة قال فی اعلیٰ علیین
وفی روایة فوق ابی یوسف
بطبقات وروئی بعض الصالحین
فقیل له ما فعل الله بك
قال غفرلی وباهی بی وبابی
حنیفة النعمان بن ثابت
الملائكة ونحن وهو فی اعلیٰ
علیین وقام شخص المقاتل
بن سلیمان فی حلقته فقال

زائد ٹھنڈا۔ اور شہد سے زائد میٹھا
تھا۔ بعض ابدال نے محمد بن حسن
کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے
آپ کے ساتھ کیا کیا۔ تو انہوں نے
جواب دیا کہ میں نے تمہارے پیٹ
کو علم کا مخزن اس لئے نہ بنایا تھا
کہ عذاب دوں۔ تو میں نے ان سے
دریافت کیا کہ ابو یوسف کے ساتھ
کیا کیا۔ کہا کہ وہ میرے اوپر ہیں
میں نے کہا ابو حنیفہ کے ساتھ کیا
کیا، کہا کہ وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔
اور ایک روایت میں ہے کہ ابو یوسف
سے کئی درجات بلند ہیں تو ان کو
کسی نیک شخص نے خواب میں دیکھا
تو ان سے دریافت کیا گیا کہ خدا
نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو
انہوں نے کہا کہ میری مغفرت کر دی
اور مجھ پر اور ابو حنیفہ نعمان بن
ثابت پر فرشتوں نے فخر کیا
اور میں اور وہ علیین میں ہیں
اور مقاتل بن سلیمان کے حلقہ میں

رایت کان رجلا نزل من السماء
وعلیه ثیاب بیض فقام علی
اطول منارة ببغداد ونادی
ماذا فقد الناس فقال مقاتل
لئن صدقت رویاك لیفقدن
اعلم اهل الدنیا فلم یمت
الا ابو حنیفة فاسترجع مقاتل
ثم قال مات من کان یفرج
عن امة محمد صلی اللہ علیه
وسلم وعن ابی معانی الفضل
بن خالد قال رأیت النبی صلی
اللہ علیه وسلم فقلت یا رسول
اللہ ما تقول فی علم ابی حنیفة
فقال ذلك علم یحتاج الناس
الیه وعن مسلد بن عبد الرحمن
البصری انه نام بمکة بین
الرکن والمقام قبیل الفجر
فرای رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم فقال یا رسول اللہ ما
تقول فی هذا الرجل الذی
بالکوفة النعمان بن ثابت

سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس
نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ
ایک سفید پوش انسان آسمان
سے نازل ہوا اور بغداد کے سب
سے بلند منارہ پر کھڑا ہو کر اور
پکار کر کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا
ہے تو دنیا کا سب سے بڑا عالم
وفات پائے گا چنانچہ اس عرصہ
میں ابو حنیفہ کا ہی انتقال ہوا۔
مقاتل نے انا للہ پڑھنے کے بعد
فرمایا کہ آج وہ ہستی اٹھ گئی جو
امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
مشکلات کو حل کرتی تھی ۔ اور ابو
معانی فضل بن خالد سے مروی ہے
کہ انھوں نے کہا کہ میں نے جواب
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کی ۔ تو میں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ ابو حنیفہ کے
علم کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے
ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا علم
ہے کہ جس کے لوگ محتاج ہیں اور

آخذ من علمه فقال صلی
اللہ علیہ وسلم خذ من
علمہ واعمل بعلمہ فنعم الرجل
ھو قال فقمت وکنت اکرہ
الناس للنعمان وانا استغفر
اللہ مما کان منی ورای بعض
ائمة الحنابلة النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فقلت لہ
یا رسول اللہ حدثنی عن
المذاھب فقال المذاھب
ثلاثة فوقع فی نفسی انہ
یخرج مذھب ابی حنیفتہ
لتمسکہ بالرای فابتدا و
قال ابوحنیفة والشافعی
واحمد ثم قال ومالک اربعة
اربعة فقلت ایھا خیر فغالب
ظنی انہ قال مذھب احمد

اور مسدد بن عبدالرحمن بصری سے
روایت ہے کہ وہ مکہ میں رکن اور مقام
کے درمیان فجر سے کچھ پہلے سو گئے
تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی زیارت ہوئی تو انھوں نے
دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ
اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے
ہیں جو کوفہ میں ہے اور جس کا نام
نعمان بن ثابت ہے کیا میں اس
سے علم حاصل کروں تو آپ نے
فرمایا کہ ان سے علم حاصل کرو تو میں
خدا سے مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے
بیدار ہوا۔ حالانکہ میں نعمان کو بہت
برا سمجھتا تھا۔ کسی حنبلی امام نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا تو فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ
یا رسول اللہ مجھے مذاہب کے بارے
میں بتایئے تو آپ نے فرمایا کہ مذاہب
تین ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ مذہب ابوحنیفہ شاید نکل جائے گا۔
کیونکہ وہ رائی کو دخل دیتے ہیں پھر آپ نے ان کی گنتی شروع کی اور فرمایا
ابوحنیفہ، شافعی، اور احمد پھر فرمایا کہ ایک مالک چار۔ تو میں نے عرض کی کہ

ان میں سے بہتر کون ہے۔ تو میرا ظن غالب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ احمد کا مذہب۔

"تنبیہ"

زعم بعض حاسدیہ
انہ روی لہ منامات بضد
ذلک منہا ان الزبیر بن احمد
رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وابا حنیفۃ علی یسارہ
فالتفت وقال لہ فان یکفر بہا
ھؤلاء فقد وکلنا بہا قوما
لیسوا بہا بکافرین والشافعی
عن یمینہ فالتفت وقال لہ
اولئک الذین ھدی اللہ
فبہداھم اقتدہ ولیس ھذا
المنام بصحیح لان الامام
الحافظ الدیلمی صاحب الفردوس
شافعی ومع ذلک روی عن
المظفر عن الاستاذ الحافظ
ابی جعفر القاینی انہ رای
مناما طویلا مشتملا علی
اشیاء سالہا عن رسول اللہ

تنبیہ

آپ کے بعض حاسدوں کا خیال
ہے کہ آپ کے حق میں کچھ خواب مذکورہ
خوابوں کے خلاف دیکھے گئے۔ منجملہ ان
کے ایک یہ ہے کہ زبیر بن احمد نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے
بائیں جانب ابو حنیفہ ہیں تو آپ ان
کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ
ان آیات سے کفر کریں گے تو ہم نے ان پر
ایسی قوم کو نگہبان کر دیا جو کافر نہیں اور
شافعی کو سیدھی جانب دیکھا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ
ہوئے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جن کو
اللہ نے ہدایت دی تو آپ ان کی ہدایت
کی اقتدا کریں مگر یہ خواب صحیح نہیں ہے
اس لئے کہ امام حافظ دیلمی صاحب
فردوس شافعی ہیں اور اس کے باوجود
انھوں نے مظفر سے روایت کی۔ وہ

صلی اللہ علیہ وسلم منھا
اختلاف الائمۃ فقال صلی
اللہ علیہ وسلم کل فی
اجتھادہ مصیب فقال یا
رسول اللہ ابوحنیفۃ یقول
المجتھدان مصیبان والحق
فی واحد والشافعی یقول
المجتھدان مصیب ومخطیٔ
معفو عنہ فقال صلی اللہ
علیہ وسلم ھما قریبن فی
المعنی وان کانا مختلفین فی
اللفظ فقلت یارسول اللہ
فایھما اولی بالاخذ فقال کلا
ھما علی الحق قلت فما معنی
قول الزبیر بن احمد و
ذکر ما مر عنہ فقال صلی
اللہ علیہ وسلم احفظہ
ولو قلت نقلت لکلیھما
اولئک علی ھدی من ربھم
قلت الحمد للہ الذی جعل
فی الامر سعۃ وارجو ان

روایت کرتے ہیں استاذ حافظ ابوجعفر
قاینی سے کہ انھوں نے ایک طویل خواب
دیکھا جو متعدد اشیاء پر مشتمل تھا جو انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کی تھیں منجملہ ان میں سے
اختلاف ائمہ کا مسئلہ تھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک
اپنے اجتہاد میں صحیح ہے تو انھوں نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ دونوں مجتہد صواب
اور حق پر ہیں اور شافعی فرماتے ہیں کہ
دونوں مجتہدوں میں سے ایک صحیح اور
دوسرا خطا کار ہے اور خطا کار کو معافی
ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ دونوں کی بات معنی کے لحاظ سے
قریب ہے اگرچہ لفظوں میں مختلف ہے
تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تو کس بات کا قبول کرنا بہتر
ہے تو آپ نے فرمایا کہ دونوں حق پر ہیں
تو میں نے کہا کہ زبیر بن احمد کی بات کے
کیا معنی ہیں اور وہ خواب ذکر کیا تو رسول اللہ

يكون اختلافهم رحمة
ومنهما منام آخر نحو
ذلك حذفته لشناعته
ويكفي في رده ما مر له من
المنامات على انها كثيرة
فانما اقتصرت منها على
غررها اختصارا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یاد
نہیں اور اگر میں کچھ کہتا تو یہی کہتا کہ
دونوں ہدایت ربانی پر ہیں تب میں نے
کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس معاملہ میں
گنجائش رکھی اور مجھے امید ہے کہ ان
کا اختلاف رحمت ہوگا اور اسی قسم
کے دوسرے خواب ہیں جنکی بے ہودگی
کی بنا پر میں نے ان کو حذف کر دیا ہے
اس قسم کے خوابوں کی تردید میں گذشتہ
خواب کافی ہیں اور وہ بہت کافی ہیں۔ مگر نظر بہ اختصار میں نے ان میں سے عمدہ عمدہ
پر ہی اکتفا کر لیا ہے۔

الفصل السابع والثلاثون في الرد على من قدح في ابي حنيفة بتقديمه القياس على السنة

قال الحافظ ابن عبد البر ما حاصله افرط اصحاب الحديث في ذم ابي حنيفة وتجاوزوا الحد في ذلك لتقديمه القياس على الاثر واكثر اهل العلم يقولون اذا صح الحديث بطل الرأي والقياس لكنه لم يرد الا بعض اخبار الآحاد بتاويل محتمل وكثير منهم قد تقدمه اليه غيره وتابعه عليه وجل ما يجد له من ذلك تبع فيه اهل علم بلده كابراهيم النخعي واصحاب ابن مسعود الا انه اكثر من ذلك هو واصحابه وغيره انما يوجد له

سینتیسویں فصل ان لوگوں کی تردید میں جنھوں نے ابوحنیفہ پر یہ اعتراض کیا کہ وہ قیاس کو سنت پر مقدم کرتے ہیں

حافظ بن عبد البر نے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل حدیث نے ابوحنیفہ کی مذمت میں حد سے تجاوز کیا ہے اور یہ اس لئے کہ انھوں نے قیاس حدیث مقدم کیا اور اکثر اہل علم کا قول ہے جب حدیث صحت کو پہنچ جائے تو رائے باطل ہو جاتی ہے اور قیاس بھی لیکن سوائے چند اخبار احاد کے محتمل تاویل سے آپ نے کسی حدیث کو رد نہیں کیا اور ان سے دوسرے حضرات بھی ایسا کر چکے ہیں۔ اور بعد میں ان جیسے حضرات نے اس راہ کی پیروی کی اور تمام تر وہ چیزیں جو اس قسم کی آپ نے کیں ان میں انھوں نے اپنے اہل شہر کی پیروی کی جیسے

ذلك قليلا ومن ثمة لما قيل
لأحمد بن حنبل ما الذي
نقمتم عليه قال الرائ قيل
أليس مالك تكلم بالرای
قال بلى ولكن ابو حنيفة اكثر
رايا منه قيل فهلا تكلمتم في
هذا بحصته وهذا بحصة
فسكت أحمد قال الليث بن
سعد أحصيت على مالك
سبعين مسئلة قال فيها برأيه
وكلها مخالفة لسنة رسول الله
صلى الله عليه وسلم ولقد
كتبت اليه أعظه في ذلك
ولم نجد احدا من علماء الامة
اثبت حديثا عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم ثم رده
الا بحجة كادعاء نسخ باثر مثله
او باجماع او بعمل يجب على
اصله الانقياد اليه او طعن في
سنده ولو رده احد من غير
حجة لسقطت عدالته فضلا

ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود لیکن
اس سلسلے میں آپ اور آپ کے اصحاب
نے کچھ زائد ہی کام کیا اور دوسروں نے
کم کیا اور اسی وجہ سے جب احمد بن حنبل
سے دریافت کیا کہ آپ ابو حنیفہ کی کس
چیز کو نہ پسند کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا
کہ رائے۔ توان سے کہا گیا کہ کیا مالک
نے رائے سے کام نہ کیا تو انھوں نے
فرمایا کہ کیوں نہیں لیکن ابو حنیفہ نے
ان سے زیادتی کی توان سے کہا گیا کہ
آپ نے ایسا کیوں نہ کیا۔ ان کے بارے
میں ان کے حصہ کے مطابق اعتراض
کرتے اوران کے بارے میں ان کے حصہ
کے مطابق کلام کرتے تو احمد خاموش
ہو گئے۔ لیث بن سعد نے کہا کہ میں نے
مالک کے ستر مسائل شمار کئے کہ جن
میں انھوں نے اپنی رائے سے قول کیا
اور وہ سب سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے مخالف ہیں اور میں نے
ان کو نصیحت کے لیے خط بھیجا پھر ہم
نے دیکھا کہ علمائے امت میں کسی نے

عن امامته ولزم اسم الفسق ولقد عافاهم الله من ذلك وقد جاء عن الصحابة رضی الله عنهم من اجتهاد الرای والقول بالقیاس علی الاصول ما یطول ذکرہ وکذلک التابعون وعدد منهم خلقا کثیرا انتہی کلام ابن عبد البر و منه جواب شاف عن ذلک القدح فتدبرہ والحاصل ان اباحنیفة لم ینفرد بالقول بالقیاس بل علی ذلک عمل فقهاء الامصار کما قال ابن عبد البر و بسط الکلام علیه ردا علی من جهل فجعل ذلک عیبا۔

کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کی ہو پھر اس کو بلا حجت رد کر دیا ہو جب بھی رد کی حجت سے مثلاً اس جیسے اثر سے یا اجماع سے یا عمل سے اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ (ایسا عمل جو اس کے نزدیک بہت ضروری ہے) اور یا پھر اسکی سند میں کچھ اعتراض ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی بلا حجت رد کرے تو اس کی عدالت ہی ختم ہو جائے گی چہ جائے کہ اس کی امامت اور اس پر فسق کا الزام عائد ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو اس چیز سے محفوظ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اجتہاد بالرائے اور اصول پر قیاس کرنا ثابت ہے جس کا ذکر یہاں طوالت سے خالی نہیں اور اسی طرح تابعین اور ان میں سے بہت کے نام گنائے یہاں تک کلام ابن عبد البر ختم ہوا اور اس میں ایک شافی جواب ہے اس اعتراض کا اس لئے اس پر غور کر لیجئے اور حاصل یہ ہے کہ ابو حنیفہ قیاس کے قول میں منفرد نہ تھے بلکہ شہروں کے فقہا کا اس پر عمل ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے ناواقفوں اور قیاس پر عیب لگانے والوں کا رد کرتے ہوئے بسیط کلام کیا ہے۔

"تنبیه"

قد عد جماعة الامام
اباحنیفة رحمه الله من
المرجئة ولیس هذا الکلام
علی حقیقته اما اولا فقال
شارح المواقف کان غسان
المرجئ یحکی ماذهب الیه
من الارجاء عن ابی حنیفة
ویعده من المرجئة وهو
افتراء علیه قصد به غسان
ترویج مذهبه بنسبته
الی هذا الامام الجلیل
الشهیر واما ثانیا فقد قال
الامدی لعل عذر من عده
من مرجئة اهل السنة ان
المعتزلة کانوا فی الصدر
الاول یلقبون من خالفهم
فی القدر مرجئا اولانه لما
قال الایمان لایزید ولا
ینقص ظن به الارجاء بتاخیر

تنبیہ

ایک جماعت نے ابو حنیفہ کو مرجئہ
میں سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ کلام
حقیقت پر مبنی نہیں اولاً تو اس لئے کہ
شارح مواقف نے کہا کہ غسان مرجئی
اپنے ارجاء کے عقائد کی ابو حنیفہ سے
حکایت کرتا تھا اور ان کو مرجئہ میں سے
شمار کرتا تھا یہ محض افتراء تھا اور
اس کی اس سے مراد یہ تھی کہ اس
جلیل القدر امام کی طرف سے اس کے
مذہب کی ترویج ہو سکے اور ثانیاً اس
لئے کہ آمدی نے کہا کہ شاید ابو حنیفہ کو
مرجئہ اہل سنت میں شمار کرنے کی وجہ
سے یہ کہ ابتدائی زمانہ میں معتزلہ ان لوگوں
کو جو مسئلہ قدر میں ان کی مخالفت کرتے
تھے مرجئہ کہتے تھے یا اس لئے کہ جب
انھوں نے فرمایا کہ ایمان نہ زائد ہوتا
ہے نہ کم تو ان کے متعلق کہا کہ وہ عمل کو
ایمان سے موخر کرتے ہیں اور حالانکہ یہ
بات نہیں کیونکہ عملی طور پر آپ سے

العمل عن الايمان وليس
كذلك اذ عرف منه المبالغة
فى العمل والاجتهاد فيه واما
ثالثا فقد قال ابن عبد البر
كان ابوحنيفة يحسد وينسب
اليه ما ليس فيه ويختلق
عليه مالا يليق به وقد اقبل
عليه وكيع فرآه مطرقا مفكرا
افقال له من اين فقال من
عند شريك فانشا يقول
(شعر)

ان يحسدونى فانى غير لائمهم
قبلى من الناس اهل الفضل قد حسدوا
فدام لى ولهم ما بى وما بهم
ومات اكثرنا غيظا بما يجد

قال وكيع واظنه كان بلغه عن
شريك شئ

عمل میں کوشش اور اجتہاد منقول
ہے اور ثالثاً اس لئے کہ ابن عبدالبر
نے کہا کہ ابو حنیفہ سے حسد کیا جاتا
ہے اور ان کے خلاف شان اعتراضات
تھوپے جاتے ہیں۔ اور وکیع آپ کی
خدمت میں آئے تو دیکھا کہ آپ
سر جھکا مفکر بیٹھے ہیں تو آپ
نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟
تو جواب دیا کہ شریک کے پاس سے
تو ابو حنیفہ نے یہ شعر پڑھا ؎

اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں
ان پر ملامت نہیں کرتا۔ مجھ سے
قبل اہل فضل سے حسد کیا گیا۔ ہم میں
سے اکثر اسی غصہ میں مر گئے۔

وکیع کہتے ہیں میرے خیال میں آپ
کو وکیع کی طرف سے کوئی تکلیف دہ چیز
پہنچی ہوگی۔

الفصل الثامن والثلاثون في رد ما قيل فيه من الجرح"

قال ابو عمر يوسف بن
عبد البر والذين رووا عن
ابي حنيفة ووثقوه واثنوا
عليه اكثر من الذين تكلموا
فيه والذين قد تكلموا فيه
من اهل الحديث اكثر
ما عابوا عليه الاغراق في
الرائ والقياس وقد مر ان
ذلك ليس بعيب وكان يقال
يستدل على نباهة الرجل
من الماضين بتباين الناس
فيه الا ترى ان عليا كرم الله
وجهه هلك فيه فئتان محب
افرط ومبغض فرط قال الامام
على بن المديني ابو حنيفة روى
عنه الثوري وابن المبارك و

اڑتیسویں فصل اس جرح کے رد میں جو آپ پر کی گئی

ابو عمر یوسف بن عبد البر نے کہا کہ جن
لوگوں نے ابو حنیفہ سے روایت کی اور
اوران کی توثیق کی اور تعریف کی ان کی
تعداد ان پر جرح کرنے والوں سے کہیں
زیادہ ہے اور وہ اہل حدیث جنھوں
نے آپ پر جرح کی اکثر یہی ہوتی ہے
کہ وہ رائے اور قیاس میں غرق تھے اور
یہ گذر چکا کہ یہ کوئی عیب نہیں اور یہ
مقولہ مشہور ہے کہ آدمی کی عظمت شان
کا اندازہ اس کے بارے میں لوگوں کے
اختلافات سے ہوتا ہے کیا تم نہیں
دیکھتے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں
دو جماعتیں ہلاک ہوئیں ایک تو حد سے
زائد محبت کرنے والا اور دوسرا زائد
بغض کرنے والا امام علی بن مدینی نے
فرمایا کہ ابو حنیفہ سے ثوری، ابن مبارک

حماد بن زید وهشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وھو ثقة لا باس بہ وکان شعبة حسن الرای فیہ وقال یحیی بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفة واصحابہ فقیل لہ اکان یکذب قال انبل من ذلک وفی طبقات شیخ الاسلام التاج السبکی الحذر کل الحذر ان تفھم من قاعدتھم ان الجرح مقدم علی التعدیل علی اطلاقھا بل الصواب ان من ثبت امامتہ وعدالتہ وکثر مادحوہ ومزکوہ وندر جارحہ وکانت ھناک قرینة دالة علی سبب جرحہ من تعصب مذھبی او غیرہ لم یلتفت الی جرحہ ثم قال بعد کلام طویل قد عرفناک ان الجارح لا یقبل منہ الجرح وان فسرہ فی حق من غلبت

حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ ہیں ان میں کچھ خرابی نہیں اور شعبہ ان کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے اور یحیٰی بن معین نے کہا کہ ہمارے اصحاب ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں زیادتی کرتے تھے تو ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ جھوٹ بولتے تھے تو انھوں نے فرمایا کہ وہ اس سے بلند تر ہیں اور طبقات شیخ الاسلام تاج الدین السبکی میں ہے کہ بچو اس بات سے کہ محدثین کے اس قاعدہ کو کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر مطلق سمجھا جائے۔ بلکہ یہ صحیح ہے کہ جس کی عدالت ثابت ہو جائے اور اس کی تعریف کرنے والے بہت ہوں اور اس پر جرح کرنے والے کم ہوں اور یہ قرینہ بھی موجود ہو کہ اس پر جرح کی وجہ مذہبی تعصب ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور وجہ ہے تو ایسے شخص کی جرح لائق التفات نہیں پھر ایک لمبی گفتگو کے بعد انھوں نے

طاعاته على معصيته ومادحوه
على ذاميه ومزكوه على جارحيه
اذا كانت هناك قرينة يشهد
العقل بان مثلها حاصل على
الوقيعة فيه من تعصب مذهبي
اومنافسة دينوية كما يكون
بين النظرا أوغيرذلك و
حينئذ فلا يلتفت لكلام
الثوري وغيره في ابي حنيفة
وابن ابي ذئب وغيره في مالك
وابن معين في الشافعي في
احمد بن صالح ونحو ذلك
قال ولو اطلقنا تقديم الجرح
لما سلم لنا احد من الائمة
اذما من امام الا وقد طعن
فيه طاعنون وهلك فيه
هالكون قال ابن عبد البرهذا
باب غلط فيه كثيرون وضلت
فيه فرقة جاهلية لاتدري
ماعليها في ذلك ثم قال
الدليل على انه لايقبل في حق

فرمایا کہ تم کو بتا چکے ہیں کہ جرح کرنے
والے کی جرح قبول نہ کی جائے گی
اگرچہ وہ تفسیر کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو
اس شخص کے حق میں جس کی اطاعت
اس کی معصیت پر غالب ہو اور جس
کی تعریف کرنے والے اس کی مذمت
کرنے والوں پر غالب ہوں اور جس کی
تعدیل کرنے والے اس کی جرح کرنے
والے پر غالب ہوں۔ جبکہ وہاں ایسا
قرینہ موجود ہو جو یہ ظاہر کرنے کہ اس
مذہبی یا دنیوی چشمک کی بنا پر
ہے جیسا کہ ہمیشہ لو ں کا دستور ہے
یا اس کے علاوہ کچھ اور وجہ ہو تو
اس وقت ثوری وغیرہ کا کلام ابوحنیفہ
کے متعلق لائق التفات نہیں اور
ابن ابی ذئب کا مالک کے بارے میں
اور نسائی کا احمد بن صالح کے بارے
میں اور اسی قسم سے اور اگر ہم مطلقاً
جرح کو تعدیل میں مقدم کریں تو
کوئی امام نہ بچے گا کیونکہ ہر امام کے
بارے میں طعن کرنے والوں نے طعن

من اتخذہ جمہور الناس
اماما في الدين قول احد من
الطاعنين لان السلف قد
سبق من بعضهم في بعض كلام
كثير في حال الغضب وفيه
ماحمل على الحسد ومنه ماحمل
على التاويل مما لا يلزم
المقول فيه شئ منه وذكر
من كلام الصحابة والتابعين
وتابعيهم من النظراء بعضهم
في بعض اشياء كثيرا لم يلتفت
اليه احد من العلماء ولا عولوا
عليه لانهم بشر يغضبون
ويرضون والقول في الرضا
غير القول في الغضب فمن
اراد ان يقبل قول العلماء
بعضهم في بعض فليقبل قول
من ذكرنا من الصحابة بعضهم
في بعض وقول من ذكرنا من
التابعين وائمة المسلمين بعضهم
في بعض فان فعل ذلك فقد ضل

کیا ہے اور ہلاک ہونے والے اس میں
ہلاک ہوئے ہیں ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ
اس بات میں بہتوں نے غلطی کی اور
ایک جاہل فرقہ اس میں گمراہ ہوگیا
اسے معلوم نہ ہوا کہ اس کی اس بارے
میں کیا ذمہ داری تھی۔ اور اس بات
کی دلیل کہ جس کو جمہور نے اپنا امام
بنالیا ہو کسی طعن کرنے والے کا قول
قبول نہ لیا جائے گا یہ ہے۔ کہ بزرگوں
سے ایک دوسرے کے حق میں بہت
باتیں غصہ کی حالت میں صادر ہوگئیں
بعض تو حسد پر محمول ہوئیں اور بعض کی
تاویل کی گئی تا کہ جس کے حق میں بات کہی
گئی ہے اس پر کچھ حرف نہ آئے اور صحابہ
وتابعین کا اپنے ہمسروں کے بہت کچھ
کلام ذکر کیا ہے جس کی طرف علماء نے
کچھ توجہ نہ کی اور اس پر اعتماد کیا کیونکہ
وہ انسان تھے غصہ بھی کرتے تھے اور
راضی بھی ہوتے تھے اور جو بات خوشی
کے وقت کی ہوتی ہے غصہ کی حالت
میں مختلف ہوتی ہے تو اب جو علما کی

ضلالا بعیدا وخسر خسرانا
مبینا وان لم یفعل ولن یفعل
ان ھداہ اللہ والھمہ رشدہ
فلیقف عند ما شرطناہ فانہ
الحق الذی لا یصح غیرہ ان
شاء اللہ تعالی ثم ذکر
کلام کثیرین من نظراء
مالک فیہ وکلام ابن معین
فی الشافعی قال ومامثل من
تکلم فیھما فی نظرائھما
الا کما قال الحسن ابن ھانی

(شعر)

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ
اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

ولقد احسن ابو العاھیۃ حیث قال
شعر: ومن ذا الذی ینجو من
الناس سالما : وللناس قال
بالظنون وقیل : وقیل لا
بن المبارک فلان یتکلم فی
ابی حنیفۃ فانشد۔ شعر۔
حسدوک اذا ما فضلک اللہ

اس گفتگو کو قبول کرنا چاہے جو انھوں
نے ایک دوسرے کے لئے کہی تو وہ صحابہ
اور تابعین کے ان اقوال کو بھی قبول
کرے جو انھوں نے ایک دوسرے کے
شان میں کہے اسی طرح ائمہ مسلمین
کے اقوال کا حال ہے اگر کوئی ایسا کرے
تو وہ سخت گمراہ ہے اور کھلم کھلا خسارہ
میں ہے اور اگر ایسا نہ کرے اور ہرگز
نہ کرے گا اگر اللہ نے اس کو ہدایت دی
اور الہام فرمایا تو ہماری شرط کو سمجھے
کیونکہ وہ ہی حق ہے اور انشاء اللہ
اس کے سوا کچھ صحیح نہ ہوگا پھر مالک سے
سب معاصرین کا کلام ان کے بارے
میں اور ابن معین کا شافعی کے بارے
میں ذکر کیا۔ پھر جن لوگوں نے ان دونوں
کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان جیسے
دیگر حضرات کے بارے میں ان کی مثال
ایسی ہے جیسے حسن بن ہانی نے کہا کہ ؎

"اے بلند پہاڑ سے ٹکر مارنے والے
تاکہ اس سے کلام کرے پہاڑ پر رحم نہ
کر اپنے سر پر کر۔"

بما فضلت به النجباء وقيل
ذلك لابي عاصم النبيل فقال
هو كما قال ابو الاسود الدؤلي
شعر: حسدوا الفتى اذ لم
ينالوا سعيه ÷ فالقوم اعداء
له وخصوم - وروى ابو عمرو
عن ابن عباس رضي الله عنهما
خذوا العلم حيث وجدتموه
ولا تقبلوا قول الفقهاء بعضهم
في بعض فانهم يتغايرون تغاير
التيوس في الزريبة في رواية
عنه استمعوا كلام العلماء ولا
تصدقوا بعضهم في بعض فو
الذي نفسي بيده لهم اشد
تغايرا من التيوس في زروبها
وكذلك جاء عن عمرو بن
دينار ومن ثمه ذكر في المبسوط
في مذهب مالك انه لا يجوز
شهادة القارئ على القارئ
يعني العلماء لانهم اشد الناس
تحاسدا وتباغضا۔

اور ابو العتاہیہ نے کیا خوب کہا
ہے کہ ؎
"لوگوں سے کون سالم رہ سکتا ہے
اور لوگ تو گمان کی وجہ سے کچھ نہ کچھ
کہتے ہی رہتے ہیں" کسی نے ابن مبارک
سے کہا کہ فلاں شخص ابو حنیفہ پر اعتراض
کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے
آپ سے اس لئے دشمنی کی کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو وہ فضیلت عطا کی ہے جس سے
آپ شرفاء پر فائق ہو گئے جب یہ شعر
ابو عاصم نبیل کو سنایا گیا تو انھوں نے
کہا یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسا ابو
الاسود دؤلی نے کہا کہ ؎
"یہ لوگ نوجوانوں سے اس لئے
دشمنی کرنے لگے کہ وہ اس کے سے کام
نہ کر سکے اب وہ اس کے دشمن ہیں"
ابو عمرو نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ تم علم حاصل کرو جہاں
بھی پاؤ اور فقہا نے جو باتیں ایک دوسرے
کے خلاف کہی ہیں ان کو قبول نہ کرو کیونکہ
وہ بکروں سے زائد کرنے والے ہیں۔

باڑوں میں اور آپ سے ایک روایت ہے کہ علماء کا کلام سنو اور ان میں سے بعض نے بعض کے بارے میں جو نکتہ چینی کی ہے اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ بخدا وہ بکروں سے زائد لڑنے والے ہیں باڑوں میں اور اسی طرح عمرو بن دینار سے مروی ہے اور اسی لئے مبسوط میں مالک کے مذہب میں ذکر کیا ہے کہ ایک عالم کی شہادت دوسرے عالم کے خلاف مقبول نہیں کیونکہ وہ سب سے زائد حسد و بغض رکھتے ہیں۔

الفصل التاسع والثلاثون في رد ما نقله الخطيب في تاريخه عن القادحين فيه

اعلم انه لم يقصد بذلك الوجيم ما قيل في الرجل على عادة المورخين ولم يقصد بذلك انتقاصه ولا الحط عن مرتبته بل انه قدم كلام القادحين واكثر منه ومن نقل مآثره السابقة في اكثرها انما اعتمد اهل المناقب فيه

انتالیسویں فصل ان چیزوں کے رد میں جو خطیب نے آپ کے معترضین سے اپنی تاریخ میں نقل کی ہیں

معلوم ہونا چاہئے کہ خطیب نے جو کچھ ابو حنیفہ کے متعلق کہا ہے وہ مورخین کے طرز کے مطابق ایک شخص کے بارے میں کہی ہوئی سب باتیں یکجا کردی ہیں اور ان کا ارادہ اس سے نہ تو ان کی شان میں کمی کرنا ہے اور نہ ہی ان کو مرتبہ سے گرانا ہے بلکہ انھوں نے

علی ما فی تاریخ الخطیب ثم
عقبه بذکر کلام القادحین
لیتبین انه من جملة الاکابر
الذین لم یسلموا من خوض
الحساد والجاهلین فیهم ومما
یدل علی ذلك ایضا ان
الاسانید التی ذکرها للقدح
لا یخلو غالبها من تکلم فیه
او مجهول ولا یجوز اجماعا
ثلم عرض مسلم بمثل ذلك
فکیف بامام من ائمة المسلمین
قال الشیخ الاسلام الامام
التقی ابن دقیق العید اعراض
الناس حفرة من حفر النار
وقف علی شفیرها الحکام
والمحدثین وبفرض صحة
ما ذکره الخطیب من
القدح عن قائله لا یعتد به
فانه ان کان من غیر اقران
الامام فهو مقلد لما قاله
او کتبه اعداؤه او من

نے پہلے آپ کی تعریف کرنے والوں کا
کلام ذکر کیا ہے اور بکثرت تعریفیں اور
مناقب ذکر کیے ہیں جن کا بیان ہوا انھوں
نے اس میں خطیب کی تاریخ ہی پر اعتماد
کیا ہے پھر خطیب نے معترضین کا کلام
ذکر کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان
اکابر میں سے ہیں جو جاہلوں کی نیش زنی
سے محفوظ نہ رہ سکے اور اس کی دلیل وہ
سندیں ہیں جن کو انھوں نے اعتراض
کے لئے منتخب کیا ہے غالباً ان لوگوں
سے خالی نہیں جن کے بارے میں کلام
کیا گیا ہے اور یا وہ مجہول ہیں اور اجماعاً
کسی مسلم کی عزت ان جیسی روایات سے
خراب کرنا جائز نہیں چہ جائے کہ ائمہ
مسلمین میں سے ایک امام کی عزت
شیخ الاسلام تقی ابن دقیق العید
نے کہا کہ لوگوں کی عزتیں جہنم کے
گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہیں جس
کے کنارے پر حکام اور محدثین کھڑے
ہیں اور بالفرض اگر خطیب کے نقل
کردہ اعتراضات کی نسبت ان کے

اقرانه فكذلك لما مران قول
الاقران بعضهم فى بعض غير
مقبول وقد صرح الحافظان
الذهبى وابن حجر بذلك قالا
ولاسيما اذا لاح انه لعداوة
اولمذهب اذ الحسد لا ينجو
منه الا من عصمه الله تعالى
قال الذهبى وما علمت عصرا سلم
اهله من ذلك الا عصر النبيين
والصديقين وقال التاج السبكى
ينبغى لك ايها المسترشد ان
تسلك سبيل الادب مع الائمة
الماضين وان لا تنظر الى كلام
بعضهم فى بعض الا اذا اتى
ببرهان واضح ثم ان قدرت
على التاويل وتحسين الظن
فدونك والا فاضرب صفحا
عما جرى بينهم فانك لم تخلق
لهذا فاشتغل بما يعنيك
ودع مالا يعنيك ولا يزال
طالب العلم عندى نبيلا حتى

قائلین کی طرف صحیح ہے تو بھی قابل
اعتماد نہیں کیونکہ اگرچہ وہ امام کے
معاصرین میں سے منقول نہیں تاہم
معترضین کے دشمن معاصرین کے
قول یا ان کے لکھے ہوئے کا ہے تو اس
کا بھی حال معاصرین کی طرح ہے
کیونکہ گذر چکا کہ ایک معاصر کا قول
دوسرے کے خلاف مقبول نہیں
حافظ ذہبی اور ابن حجر نے اس کی
تصریح کرتے ہوئے کہا کہ خصوصاً جبکہ
یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دشمنی مذہبی بنیاد
پر ہے کیونکہ حسد کرنے سے سوائے
اس شخص کے کوئی نہیں بچ سکتا
جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ذہبی کہتے
ہیں کہ میرے علم میں کوئی زمانہ ایسا
نہیں کہ جس کے لوگ اس دبا سے
محفوظ رہے ہوں سوائے نبیوں اور
صدیقوں کے عہد مبارک کے۔
تاج الدین سبکی نے کہا کہ اے طالب
ہدایت تجھے لازم ہے کہ ائمہ متقدمین
کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آئے

بخوض فیما جری بین السلف الماضین ویقضی لبعضهم علی بعض فایاك ثم ایاك ان تصغی الی ما اتفق بین ابی حنیفة و سفیان الثوری اوبین مالك وابن ابی ذئب اوبین احمد بن صالح والنسائی اوبین احمد والحرث بن اسد المحاسبی وهلم جرا الی زمان العز بن عبد السلام والتقی ابن الصلاح فانك اذا اشتغلت بذلك خشیت علیك الهلاك فالقوم ائمة اعلام ولاقوالهم محامل وربما لم تفهم بعضها فلیس لنا الا الترضی عنهم والسکوت عما جری بینهم کما نقول فیما جری بین الصحابة رضوان الله علیهم ۱۲

اور بعض کے کلام کو بعض کے خلاف صحیح نہ مانے جب تک کہ کوئی واضح یقینی دلیل نہ ہو پھر بھی اگر تاویل اور حسن ظن پر قادر ہو تو ایسا ہی رویہ اختیار کرو کیونکہ تیرا مقصد تخلیق یہ نہیں کہ جو تیرا مقصود ہے اس میں مشغول ہو جا اور غیر ضروری چیز کو چھوڑ دے میرے نزدیک طلب گار علم معزز رہتا ہے جتنک وہ متقدمین کے اختلافات میں بحث کرنے لگتا ہے اور بعض کے لئے بعض کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے تم ان اختلافات سے بچتے رہو جو ابوحنیفہ اور سفیان ثوری یا مالک اور ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح اور نسائی یا احمد اور حارث بن اسد المحاسبی وغیرہ میں ہوئے۔ جتنک عز بن عبد السلام اور تقی ابن صلاح کے زمانے میں کیونکہ اگر تم نے اپنی کوششیں ان چیزوں میں رائیگاں کر دیں تو ورطۂ ہلاکت میں پڑنے کا خطرہ ہے کیونکہ یہ لوگ بہت بڑے علماء تھے اور ان کے اقوال کی بہت تاویلات ہیں اور بہت ممکن ہے کہ تم ان تاویلات پر مطلع نہ ہوئے ہو تو ہمیں تو ان سے دور ہی رہنا چاہیے اور ان کی آپس کی باتوں سے

سکوت چاہیئے جیسا کہ اصحابؓ کے اختلافات میں اعتقاد رکھتے ہیں۔

الفصل الاربعون

فی رد ما قیل انه خالف فیه صرائح الاحادیث الصحیحة من غیر حجة

هذا باب واسع جدا یستدعی سرد جمیع ابواب الفقه فلنشر الی قواعد اجمالیة تنفع من استحضرها عند الادلة التفصیلیة واعلم ان ممن زعم ذلك من المتقدمین سفیان الثوری واخرین منهم الحافظ ابوبکر بن شیبة الکوفی وشیخ البخاری وسبب صدور ذلك منهم انهم استروحوا ولم یتاملوا قواعده واصوله اذ منها کما قاله الامام الحافظ ابوعمر بن عبد البر وغیره ان خبر الواحد لا یقبل اذا خالف الاصول المجمع علیها فحینئذ یقدم القیاس

چالیسویں فصل اس بات کی تردید میں کہ آپ نے احادیث صریحہ صحیحہ کے خلاف بلادلیل کے عمل کیا

یہ ایک بہت وسیع باب ہے جس کا تقاضہ ہے کہ فقہ کے جمیع ابواب کا ذکر آجائے لیکن ہم ایک مختصر قاعدہ ذکر کرتے ہیں تاکہ جو شخص اس سے واقف ہو اس کے لئے مفید ہو۔ جاننا چاہئے کہ جنھوں نے یہ گمان کیا ان میں متقدین میں سے سفیان ثوری وغیرہ حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کوفی اور شیخ بخاری ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے سستی کی اور آپ کے اصول و قواعد کی پرواہ نہ کی اور ان میں تامل نہ کیا کیونکہ ان میں سے جیسا کہ ابوعمرو بن عبد البر وغیرہ نے کہا ہے یہ ہے کہ خبر واحد جب اجماعی اصولوں کے خلاف ہو

عليه وقد اعتذر عن تقديمه القياس على خبر الواحد بان ذلك لموجب لا عبثا ولا رد الحديث مع سلامته عن القوادح حاشاه الله تعالى من ذلك بل لموجب اى موجب اما كونه لم يطلع على الحديث اولم يصح عنده اوكونه رواية غير فقيه وقد خالف القياس ومن ثمة رد واحديث ابى هريرة فى المصراة لكن انتصر جماعة من الحنيفة لما عليه اكثر العلماء من ان فقه الراوى ليس شرطا لتقديم الخبر على القياس قالوا وقد عمل اصحابنا بحديث ابى هريرة اذا اكل الصائم اوشرب ناسيا مع مخالفته القياس حتى قال ابو حنيفة رحمه الله لولا الرواية لقلت بالقياس وقد ثبت عن ابى

تو وہ قابل قبول نہیں اس لئے آپ ایسی خبر پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور آپ نے قیاس کو خبر واحد پر مقدم ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ یہ بھی ایک ضروری وجہ سے ہے اور اس کا موجب نہ تو بلا وجہ ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث کو رد کرنے کے لئے ہے خدا نے ان کو اس سے بہت دور رکھا ہے بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے مثلاً یہ کہ آپ حدیث پر مطلع نہ ہوئے یا وہ حدیث ان کے معیار پر صحیح نہ اتری یا وہ غیر فقیہ کی روایت ہے اور مخالف قیاس ہے اس لئے انھوں نے ابو ہریرہ کی مصراۃ والی حدیث کو رد کر دیا لیکن احناف کی ایک جماعت نے اکثر علماء کے قول کی تائید کی ہے کہ راوی کا فقہ قیاس کو خبر پر مقدم کرنے کی شرط نہیں ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ ہمارے اصحاب نے ابو ہریرہؓ کی اس حدیث پر عمل کیا ہے کہ روزہ دار جب بھول کر کھا پی لے یا

حنيفة انه قال ماجاءنا عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعلى الراس والعين ولم ينقل
عن احد من السلف اشتراط
فقه الراوى فثبت ان القول
باشتراطه قول محدث قال
بعضهم على ان اباهريرة كان
فقيها اذ لم يعدم شيئا من
اسباب الاجتهاد وقد كان
يفتى فى زمن الصحابة وما كان
يفتى فى ذلك الزمن الا فقيه
مجتهد وتبعه على ذلك المحبوبى
القرشى فى طبقات الحنيفة
فقال انه من فقهاء الصحابة
كما ذكره ابن حزم وقد جمع
شيخنا شيخ الاسلام التقى السبكى
فتاويه فى جزء سمعته منه
انتهى واما عمل الراوى بخلاف
مرويه لانه يدل على النسخ
اونحوه ومن ثمه اخذ والعمل
ابى هريرة بالغسل من ولوغ

جماع کرے۔ حالانکہ یہ قیاس کے مخالف
ہے حتکہ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر روایت
نہ ہوتی تو میں قیاس سے کام لیتا اور
ابو حنیفہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے
فرمایا کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہو وہ سر آنکھوں پر اور
اور سلف میں سے کسی راوی کا فقہ شرط
نہیں ہے تو معلوم ہو کہ یہ شرط بعد میں
نکالی گئی ہے علاوہ بریں ابو ہریرہ بھی
فقیہ تھے کیونکہ شرائط اجتہاد میں سے
کوئی شرط آپ میں کم نہ تھی اور آپ زمانہ
صحابہؓ میں فتویٰ دیتے تھے اور اس
زمانے میں فقیہ مجتہد ہی فتویٰ دیتا تھا
اور یہی بات محبوبی قریشی نے طبقات
الحنفیہ میں کہی ہے اور فرمایا کہ ابو ہریرہ
فقہا صحابہ سے تھے جیسا کہ ابن حزم نے
ذکر کیا ہے اور ہمارے شیخ شیخ الاسلام
تقی الدین سبکی نے ان کے فتاویٰ ایک
جزء میں کئے ہیں جو میں نے ان سے سنا ہے
اور رہا راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل
تو وہ نسخ وغیرہ پر دلالت کرتا ہے اس لئے

الكلب ثلاثا مع رواية السبع و
بقول ابن عباس ان المرتدة
لا تقتل مع روايته من بدل دينه
فاقتلوه واما عموم البلوى به
بان يحتاج كل واحد الى معرفته
لان العادة تقضي باستفاضة
نقل مثله فانفراد واحد به
قدح فيه ومن ثمة لم ياخذ
بالخبر نقض الوضوء بمس
الذكر الذي يرويه بسرة مع
عموم الحاجة الى معرفته واما
كونه ورد في حد او كفارة
لسقوطهما بالشبهة واحتمال
خطا الراوي المنفرد به شبهة
واما مخالفته للقياس الجلي
او الذي عضده حديث آخر
واما طعن بعض السلف فيه
كخبر القسامة واما وقوع
الاختلاف بين الصحابة في
مسئلة ورد فيها خبر الواحد
ولم يحتج احد منهم به

کہ کتے کے منہ ڈالنے سے تین مرتبہ دھونے
پر ابوہریرہ کے عمل پر عمل کیا گیا ہے۔
حالانکہ روایت سات مرتبہ دھونے کی
ہے۔ اور ابن عباسؓ کا قول کہ مرتد عورت
کو قتل نہ کیا جائے گا۔ حالانکہ انہیں کی
روایت ہے کہ جو اپنے دین کو بدل دے
اس کو مار ڈالو۔ اور یہ عام لوگوں کا اس
چیز میں مبتلا ہونا کہ ہر ایک اسکے جاننے
کا محتاج ہے کیونکہ اس قسم کی چیزیں عادتاً
مشہور ہو جاتی ہیں۔ لہذا اس جیسی چیز کو
ایک شخص ہی کا روایت کرنا اس شخص میں
اعتراض پیدا کرتا ہے اس لئے مس ذکر
سے وضو ٹوٹنے والی حدیث پر عمل نہیں
لیا گیا جس کو صرف بسرہ نے تنہا روایت
کیا حالانکہ اس کا جاننا عموماً ضروری تھا
اور یا اس کا حد یا کفارہ میں وارد ہونا
کیونکہ یہ دونوں چیزیں شبہ سے ساقط ہو
جاتی ہیں اور تنہا راوی کی خطا کا احتمال بھی
شبہ ہے یا اس کا قیاس جلی کے مخالف
ہونا۔ یا وہ جس کو دوسری حدیث نے
تقویت پہنچائی ہو۔ یا بعض سلف نے

فاعراضهم عن الاحتجاج به
مع شدة عنايتهم بالاحاديث
دليل على نسخه او نحوه مثاله
خبر الطلاق بالرجال فانهم
اختلفوا في ذلك فقال جماعة
يعتبر في ملك الزوج لعدده
بحرية الرجل ورقه منهم
الشافعيؒ وآخرون بحرية المرأة
ورقها منهم ابو حنيفة وآخرون
يعتبر بمن رق منهما واما
مخالفته اعني خبر الواحد
لظاهر عموم القرآن لان ابا
حنيفة لا يرى تخصيص عمومه
ولا نسخه بخبر الواحد لانه
ظني وذلك يقيني وتقديم
اقوى الدليلين واجب من
ذلك خبر لا صلاة الا بفاتحة
الكتاب مخالف العموم - فاقرؤا
ما تيسر منه - واما مخالفته
للسنة المشهورة لان الخبر
المشهور اقوى من خبر الآحاد

اس میں طعن کیا ہو جیسے کہ قسامۃ کی خبر
اور یا صحابہ کا کسی سے مسئلہ میں اختلاف
ہوتا جس میں خبر واحد وارد ہوئی ہو اور
اس سے کسی نے استدلال نہ کیا ہو تو ان
کا باوجود احادیث سے شغف رکھنے کے
اس سے استدلال نہ کرنا اس کے
منسوخ ہونے کی دلیل ہے یا اسی قسم
کی اور وجہ کی دلیل ہے اس کی مثال یہ
حدیث ہے کہ "الطلاق بالرجال" یعنی
طلاق کا اعتبار مردوں سے ہے کیونکہ اس
میں صحابہؓ کا اختلاف ہے بعض نے کہا
کہ زوج کی ملکیت کا اعتبار ہوگا کیونکہ
طلاق کا اعتبار مرد کی حریت اور اس کی
غلامی سے ہے ان میں سے امام شافعی
ہیں اور دوسروں نے عورت کی آزادی
اور غلامی کا اعتبار کیا ان میں سے ابو حنیفہ
ہیں اور دوسرے حضرات دونوں میں
سے جو غلام ہو اس کا اعتبار کرتے ہیں
اور یا خبر واحد کا عموم قرآن کے ظاہر کے
مخالف ہونا کیونکہ ابو حنیفہ کے نزدیک
خبر واحد سے عموم قرآن میں نہ تو تخصیص ہوتی

كخبر الشاهد واليمين فانه
مخالف لعموم الخبر المشهور
البينة على المدعى واليمين على
من انكر واما كونه زائدا على
القرآن كهذا فان الذى فى
القرآن رجلان او رجل وام
ا ن فالشاهد واليمين زائد
عليهما اذا تقرر ذلك علم منه
نزاهة ابى حنيفة رحمه الله
مما نسبه اليه اعداؤه و
الجاهلون لقواعده بل لمواقع
الاجتهاد من اصلها من تركه
لخبر الاحاد بغير حجة وانه
لم يترك خبرا الا لدليل
اقوى عنده واوضح قال ابن
حزم جميع الحنفية ان ضعيف
الحديث عنده اولى من الرأى
فتامل هذا الاعتناء بالاحاديث
وعظيم جلالتها وموقعها عنده
ومن ثمة قدم العمل بالاحاديث
المرسلة على العمل بالقياس

ہے اور نہ ہی نسخ ہوتا ہے ۔کیونکہ خبر
واحد ظنی ہے اور قرآن یقینی ہے اور جو
دلیل اقوی ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے
چنانچہ اسی قسم کی حدیث یہ ہے کہ کوئی نماز
نہیں مگر سورۂ فاتحہ سے فاقرء وا ما تیسر
کے مخالف ہے یا پھر سنت مشہورہ کے
مخالف ہو ۔کیونکہ خبر مشہور خبر احاد سے
زیادہ قوی ہے جیسے شاہد اور یمین
والی حدیث ۔کیونکہ وہ اس مشہور خبر
کے عموم کے مخالف ہے کہ گواہ مدعی پر
ہیں اور قسم منکر پر اور یا اس کا قرآن پر
زائد ہونا ۔اس کی مثال بھی یہی ہے
کیونکہ قرآن میں ہے دو مرد یا ایک مرد
اور دو عورتیں ایک گواہ اور قسم ان
دونوں پر زائد ہیں جب یہ بات اچھی
طرح ثابت ہو چکی تو ابو حنیفہ کی ان
چیزوں سے پاک دامنی ثابت ہو گئی
جو آپ کی طرف آپ کے دشمنوں اور
آپ کے اصول سے ناواقفوں نے
منسوب کی تھیں بلکہ ان کو مواقع اجتہاد
تک کی خبر نہیں کہ ان کے اصول کیا ہیں

فاوجب الوضوء من القهقهة
مع انها ليست بحدث في القياس
للخبر المرسل فيها ولم يقل
بذلك في صلاة الجنازة وسجود
التلاوة اقتصارا مع النص
فانه انما ورد في الصلاة ذات
الركوع والسجود وقد قال المحققون
لا يستقيم العمل بالحديث
بدون استعمال الرای فيه
اذ هو المدرك للتحريم في
الرضاع قال بان المرتضعين
بلبن شاة تثبت بينهما
الحرمية ولا العمل بالرای
المحض ومن ثمة لم يفطر
الصائم بنحو الاكل ناسيا و
افطر بالاستقاءة مع ان القياس
في الاول الفطر لوجود ما يضاد
الصوم وفي الثاني عدمه لان
الصوم انما يفسده ما دخل
دون ما خرج ۱۲

اور انھوں نے یہ کہ دیا کہ آپ نے اخبار احاد
بلا حجت ترک کر دیں حالانکہ آپ نے کوئی
خبر بھی بلا ایسی دلیل نے نہ چھوڑی جو
آپ کے نزدیک اقوی اور واضح نہ ہو
ابن حزم نے کہا کہ تمام احناف کا اجماع
ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث
ضعیف رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے
تو آپ سوچ لیجئے کہ آپ کو احادیث کا
کس درجہ اہتمام تھا اور احادیث کی
عظمت شان کا کتنا پاس تھا اس لئے
احادیث مرسلہ پر عمل کو قیاس سے
مقدم رکھا ہے چنانچہ قہقہہ سے وضوء
کو واجب کر دیا صرف خبر مرسل کی بنا پر
حالانکہ قیاس کے لحاظ سے یہ حدث
نہیں ہے اور پھر اس کو نماز جنازہ
اور سجدہ تلاوت میں، ناقض وضوء نہ
کہا۔ نص پر اقتصار کرتے ہوئے
کیونکہ یہ رکوع و سجود والی نماز کے
بارے میں ہے اور محققین نے تو یہ کہا
ہے کہ حدیث پر بغیر رائے کا استعمال
کئے عمل نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ رائے ہی

حدیث کے منافی ادراک کرتی ہے جو احکام کا دارومدار ہیں اس لئے بعض محدثین رضاعت میں تحریم کی وجہ میں تامل نہ کر سکے تو انھوں نے کہا کہ دو بچے اگر ایک بکری سے دودھ پی لیں تو ان میں حرمت ثابت ہو جائے گی اور رائے محض پر بھی عمل نہ کرنا چاہئے اس لئے بھول کر کھانے والے روزہ کو برقرار رکھا اور جان بوجھ کر قے کرنے والے کے روزہ کو ختم ہو جانے کا حکم لگایا حالانکہ قیاس پہلے میں افطار کو چاہتا ہے کیونکہ روزے سے متضاد چیز پائی گئی ہے اور دوسرے میں روزہ باقی رہنے کو چاہتا ہے کیونکہ روزہ داخل ہونے والی چیز سے ٹوٹتا ہے نہ کہ خارج ہونے والی چیز سے ؛

خاتمة

قد بان لك واتضح ان
الامام اباحنيفة رحمه الله
انما ترك بعض خبر الآحاد
لهذه القواعد والاعذار التي
اشرنا اليها ونبهناك عليها
فاحذر ان تزل قدمك مع
من زل أو يضل فهمك مع
من ضل فانك اذا تخسر أعمالك
مع جملة من خسر وتذكر
بالسؤ والفضيحة مع من بهما
ذكر وتتعرض لامر لا طاقة
لك بحمل ضرره وتزيلك في
قفر مدلهم لا قدرة لك على
النجاة من خطره فبادر الى
السلامة ما استطعت اليه
سبيلا وكن ممن سلك منها
سبيل النجاة ودعا اليها بكرة
وأصيلا وحفظ باطنه وظاهره
عن ان يخوض في أحد من
المسلمين بما يزن نقيرا أو

خاتمہ

آپ اچھی طرح سمجھ چکے کہ ابوحنیفہ نے
بعض اخبار احاد ان قواعد اور ان
عذروں کی بنا پر ترک کیں جن کا
ہم ذکر کر چکے اور آپ کو اس پر
متنبہ کر چکے تو ڈریئے کہیں آپ کا
قدم بھی لغزش کھانے والوں اور
اور آپ کی سمجھ بھی گمراہ ہونے والوں
کے ساتھ گمراہ نہ ہو جائے کیونکہ
اس طرح آپ خاسرین میں ہو جائیں
گے اور آپ کا ذکر بھی ان کے ساتھ
ہو گا جن کو رسوائی اور فضیحت سے
یاد کیا جاتا ہے اور آپ ایسی چیز کے
اٹھانے والے ہوں گے کہ جس کا
نقصان آپ برداشت نہ کر سکیں گے
اور آپ ایسے تاریک چٹیل میدان
میں پھنس جائیں گے کہ جس کے خطرات
سے نجات مشکل ہے تو جتنا بھی
جانب سبقت کیجئے اور ان لوگوں
میں ہو جائیے جو راہ نجات کے رہ نورد
ہوئے اور صبح و شام اس کے داعی

فتيلا ذن الله يخذ لك خذ لا
نابينا ويهينك هوانا عظيما
سنة الله التي قد خلت في
عباده ولن تجد لسنة الله
تبديلا وقد جهد كثيرون
ممن تعرضوا لسهام القطيعة
وتحلوا بالصفات القبيحة
الفظيعة على أن يحطوا من
مرتبة هذا الامام الاعظم
والحبر المقدم ويصرفوا قلوب
أهل عصره ومن بعدهم
عن محبته وتقليده واتباعه
واعتقاد عظمته وامامته فما
قدروا على ذلك ولا يفيد
كلامهم فيه في مسلك من
المسالك ليس ذلك الا لان
أمره أمر سماوي لاحيلة لا
حد في رفعه ومن يرفعه الله
تعالى ويعطيه من خزائنه الوا
سعة لا يقدر أحد على
خفضه ولا منعه جعلنا الله

ہوئے اور آپ نے ظاہر و باطن کو
کسی مسلمان پر ذرہ برابر نکتہ چینی سے
بھی روکا کیونکہ اس طرح خدا تم کو کھلم
کھلا رسوا کرے گا اور یہی خدا کی نہ
بدلنے والی سنت ہے اور بہت
سے وہ لوگ جو قطع تعلقی کے تیروں
کے درپے ہوئے اور صفات قبیحہ سے
متصف ہوئے اس امام اعظم اور
بڑے عالم کے مرتبہ کو پہنچنے سے درماندہ
ہوئے اور ان کے اہل زمانہ یا بعد
والوں کے دلوں کو ان کی محبت تقلید
اتباع، اعتقاد، عظمت اور امامت سے
ہٹانے میں ناکام رہے اور انکی انگشت
نمائی کسی مسلک کے لحاظ سے صحیح
نہیں ہے اور اس کی وجہ صرف ایک
ہے اور وہ یہ کہ آپ کا معاملہ اللہ کی
جانب سے تھا کسی کی تدبیر سے یہ
رفعت نہ ملی اور جس کو خدا بلندی
عطا فرمائے اور اپنے وسیع خزانوں
سے عطا کرے تو کوئی اسے پست نہیں
کر سکتا اور نہ روک سکتا ہے خدا ہمیں

ممن قام بما للائمة عن الحقوق ولم يتدنس بشئ من القطيعة والعقوق وعرف لكل ذی حق حقه فأداه كما يجب وشملته عين العناية كما يجب ولم يخف فی جنب نصرة مصابيح الدجی ونجوم السماء لومة لائم حرم التوفيق ولا تفيهق محروم هوی به لتعصبه فی مكان سحيق ولا غيظ محنوق ضل به رأيته السخيف حتی حط عن مراتب أولی الانصاف والتشريف فضراعة اليك اللهم أن تجعلنا ممن قام بحقوق آبائه فی الدين لا سيما أكابر السلف الماضين الذين شهد لهم الصادق المصدوق بانهم من خير القرون المبرئين من كل وصمة وعيب علی رغم أنف الحساد الذين رموهم بما هم منه

ائمہ کے حقوق ادا کرنے والوں میں بنائے اوران لوگوں میں نہ بنائے جو قطع تعلقی اور عاق ہو کر اپنی عزت کو گدلا کرتے ہیں اوران لوگوں کے جنھوں نے ہمیشہ صاحب حق کو پہچانا اوراس کو کما حقہ ادا کیا اوراس پر حسب منشاء نظر عنایت ہو اور بدر کو قریب دیکھ کر، تاریکیوں کے چراغ اور آسمان کے ستاروں کی وہ کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرا۔ انصاف وشرافت کے مراتب سے گرادیا تو اے اللہ ہم تجھ سے آہ وزاری کرتے ہیں کہ تو ہم کو ان لوگوں سے کرنا کہ جنھوں نے اپنے آباؤ اجداد کے حقوق کو دین میں برقرار رکھا خصوصاً گذرے ہوئے اسلاف جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی کہ وہ بہترین صدی والے ہیں اور ہر عیب سے پاک ہیں ان حاسدین کے برخلاف جنھوں نے ان کی طرف ناکردہ گناہ منسوب کئے اوران لوگوں سے جن کی

برئيون وممن اثنى الله عليهم
فى كتابه العزيز بالدعاء لكل
عامل عليهم بقوله عز شانه
والذين جاؤا من بعدهم
يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا
الذين سبقونا بالايمان ولا
تجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنوا
ربنا انك رؤف رحيم۔ وان
تحشرنا معهم فاننا نحبهم
ومن أحب قوما حشر معهم
وان تدخلنا فى زمرتهم و
تجعلنا فى جملة خدمتهم
وتعيد علينا من صالح معاملاتهم
واحوالهم الباهرة وكراماتهم
الظاهرة المتكاثرة حتى نكون
من جملة اتباعهم وجملة
أشياعهم انك الجواد الكريم
الرؤف الرحيم يا ربنا لك
الحمد كما ينبغى لجلال وجهك
وعظيم سلطانك القديم
ولك الشكر الكامل اذا هلتنا

تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی
کہ ہر عالم با عمل کے حق میں دعا کرتے
ہیں ارشاد ہوا کہ اور وہ جو ان کے
بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب
ہماری مغفرت کر دے اور ہمارے ان
بھائیوں کی جو بحالت ایمان ہم سے
پہلے رخصت ہوئے اور ہمارے دلوں
میں اہل ایمان کی جانب سے کینہ پیدا
نہ فرما بے شک تو مہربان اور رحم کرنے
والا ہے اور ہمارا حشر انکے ہمراہ کر
کیونکہ ہمیں ان سے محبت ہے اور جس کو
جس سے محبت ہوتی ہے اس کا حشر
اسی کے ساتھ ہوتا ہے اور ہمیں ان
کے زمرہ میں داخل فرمانا اور ہمیں
ان کا خادم بنانا اور ہم پر انکے بہترین
حالات اور ظاہری کثیر کرامات کا اعادہ
فرمانا تاکہ ہم منجملہ انکے متبعین ہو جائیں
بیشک تو سخی، کریم، مہربان اور رحم
کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب تیرے
لئے حمد سزاوار ہے جیسی کہ تیرے چہرے
کے جلال اور تیرے قدیم غلبہ کے لائق

للخضوع تحت اشارة اولیائك
وجعلتنا من اهل ولائك
وصل اللهم وسلم وبارك
افضل سلام وافضل برکة
علی افضل الخلق سیدنا
محمد وعلی آله وصحبه
عدد معلوماتك ابدا
مداد کلماتك سرمدا
کلما ذکرك وذکره الذاکرون
وغفل عن ذکرك وذکره
الغافلون سبحان ربك
رب العزت عما یصفون
وسلام علی المرسلین
والحمد لله رب
العلمین ۱۲

ہوا اور تیرے لئے شکر ہے کہ تو نے
ہم کو اپنے دوستوں کا مطیع بنا دیا اور
اپنے دوستوں میں سے کر دیا اور بہترین
رحمت وسلامتی وبرکت نازل فرما
خلق میں سب سے بہتر محمدؐ اور ان کی
اولاد واصحاب پر اپنی معلومات کی تعداد
کے مطابق، ہمیشہ ہمیشہ جب تک تجھے
اور انکو یاد کرنے والے یاد کریں اور
تیرے ذکر سے غفلت شعار غافل ہو
جائیں اے رب العزت تو پاک ہے
ان چیزوں سے جو مشرک تیری طرف
منسوب کرتے ہیں اور رسولوں پر
سلامتی ہو اور اللہ رب العالمین کا
شکر ہے۔

الحقائق پبلی کیشنز

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

0333-7861895 - 0300-1090045